

حضرت خواجہ محمد خدابخش مسلمانانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی حیاتِ طیّبہ کے روشن اوراقِ مستثنیٰ بہ

سنتِ دینِ

الموسم

محبوبانِ خدا کے کلام

تصنیف لطیف

حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیاء

فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا المولوی المفتی الحافظ

خواجہ عبید اللہ الملتانی اچھتی قادری

ناشر

مکتبہ فیضانِ سنت

نزدہ پبلیشنگ والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

0306-7305026

تقدیم و ترتیب ترجمہ و تفسیر

عالم باعمل، استاذ العلماء، یادگار اسلاف، فقیہ العصر

حضرت علامہ مولانا مفتی میاں محمد عبدالباقی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ (زیب سجادہ خانقاہ عبیدیہ، رحمانیہ ملتان شریف)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت خواجہ محمد خدابخش صائمستانی ثم الخیر پوری رحمۃ اللہ علیہ
کی حیاتِ طیبہ کے روشن اوراق مستفی بہ

سینک لبرائن

الموسوی
محبوبانِ خدابخش کے راز

حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیاء
فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا المولوی المفتی الحافظ

خواجہ عبید اللہ الملتانی اچھتی قادری

تقدیم و ترتیب ترمیم و ترمیم

عالمِ باعمل، استاذ العلماء، یادگارِ اسلاف، فقیہ العصر

حضرت علامہ مولانا مفتی میاں محمد عبدالباقی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ (زیب سجادہ خانقاہ عبیدیہ، رحمانیہ ملتان شریف)

ناشر مکتبہ فیضانِ سنت

نزد پتیل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان 0306-7305026

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :	سر دلبراں
مصنف :	خواجہ عبید اللہ الملتانی الجبستی قادری نور اللہ مرقدہ
ترجمہ بنام :	”محبوبان خدا کے راز“
مترجم :	حضرت علامہ مولانا مفتی میاں محمد عبدالباقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
پروف ریڈنگ :	حضرت مولانا حافظ محمد عبدالاعلیٰ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
تسہیل :	حافظ محمد ریحان احمد قادری، عطاری
سن اشاعت :	رمضان المبارک 1434ھ جولائی 2013ء
تعداد :	1100
قیمت :	220 روپے

- مکتبہ صراط الاسلام میراجٹاں 0347-5105206
- مکتبہ قادریہ ○ مسلم کتابوی ○ کرمانوالہ بک شاپ
- مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور ○ کتب خانہ امام احمد رضا
- شبیر برادرز ○ نظامیہ کتاب گھر نزد بڈو لافور
- مکتبہ احسانت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ○
- شمس و قمر مالٹھ لاہور ○ مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
- مکتبہ قادریہ بلاچک گوجرانوالہ ○ مکتبہ الفرقان اردو بازار گوجرانوالہ
- مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان
- مہریہ کاظمیہ برمنان ○ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
- احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ بجات
- مکتبہ غوثیہ عطاریہ کٹی چوک راولپنڈی
- اسلامک بک کارپوریشن کٹی چوک ○ امام احمد رضا کیری روڈ راولپنڈی
- صراط مستقیم پبلی کیشنز، کٹی چوک 5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی، مکتبہ غوثیہ نزد فیضان مدینہ ہائل مدینہ کراچی
- مکتبہ ضیاء السنہ نزد پھیل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان، مکتبہ ضیاء العلوم راولپنڈی
- مسلم کتابوی لاہور، فرید بک شال اردو بازار لاہور، مکتبہ مہریہ کاظمیہ نزد انوار العلوم نیو ملتان

مکتبہ کی بک

فہرست

14	-----	انتساب
15	-----	ہدیہء تشکر
16	-----	تقدیم
25		قبلہء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات
25	-----	نام و نسب
25	-----	آپ کی پیدائش سے قبل ولایت کی بشارتیں
26	-----	پاکیزہ بچپن
27	-----	سلسلہء تعلیم
29	-----	بیعت و خلافت
30	-----	کرامات
31	-----	وصال
32		خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات
32	-----	نام و نسب
32	-----	سلسلہء تعلیم
32	-----	بیعت و خلافت
33	-----	مرشد کی عنایات
34	-----	چند علمی نکات

36	-----	آپ کے معمولات
36	-----	خلافت
37	-----	کرامت
38	-----	وصال
39	-----	خواجہ محمد خدا بخش خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات
39	-----	سلسلہ نسب
39	-----	تحصیل علوم
40	-----	بیعت و خلافت
43	-----	کمالات
45	-----	اخلاق حمیدہ
45	-----	کرامات
46	-----	وصال
47	-----	حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات
47	-----	نام و نسب
48	-----	ابتدائی حالات
50	-----	مشرف بہ بیعت ہونا
50	-----	خیر پور شریف روانگی
51	-----	خدمت مرشد میں انہماک

53	-----	مرشد کریم کی کمال شفقت
53	-----	حصولِ خلافتِ عظمیٰ
55	-----	ملتان جنت نشان میں آمد
56	-----	معمولاتِ مبارکہ
61	-----	تقبیلِ ابہامین
62	-----	دُنیا سے بے نیازی
66	-----	مذہبِ باطلہ کے خلاف جہاد
68	-----	کاٹھدی گنی
69	-----	کرامات
71	-----	قلبی خطرہ پر مطلع ہونا
72	-----	دریا کا رخ بدل جانا
72	-----	تصنیفات
77	-----	وصال
82	-----	اردو ترجمہ --- ”سرِ دلبراں“
83	-----	خطبہ
93	-----	خصائل و شمائل
95	-----	ذوقِ سماع
96	-----	وسیع النظر فی
97	-----	اسوہء حسنہ کی پیروی
98	-----	مسکینوں کو محبوب رکھنا

- 99 ----- تعلیم و تدریس سے الفت
- 100 ----- غلبہء استغراق
- 101 ----- مقام تسلیم و رضا
- 102 ----- دین آسانی کا نام ہے
- 103 ----- کمال انکسار
- 104 ----- آنے والے زائرین کا احترام
- 104 ----- حضور اعلیٰ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا
- 105 ----- تحائف عطا کرنا
- 105 ----- محبوب کے وصال کا طلب گار
- 106 ----- میرے حسب و نسب سے لوگوں کو آگاہ فرماتے
- 106 ----- رقم بطور قرض دے دو
- 107 ----- بیماری کی حالت میں شفقت
- 108 ----- ”مشارق الانوار“ یاد کرنے کی تلقین
- 109 ----- آداب معاشرت سکھاتے
- 111 ----- علوم منقولہ کی ترغیب
- 112 ----- اپنی زیارت کے لئے آنے والوں پر شفقت
- 112 ----- بے کاری کی مذمت
- 112 ----- ابوسعید خراز کا عمل
- 113 ----- حضرت شیخ منصور حلاج

- 113 ----- حضرت شیخ منصور گاؤ کلاہ کا قول و فعل
- 114 ----- حضرت شیخ ابو منصور گاؤ کلاہ کے قول کی شرح
- 115 ----- حضرت شیخ عبدالرحیم اصطخری کا عمل
- 115 ----- راضی برضار ہونے کی تلقین
- 116 ----- حضرت شیخ یوسف خیاط ترمذی کا قول
- 116 ----- اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو
- 118 ----- نظریہ وحدت الوجود کا بیان
- 121 ----- شب بیداری کی ترغیب اور عبرت کا بیان
- 122 ----- حقیقی سعادت کیا ہے
- 123 ----- مقام تسلیم و رضا
- 125 ----- صحبت صالح ترا صالح کند
- 125 ----- نظام عالم عشاق کے مرہون منت ہے
- 126 ----- مخلوق کو راحت پہنچانے کا اجر
- 126 ----- اپنا راز کسی سے نہ کہو
- 127 ----- اہل اللہ بھٹائے الہی قدرت والے ہیں
- 129 ----- سمت قبلہ درست کر دی
- 129 ----- ترک شہواتِ نفس
- 130 ----- عشق حقیقی کی منازل لا محدود ہیں
- 132 ----- عشق دو طرفہ ہوتا ہے

- 132 ----- خود کو اس جلوے پر قربان کر دے
- 133 ----- کد ام پیش بود، اود اند اود اند
- 135 ----- فنائیت ہی مقصودِ اصلی ہے
- 138 ----- ذوق والے دو اشعار
- 140 ----- فاعلِ حقیقی صرف اللہ کی ذات ہے
- 141 ----- کسبِ حلال اور نفس کشی کی ترغیب
- 143 ----- اپنی ہستی کو فنا کرنے کی کوشش کرو
- 143 ----- نظریہء وحدت الوجود پر ایک مثال
- 143 ----- فنائیت ہی راہِ ہدایت ہے
- 145 ----- طعام تناول فرمانے کے بعد شکر کا انداز
- 145 ----- دعوت کھانے کے بعد میزبان کے لیے دُعا
- 146 ----- جنازہ پر اشعار پڑھنا سنت اولیاء ہے
- 147 ----- مسلکِ اہل سنت و جماعت کی قدر دانی اور اس پر تشکر
- 149 ----- حج ظاہری و باطنی کی تفہیم
- 151 ----- اہل اللہ کی عظمت مسجد سے زیادہ ہے
- 152 ----- خود بینی و عجب زہر قاتل ہے
- 153 ----- تین عجیب آدمی
- 154 ----- اگر مردی احسن الی من اساء
- 155 ----- نقلی روزوں کی ترغیب

- 155 ----- گرمی طبع کا علاج
- 155 ----- پہلے پہل اشارتاً گفتگو فرماتے
- 156 ----- بزرگوں کی خدمت میں باادب رہنا چاہیے
- 156 ----- گھر کو اجڑنے سے بچانے کی کوشش فرمائی
- 157 ----- چند تفسیری اور فقہی نکات
- 158 ----- اپنے شیخ کی معیت میں ایک سفر کی روداد
- 160 ----- جس پر کرم ہو جائے خوش نصیب وہی ہے
- 161 ----- بارش طلب کرنے کا منفرد انداز
- 162 ----- مرنے کی اتنی جلدی کیوں؟
- 162 ----- قبلہء عالم مہاروی کا ذوق سماع
- 163 ----- استاد کو شاگرد کے حوالے کر دیا
- 165 ----- آپ دوائی کیوں نہیں استعمال فرماتے
- 165 ----- بھوک کم ہو تو بہتر ہے
- 166 ----- عشق الہی ہر تکلیف کا علاج ہے
- 167 ----- صدقہء جاریہ کے لیے تعمیرات کرواتے
- 167 ----- چوروں پر بھی شفقت فرمائی
- 168 ----- شیخ و مرید کے تعلق کا انداز
- 169 ----- اخلاقی اقدار کی پاسداری
- 170 ----- تعویذ ہر کارہ کی سند

- 170 ----- کشف سے دلی کیفیت کو جان لیا
- 171 ----- امان ما حوالہ خدائے تعالیٰ
- 172 ----- اللہ تعالیٰ امانتوں کی حفاظت فرماتا ہے
- 173 ----- میرا حال حجر اسود کی طرح ہے
- 173 ----- اولیاء اللہ کا جذبہ ایثار ہر ایک سے ممتاز ہے
- 174 ----- خواص کی باتیں خواص ہی جانتے ہیں
- 175 ----- الاستقامہ فوق الکرامہ
- 175 ----- عجب اور تکبر حرام ہے
- 176 ----- قناعت بہر حال اولیٰ تراست
- 177 ----- ایک مسئلہء وراثت بشکل پہلی
- 182 ----- شوق نماز باجماعت پر ایک حکایت
- 183 ----- فقہت فقہاء (ایک عجیب فیصلہ)
- 185 ----- شوق و ذوقِ تعلم
- 185 ----- ایک شاگردی طرف سے لسی کی ضیافت
- 185 ----- تعظیم سید اور تحمل و بردباری
- 186 ----- آپ کی چند کرامات
- 187 ----- سادگی و کسر نفسی
- 188 ----- فنایت و استغراق
- 188 ----- مقام کشف

- 190 ----- آپ کی فقاہت اور جھوٹ سے نفرت
- 191 ----- حالتِ استغراق میں بھی پابندیءِ شرع ملحوظ خاطر رہی۔۔
- 192 ----- کھیل سے بچپن ہی سے نفرت تھی
- 192 ----- باادب بانصیب
- 193 ----- برائی پھر برائی ہے
- 194 ----- فضولیات میں پڑنا مناسب نہیں
- 194 ----- سماع کے حوالے سے آپ کا طرزِ عمل
- 195 ----- حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی کی جانشینی
- 196 ----- آپ کی استغراقی کیفیات
- 196 ----- مشائخِ کرام کی اتباع میں ڈیلے کھانا
- 197 ----- خبر ہی نہیں کیا کھایا
- 198 ----- کڑواہٹ کا پتہ ہی نہ چلا
- 199 ----- کپڑا راہِ خدا میں تقسیم فرمادیا
- 200 ----- مالِ دُنیا سے بے نیازی
- 201 ----- عرسِ خواجہ حافظ جمال میں شرکت کا انداز
- 203 ----- غلبہءِ استغراق
- 203 ----- مظلوم کی مدد کا ایک خاص انداز
- 205 ----- فقراء کو نفس کی لذتوں
- 205 ----- جانوروں پر ظلم سے ناراضگی

- 205 حافظ جمال اللہ ملتانی کے روضہ شریف کی تعمیر میں آپ کا حصہ
- 206 ناراضگی میں بھی تبسم
- 206 ”جی“ کہ کر جواب مرحمت فرمایا
- 207 اپنی چیزوں کی حفاظت کرو
- 207 اپنی موت کو یاد رکھنا چاہیے
- 207 مرض ناروکا علاج
- 208 آنکھوں کی بینائی تیز کرنے کے لیے ایک نسخہ
- 208 روشنی چشم کے لیے ایک روحانی نسخہ
- 209 نسخہ برائے زخم
- 209 ڈوہر کارو جانی علاج
- 210 پھوڑے، زخم اور ہر قسم کے درد کے لیے
- 210 پیٹ درد کے لیے
- 210 گم شدہ کو بلانے کا عمل
- 211 اخلاقی تہذیب پر بہترین انداز سے رہنمائی
- 212 اپنے مشائخ سے عقیدت کا ایک انداز
- 213 مرشد کے فرمان پر تو نہ شریف روانگی
- 214 ہر جلوہ انہی کا جلوہ ہے
- 215 مجاز سے حقیقت کا ادراک
- 217 قناعت کی دولت

- 217 ----- ہر وظیفہ آخرت کے لیے
- 218 ----- خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ عنہ سے بیعت۔۔
- 218 ----- آپ ہر کمال اور خوبی کے جامع تھے
- 221 ----- مصنف سے مترجم تک شجرہء نسب
- 222 ----- اصل فارسی۔۔۔۔۔ "سر دلبراں"

انتساب

فخر المحبوبین، مراد السالکین، زبدۃ الاولیاء، محبوب اللہ، حضور خواجہ، خواجگان

خواجہ محمد خدا بخش صاحب خیر پوری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وسلطان العلماء، وعمدۃ الاصفیاء، قاطع نجدیت ورافضیت، حضور خواجہ، خواجگان

خواجہ عبید اللہ المملتانى

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وخاندان والا شان رحمہ اللہ تعالیٰ بالخصوص اپنے مربی فخر المشائخ حضرت خواجہ

مولانا مفتی عبدالودود صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ

واستاذی ووالدی و مربی، فخر الاستاذہ، حضرت مولانا

مفتی محمد عبدالمجید صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ

شریک سجادہ نشین ششم خانقاہ عالیہ، عبیدیہ، رحمانیہ

(بفرمان و وصیت سجادہ نشین پنجم حضرت موصوف مذکورہ رحمہ اللہ تعالیٰ)

جن کی محبتیں شفقتیں اور تربیتیں اور توجہاتِ کاملہ مجھے اس کام کی طرف لائیں

کہ میں اس کارِ عظیم کے لائق ہوا

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاصَّةِ رُسُلِهِ وَبَاعِثْ تَخْلِيْقِهِ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ

الہی! تا بہ ابد آستانِ یار رہے

یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

محمد عبدالباقی عفی عنہ

هدیہ تشکر

”مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ“

”جس نے لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا“ محض اسی پر عمل کرتے ہوئے میں ان دو معاونین کا بالخصوص شکر یہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو اس کتاب کی تکمیل میں ہر طرح میرے معاون رہے۔

(۱) میری شفقتوں کا مرکز، میرے دل کا چین، صاحبِ اوصاف کثیرہ، ولدی الاعز

مولانا حافظ محمد عبدالاعلیٰ صاحب

زید صلاح

جن کے شب و روز اس کام کی تکمیل میں میرے ساتھ رہے، حتیٰ کہ میں اس کام کی تکمیل کر سکا، اللہ تعالیٰ ان کو مزید ترقی نصیب فرماوے اور دارین کی سعادتیں عطا فرماوے۔

(۲) دوسری شخصیت جن کا ذکر کر رہا ہوں ان کا نام نامی ہے۔۔۔

حافظ محمد ریحان احمد صاحب

قادری، رضوی، ضیائی، عطاری زید حسن باطنہ

اللہ تعالیٰ جل مجدہ ان کو بھی دونوں جہان کی سعادتیں عطا فرماوے اور اس کام میں معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرماوے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ بِحُرْمَةِ حَبِيبِهِ میرے ان کلمات کو ان دونوں کے حق میں قبول و منظور فرماوے۔ اللّٰهُمَّ آمِينَ بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ الْآمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَالهِ وَسَلَّمَ

محمد عبدالباقی عفی عنہ

تقدیم

ابتداء بنام یگانہ وَحْدَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ جس کا نہ کوئی مثل ہے اور نہ کوئی قبیل، وہی لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ اور پھر صلوات و تسلیمات اسی رب کے (کہ وہ خود بے مثل ہے) اس ذات والا صفات پر (ہوں) کہ جن کا نام نامی اُن کی (بے مثل) ذاتِ مقدسہ کی طرح بے مثل ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِثْمَى الْمَلِكِ وَ حَاءِ الرَّحْمَةِ وَ دَالِ الدَّوَامِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ وَ عَلَى آلِهِ هُمُ الْأَطْهَارُ وَ عَلَى صَحَابَتِهِ هُمُ الْأَخْيَارُ وَ عَلَى أَوْلِيَآءِ أُمَّتِهِ هُمُ الْأَنْصَارُ

وہی رحمۃ للعالمین ہیں۔۔۔ وہی جو اُس کی طرف سے مختار کائنات ہیں۔۔۔ وہی جن کی عظمت و رسالت۔۔۔ نبوت و ولایت۔۔۔ محبوبیت و اصالت۔۔۔ کرامت و امامت۔۔۔ اُس (رب) کے یہاں اُنہیں کے لئے خاص۔۔۔ آدم ہوں یا موسیٰ۔۔۔ ابراہیم ہوں یا عیسیٰ۔۔۔ نوح ہوں یا زکریا۔۔۔ نبی ہوں یا رسول۔۔۔ اغیاث ہوں یا اقطاب۔۔۔ ابدال ہوں یا اوتاد۔۔۔ ملائکہ ہوں یا انسان۔۔۔ جنات ہوں یا حیوانات۔۔۔ نباتات ہوں یا جمادات۔۔۔ یہاں ہو یا وہاں۔۔۔ غرض یہ کہ سب کو انہیں محبوب لَمْ يَزَلْ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی ضرورت ہے۔۔۔

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ)

حمد و صلوة کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اُس کی بارگاہ میں اپنے لئے

وسیلہ ڈھونڈو“

اس آیتِ مقدسہ میں وسیلہ سے مراد ذواتِ مقدسہ طاہرہ انبیاء و اولیاء ہوں یا اعمالِ صالحہ، جو کچھ بھی ہو سب حقیقت ہے۔ کسی چیز کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ (اور جب ایسا ہی ہے) تو پھر شیخِ کامل کے دستِ حق پرست کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرنا جو کہ اولیاءِ کاملین کی نظر میں، (حسبِ حال) فرض بھی ہے واجب بھی، سنت بھی ہے مستحب بھی، اسی آیت سے ثابت و ماخوذ ہے۔

اور وَسِيلَةَ بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ بھی شیخِ کامل کے بغیر ناممکن نہیں لیکن مشکل ضرور ہے، کیونکہ جسمانی امراض کی طرح روحانی امراض کی تشخیص و علاج کی بھی ضرورت ہوتی ہے، پھر جیسا کہ جسمانی مرض کی تشخیص یا علاج اپنے بس کی بات نہیں بلکہ کسی ماہر تجربہ کار معالج کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح بعینہ روحانی امراض کی تشخیص و علاج بھی اپنے بس کی بات نہیں، وہاں بھی کسی مردِ کامل کی ضرورت ہے۔
وجہ اس کی یہ ہے کہ بزرگ فرماتے ہیں۔۔۔

”اپنی آنکھ میں اگر شہتیر گھسا ہو وہ نظر نہیں آتا لیکن دوسرے کی آنکھ میں

ایک تنکا بھی ہو نظر آجاتا ہے“

یہاں اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ شیخِ کامل اپنے نورِ بصیرت سے تیرے دل میں

موجود شریعت کی رو سے جو قباحتیں ہوں یا اخلاقی ناشائستگی، ان کو نکالنے کی بتدریج

کوشش کرے گا اور تمہیں بتائے گا کہ فلاں روحانی بیماری کے لئے نماز (کے مجاہدے) کی ضرورت ہے۔۔۔ فلاں روحانی مرض کے لئے روزے (کے مجاہدے) کی۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔ اپنی مرضی یہاں بالکل فائدہ نہیں دے گی کیونکہ جب بخار ہو تو دوائی بخار کی ہی دی جاتی ہے، جب ہیضہ وغیرہ ہو تو پھر دوائی بھی اسی طرح، اور اس کا برعکس اپنی جان کی ہلاکت ہے۔

اسی طرح یہاں بھی وہی صورت ہے کہ نفلی نماز کے مجاہدے کے علاج کی جگہ نفلی روزے کے مجاہدے کا علاج کارگر نہ ہو گا بلکہ معالج روحانی جس چیز کو مناسب سمجھے گا اسی طرح علاج کیا جائے گا۔
اسی لئے تو کہا گیا۔۔۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند

صحبتِ طالح ترا طالح کند

”اچھوں کی صحبت تمہیں بھی اچھا کر دیتی ہے اور بروں کی صحبت انسان کو بد بخت و برا کر دیتی ہے“

حدیثِ پاک میں وارد ہے جس کو امام مسلم نے روایت فرمایا ہے، راوی اس کے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔۔۔ فرماتے ہیں

”بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: پہلی اُمتوں میں ایک شخص نے ننانوے ناحق قتل کئے (ایک دن) اس نے کسی سے سوال کیا کہ اس وقت روئے زمین پر کون سب سے زیادہ علم رکھتا ہے؟ کہا گیا فلاں راہب (عیسائی مذہب کا زاہد، تارک الدنیا، عبادت گزار) چنانچہ وہ اس راہب کے

پاس پہنچ گیا۔ عرض کی: میں نے ننانوے قتلِ ناحق کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ راہب نے جواب دیا: نہیں، تو اس قاتل نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور سو کا عدد مکمل کر لیا۔

کچھ عرصہ کے بعد اس نے پھر وہی سوال لوگوں سے کیا کہ اس وقت اہل زمین میں کون سب سے بڑا عالم ہے؟۔ اسے بتایا گیا کہ فلاں آدمی اس وقت بہت بڑا عالم ہے۔ اُس نے اُس کی طرف سفر کیا اور جا کر عرض کی: میں نے ناحق سو قتل کئے ہیں کیا میرے لئے کوئی توبہ ہے؟ اُس عالم نے جواب دیا

”جی ہاں! اور کون ہو سکتا ہے کہ تیرے رب اور تیری توبہ کے درمیان رکاوٹ بنے۔ (ہاں البتہ یہ کرنا ہے) کہ فلاں نام کی بستی میں چلا جا! کیونکہ وہاں کچھ لوگ رب کے پیارے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، نیک لوگ ہیں، تو بھی ان کی معیت میں وہاں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اپنی بستی کو واپس نہ جانا کیونکہ وہ بری جگہ ہے“

پھر وہ (مخض اُس عالم کی بات مان کر توبہ کے ارادے سے) اس بستی کی طرف چلا حتیٰ کہ جب آدمی مسافت طے کر چکا تو اُسے موت نے آلیا، جب گرنے لگا تو سینے کو (اس بستی کی طرف) ذرا آگے کر کے گرایا (اور جان اپنے مالک کے سپرد کر دی)۔ پھر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا، رحمت کے فرشتوں کا استدلال یہ تھا کہ یہ توبہ کے ارادے سے اللہ تعالیٰ کی طرف چلا ہے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے اس نے کبھی کوئی خیر کا کام کیا ہی نہیں، (اسی دوران) ایک فرشتہ انسانی صورت میں ان کے پاس آ پہنچا، انہوں نے اسے اپنا حاکم (فیصلہ کرنے والا) مقرر کیا۔

اس نے حکم دیا کہ دونوں جانبوں سے زمیں کی پیمائش کی جائے، جس طرف کی پیمائش کم نکلے اسی پر عمل کیا جاوے (یعنی اسی گروہ میں شمار کیا جائے، اور حقیقت یہ تھی کہ جس طرف سے آ رہا تھا وہ کم تھی بہ نسبت دوسری جانب کے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اگلی جانب کو حکم فرمایا کہ تو سمٹ جا اور دوسری جانب کو حکم دیا کہ تو پھیل جا (یعنی لمبی ہو جا) جب پیمائش کی گئی تو وہ شخص قریب صالحہ کی طرف بہ نسبت دوسری جانب کے ایک بالشت بھر زیادہ قریب تھا (اس لئے) اُسے رحمت کے فرشتے لے گئے۔

اگر تھوڑا سا غور و فکر کیا جائے تو آج کل کے اختلافات کثیرہ میں حق و باطل کا روزِ روشن کی طرح امتیاز و فرق صرف اسی ایک واقعہ سے معلوم ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی اہل اللہ سے بیعت اور طلبِ فیض کرنے کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے، کیونکہ جب اہل اللہ کی طرف چل پڑنا ہی ”ایک سونا حق قتل“ جیسے گناہ کی معافی کا سبب بن گیا (اور وہ بھی پہلی امتوں میں) تو پھر (اس امت کے) اہل اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر، ہاتھ میں ہاتھ دے کر اطاعۃ اللہ تعالیٰ و اطاعۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عہد و پیمان تجدید کرنے کا کیا مقام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ

”بے شک اللہ (اپنی رحمت و مدد کے ساتھ) متقی اور نیکوکار لوگوں کے قریب ہے“

نیز فرمایا:

إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ

”بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوکار لوگوں سے قریب ہے“

اسی لئے اہل اللہ کا دامن ہاتھ میں لیا جاتا ہے، کبھی صرف محبت کی شکل میں، کبھی اُن کی طرف سفر کر کے اور کبھی بیعت سے، وغیرہ وغیرہ۔

”سر دبرائ“ کی خصوصیات:

”سر دبرائ“ جو کہ حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیاء، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا مولوی خواجہ عابد اللہ الملتانی الچشتی القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جانشین محبوب الالہ، عمدۃ الصلحاء، رئیس العلماء، فخر العاشقین، حریق المحبت، یگانہء سلسلہء عالیہ، خواجہ خواجگان مولانا مولوی خدا بخش صاحب ملتانی ثم الخیر پوری) کی تصنیف لطیف ہے، اسی تعلق کو جو کہ شیخ (پیر) اور مرید کے درمیان ہوتا ہے کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے ایک کامل راہنما کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ اس میں ایسی دو ہستیوں (شیخ المشائخ، سراج الواصلین، فخر العاشقین، سند العارفین، محبوب اللہ، حضرت خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بطور شیخ کامل) اور حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیاء، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا مولوی المفتی الحافظ خواجہ عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری نور اللہ مرقدہ (بطور مرید کامل)) کے تعلق کا ذکر ہے جو کہ ولایت کی دنیا میں نامور اور اپنی نظیر آپ ہیں، جو کچھ اس میں ذکر ہوا اُن کا حال ہے نہ کہ محض قال۔

حضورِ اعلیٰ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا مولوی خواجہ عبید اللہ

الملتانی الچشتی القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ابتدائیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”یہ چند اوراق ہیں جن میں اُن پاکیزہ معطرات۔۔۔ اور ستھری مہکوں

۔۔۔ اور نور دار لائوں۔۔۔ اور انتخاب شدہ جامع کلمات۔۔۔ اور اقتباس شدہ

برقوں۔۔۔ اور گزارش کی گئی چمکوں۔۔۔ اور نچھاور کی گئی کرامتوں کی فتوحات

۔۔۔ اور ہدایت کے خوشبودار جھونکوں۔۔۔ اور معرفت و عرفان کی بارانِ رحمت کی چھینٹوں۔۔۔ اور آنکھوں کو نور عطاء کرنیوالی روشنیوں کا ذکر و بیان ہے۔۔۔ جن کو میں نے اللہ کے نورِ جمال کا مظہر۔۔۔ نظامِ تجلیاتِ کلیسی کے فخر۔۔۔ بے انتہا تجلیات کے منبع۔۔۔ (بہت سارے القابات ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں) ابو الحسن الخرقانی الثانی، المولوی خواجہ خدا بخش الملتانی نور اللہ مرقدہ وَبَرَّ ذَمْضَجَعَه سے (شمیدم و دیدم و شنیدم و کشیدم) دیکھا، سنا، سونگھا اور حاصل کیا۔۔۔

چنانچہ اس کتاب میں محبوب اللہ، حضرت خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کی جھلکیاں بھی ہیں اور کمالات و ملفوظات کا بیان بھی، آپ کے علمی مقام کا بیان بھی ہے اور روحانی مقام کا بیان بھی، اور یہ کتاب آپ کی سیرت پر اولین ماخذ کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

پیش نظر ترجمہ ایک قدیم مطبوعہ نسخے کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے جو کہ ۱۳۲۴ھ (1906ء) میں ”اسلامی تجارتی کتاب خانہ“ اندرون بوہڑ گیٹ ملتان سے شائع ہوا۔ اصل کتاب کے ترجمے سے پہلے مصنف کتاب ہذا حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے مرشدِ کریم، شیخ المشائخ، سراج الواصلین، فخر العاشقین، سند العارفین، محبوب اللہ حضرت خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مرشدِ کریم شیخ المشائخ، غیاث العاشقین، سند اکاملین، محبت اللہ بالکمال، خواجہ خواجگان حضرت سیدنا حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مرشدِ گرامی حضرت شیخ المشائخ، قدوة الاولیاء، شمس العرفاء، محبوب

الالہ، خواجہ خواجگان، قبلہء عالمیان، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات بھی اس کتاب کی زینت ہیں کیونکہ اس کتاب میں بارہا ان ہستیوں کا ذکر خیر ہوا ہے لہذا قارئین کی سہولت کے لئے یہ قدم اٹھایا گیا ہے جس سے اس کتاب کی افادیت میں حریداضافہ ہو گیا ہے۔

آخر میں اصل قاری کتاب بھی جدید کمپوزنگ کے ساتھ شامل اشاعت کر دی گئی ہے تاکہ اہل علم و ذوق حضرات اس سے حظِ وافراٹھا سکیں اور یہ سرمایہ آنے والی نسلوں تک اصل شکل میں منتقل ہو سکے۔

امید ہے قارئین کے لئے یہ کتاب ایک بیش بہا علمی خزانہ ثابت ہوگی قارئین سے متحی ہوں کہ اس فقیر بے بضاعت کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ جل مجدہ مجھے اپنے جد امجد حضور قانی فی اللہ، باقی باللہ حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیگر تصانیف جو کہ ابھی تک قلمی نسخوں کی صورت میں موجود ہیں کو منظر عام پر لانے کی سعادت عطا فرماوے، ایک اور کتاب ”رد الضالین“ پر کام جاری ہے دعا فرمائیں کہ اللہ جل مجدہ وہ بھی جلد پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

اللہم آمین بحرمة النبی الامین و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم
واللہ الموفق و هو الہادی جل شانہ و اللہ تعالیٰ و رسولہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم اعلم بالصواب و السلام علی من اتبع الہدی
اللہم تقبل منا انک انت السميع العليم و صلی اللہ تعالیٰ علی

خیر خلقه و نور عرشه و زینت فرشه سیدنا و نبینا محمد و آلہ و
صحابہ اجمعین و بارک و سلم فی کل لمحۃ عدد ذرات الوجود

الف الف مرۃ۔

حرّہ الفقیر لآبَل خادِم الفقراء و محبہم

محمد عبد الباقی عفی عنہ

خادِم خانقاہ عبیدیہ رحمانیہ و مسجد رحمانیہ

محلہ قدیر آباد ملتان شریف

۷ ربیع الاول ۱۲۳۲ھ

حالاتِ مبارکہ

شیخ المشائخ، قدوة الاولیاء، شمس العرفاء، محبوب الالہ، خواجہ خواجگان، قبلہ عالمیان، حضرت سیدنا و مولانا

خواجہ نور محمد مہاروی صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام و نسب:

حضرت خواجہ خواجگان، قبلہ عالمیان سیدنا و مولانا نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ

عندہ کی ولادت باسعادت 14 رمضان المبارک 1142ھ میں ہوئی۔

آپ کا نام ٹھیک رکھا گیا اور آپ کے والد مکرم کا نام ہندال بن تاتار بن فتح

محمد بن محمود بن عزیز تھا۔ آپ مشہور بااثر قوم کھرل سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کے کمالات کی وجہ سے آپ کے مرشد کریم، فخر الاولین والآخرین،

محب النبی، حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو

”نور محمد“ کے پیارے لقب سے نوازا، اور یہی نام عرف عام میں مشہور ہے۔

چونکہ آنجناب قبلہ حاجات و کعبہ مرادات تھے اس لئے خواص و عوام میں

”قبلہ عالم“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی ولایت کی بشارتیں:

روایت ہے کہ:

آپ کی والدہ محترمہ اپنی نوعمری کی حالت میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جال

کے درخت کے نیچے کھیل رہی تھیں کہ اچانک درخت کے تنے سے ایک بزرگ

نمودار ہوئے اور فرمایا کہ اس بچی کی کوکھ میں ایک انمول موتی جگ مگا رہا ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ:

آپ کی والدہ محترمہ صاحبہ شادی سے پہلے جب اپنے خاندان کے ساتھ قصبہ ”پھولرہ“ میں رہتی تھیں تو وہاں ایک صاحب کمال بزرگ شیخ فتح محمد دریا رحمہ اللہ تعالیٰ (جو کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت شیخ عبداللہ جہانیاں نیکوکارہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستان پر جانشین تھے) اس قصبہ میں تشریف لائے اور موصوفہ بی بی صاحبہ کے خاندان میں قیام فرمایا۔

اتفاقاً ایک مرتبہ جب اُن کی نگاہ بی بی صاحبہ پر پڑی جو اُس وقت بہت چھوٹی عمر میں تھیں تو اُن کی طرف نمکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے، جس کو بی بی صاحبہ کے خاندان والوں نے محسوس کیا۔ جب آپ نے اُن کی صورت حال پر واقفیت پائی تو رشا فرمایا کہ میری نظر اس بی بی کے چہرہ پر نہیں بلکہ اس کے لطن طاہرہ سے پیدا ہونے والے اُس ”انمول موتی“ پر ہے جو کہ اپنے دور کا ”قطب“ کہلائے گا۔

یا کبیرہ بچپن:

آپ کی پیدائش چونکہ ماہ رمضان المبارک میں ہوئی تھی اس لئے آپ کا شیر خوارگی میں یہ معمول تھا کہ دن کو والدہ صاحبہ کا دودھ نہ پیتے بلکہ رات کو نوش فرماتے دن کو اگر آپ کی والدہ صاحبہ دودھ دینے کی کوشش فرماتیں بھی تو آپ منہ پھیر کر رونے لگتے۔

اتفاقاً انہیں دنوں حضرت میاں احمد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (جو کہ ایک

صاحب کرامت بزرگ تھے) آپ کے وطن مہار شریف میں اپنے ایک عقیدت مند میاں

محمد مسعود مہاروی کے گھر تشریف لائے، لوگ ان کی زیارت کے لئے بکثرت آرہے تھے کہ انہیں میں حضور قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی دادی صاحبہ بھی اپنے معصوم پوتے کے ساتھ زیارت اور دعا کے لئے تشریف لائیں اور عرض کی ”حضور! اس بچے کے لئے تعویذ عنایت فرمائیں“

میاں احمد علی صاحب نے فرمایا:

”مائی صاحبہ! یہ بچہ کوئی عام بچہ نہیں بلکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاسبان اور اسے عام کرنے کا سبب بننے والا ہے، اسے کسی تعویذ کی حاجت نہیں بلکہ یہ تو ہماری مصیبتوں کے دفعہ کا سبب بننے والا ہے، اسی لئے تو یہ رمضان شریف میں دن کو روزہ سے ہوتا ہے“

سلسلہ تعلیم:

جب آپ کی عمر شریف پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے والد محترم نے آپ کو کلام پاک حفظ کروانے کے سلسلے میں میاں مسعود جیو صاحب کے مدرسہ میں داخل کرایا۔ میاں احمد علی صاحب (جن کا ذریعہ پیچھے گزرا) معمول کے مطابق ایک روز اس حجرے (کمرے) میں تشریف لائے جس میں حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے بچوں کے ہمراہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ:

”ایک دن آئے گا کہ شاہان وقت اس بچے کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے اور پورا خاندان آپ کی وجہ سے شہرت و وقار حاصل کرے گا“

جب استاد صاحب محترم نے یہ بات سنی تو فرمانے لگے میاں صاحب! آپ بھی کوئی عجیب آدمی ہیں کیا یہی ہندال (آپ کے والد کا نام) کا بیٹا وقت کا غوث

ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

”تمہیں معلوم نہیں آگے چل کے یہی بچہ تیری میری سب کی عزت بنے گا“
 کلام اللہ شریف حفظ کر لینے کے بعد آپ نے دیگر دینی علوم پڑھنے شروع
 فرمائے، کچھ عرصہ تک اپنے وطن میں یہ سلسلہ شروع کیا پھر چند مجبور یوں کی وجہ سے
 دوسرے شہروں اور قصبوں سے علم حاصل کرتے ہوئے ڈیرہ غازی خان ایک صاحب
 علم سے کچھ عرصہ استفادہ فرماتے رہے، پھر وہاں سے حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ لاہور تشریف لے گئے۔ دونوں حضرات کا مقصد حصول علم ہی
 تھا، کھانے کا چونکہ کوئی انتظام نہ تھا اس لئے ان دونوں حضرات کو بعض اوقات سوال
 بھی کرنا پڑتا۔

اتفاق سے ایک رات طوفان کی سی حالت تھی، تیز آندھی اور بہت بارش، یہ
 دونوں حضرات کسی گلی سے گزر رہے تھے کہ قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم پھسل گیا۔
 اس قابلِ رحم حالت سے آپ کو بہت دھچکا لگا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ:
 ”اے میرے مولا! اس گداگری کے عذاب سے ہمیں نجات عطا فرما!“
 اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس التجا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا پھر کبھی آپ کو سوال کی ضرورت
 پیش نہیں آئی۔

”خلاصۃ الفوائد“ میں لکھا ہے کہ آپ میاں محمد قائم کے ہمراہ حصولِ علم کے
 لئے دہلی بھی تشریف لے گئے تھے، پھر میاں محمد قائم تو پورب (دریائے گنگا کا مشرقی
 علاقہ) کی جانب چلے گئے لیکن آپ نے وہیں دہلی میں قیام فرمایا اور مولانا میاں محمد
 برخوردار صاحب کے پاس ”قطبی“ کا سبق پڑھنا شروع فرمادیا۔

بیعت و خلافت:

انہی ایام میں حضرت شیخ المشائخ، فخر الاولین والآخرین، محبت النبی، حضرت مولانا محمد فخر الدین اورنگ آبادی ثم الدہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورنگ آباد سے آکر دہلی میں قیام پذیر ہوئے اور آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم حاصل کرنے لگے۔

اسی دوران آپ ان کی بیعت سے بھی سرفراز ہوئے اور مرشدِ کریم کے کہنے پر ظاہری علوم کا تعلم (پڑھنا) ترک فرما کر انہیں کے حکم سے سلوک کی منزلیں طے کرنے لگے اور دن بہ دن مرشدِ کریم کی نگاہِ شفقت کا مرکز بن گئے۔

جب حاسدین نے یہ عنایات مشاہدہ کیں تو وہ آپ سے حسد کرنے لگے، حتیٰ کہ انہوں نے ایک دن حضرت مرشدِ کریم کی خدمت میں عرض کر دی کہ ”حضور! یہ کھرل قوم کا فرد جو آپ کی خدمت میں رہتا ہے یہ پنجابی ہے اور یہ لوگ کچھ اچھی شہرت نہیں رکھتے، ان کے آباؤ اجداد میں ایک آدمی مرزا کھرل نامی نے قصبہ جھنگ کے ایک زمیندار کی لڑکی اغواء کر لی تھی، پھر راستہ میں سیال قوم کے لوگ پہنچ گئے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا، لہذا ایسی غلط شہرت رکھنے والے لوگوں کا آپ کی خدمت میں رہنا مناسب نہیں“ ان کی یہ بات سن کر آپ نے تبسم فرماتے ہوئے یہ جواب دیا کہ ”مرزا کھرل تو ایک عورت لے گیا تھا لیکن یہ ہمارا پنجابی سارے جہان کو لے جائے گا“۔ سب لوگ یہ سن کر از حد شرمندہ ہوئے۔

آپ نے تقریباً پینتیس سال کا عرصہ مرشدِ کریم کی بارگاہ میں گزارا اور مرشدِ کریم کی خلافتِ عظمیٰ سے بھی سرفراز ہوئے اور بہت عرصہ تک آپ ایک جہان کو اپنے فیضان سے سیراب کرتے رہے۔

کرامات:

آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا اور یہ کرامات بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کا سبب بنیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ آپ خواجہ بزرگ، قطب المشائخ، غوث العارفین، سند الموحدین، نایب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت خواجہ سیدنا معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک پر اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ جب عرس شروع ہوا تو حسب معمول روزانہ محفل سماع منعقد کی جاتی لیکن محفل سونی سونی سی رہتی، ذوق و وجد کی حالت سے ہر شخص محروم تھا۔

صلحاء و عرفاء نے مشورہ کیا کہ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ امسال خلاف معمول ذوق نہیں ہے۔ آخر کار پتہ چلا کہ کسی نے جادو کر دیا ہے۔

پنجاب سے میاں معصوم علی شاہ صاحب جو حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص غلام تھے اور اہل پنجاب کی طرف سے خدمت و طلب دعا کے لئے تشریف لائے تھے، انہوں نے دیوان صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء میں سے حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہوئے ہیں ان سے اس کا کوئی حل پوچھنا چاہئے۔

چنانچہ سب افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ”حضور! اتنی اتنی عظیم ہستیاں تشریف لائی ہوئی ہیں لیکن ذوق و وجد کی حالت کسی پر وارد نہیں ہو رہی ہو سکتا ہے کسی نے جادو کر دیا ہو، درخواست ہے کہ آپ محفل میں تشریف لا کر توجہ فرمائیں تاکہ یہ بے کیفی ختم ہو“ چنانچہ آپ اُن کے کہنے پر تشریف لائے، دیکھا کہ

محفل میں ایک جوگی بیٹھا ہوا ہے جس نے یہ عمل کیا ہے آپ نے جب توجہ فرمائی تو اس جادوگر کا سارا عمل ختم ہو گیا اور محفل کے تمام شرکاء وجد کرنے لگے۔

جوگی آپ کی اس عظمت کو دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گیا اور دیگر بہت سے ہندو بھی دائرہء اسلام میں داخل ہو گئے الحمد للہ!

وصال:

آپ کا وصال ۳ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو بروز جمعرات صبح کے وقت ہوا، آپ کا مزار پر انوار ”چشتیاں شریف“ بستی ”تاج سرور“ (رحمہ اللہ تعالیٰ) میں مرجعِ خلائق ہے۔

اگر کسی نے آپ کے تفصیلی حالات سے آگاہی حاصل کرنی ہو تو ”گلشن

ابرار“ اور ”مخزنِ چشت“ کا مطالعہ کرے۔ یہاں صرف تعارف ہی مقصود تھا۔

(ماخوذ از ”مخزنِ چشت“ مطبوعہ چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد)

حالاتِ مبارکہ

شیخ المشائخ، غیاث العاشقین، سند اکاملین، محبت اللہ بالکمال، خواجہ نوجوانگان، حضرت سیدنا
خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام و نسب:

آپ کا اسم گرامی حضرت محمد جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور آپ کے والد مکرم
کا نام محمد یوسف اور آپ کے دادا کا نام حافظ عبدالرشید تھا۔ آپ کا اصلی وطن ”آوان
قار“ تھا اور آپ کی ذات آوان (المشہور اعوان) تھی۔

آپ کے دادا ”آوان قار“ کے علاقے سے ہجرت کر کے ملتان شریف
تشریف لائے اور قلعہ کہنہ ملتان شریف کی شرقی جانب قیام فرمایا۔

سلسلہ تعلیم:

آپ نے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد علومِ دیدیہ کی تحصیل کی طرف توجہ کی
اور درجہء کمال کو پہنچے، انتہائی ذہین اور ذکی الطبع تھے، چنانچہ آپ سے اگلی کلاس کے
طلباء کو بھی آپ سے مباحثہ کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

بیعت و خلافت:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب آپ کی توجہ مالکِ حقیقی کی طرف
مبذول ہوئی تو آپ کے دل میں کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا شوق پیدا
ہوا، لہذا آپ ہر ماہ کی چودہ تاریخ کو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ رکن الدین
والعالم سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دیتے اور ساری رات اعتکاف میں

گزارتے، زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ شیخ الاسلام حضرت شاہ رکن عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو حضرت قدوۃ الاولیاء، شمس العرفاء، خواجہ، خواجگان، حضرت قبلہ، عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شبیہ مبارک خواب میں دکھاتے ہوئے فرمایا کہ:

”یہ ”نور محمد“ ہیں اور مہار شریف میں قیام پذیر ہیں، ان کی خدمت میں حاضری دو اور انہیں کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔“

جو نہی آپ نیند سے بیدار ہوئے فوراً مہار شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب آپ حضرت قبلہ، عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے کچھ قدم آگے چل کے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال فرمایا اور پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ اور آپ کا وطن کہاں ہے؟ آپ نے عرض کی حضور! میرا وطن ملتان ہے اور میں آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کی غرض سے آیا ہوں، چنانچہ حضور قبلہ، عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔

اس کے بعد حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرشدِ پاک کے ارشادات کی روشنی میں ریاضت و عبادت میں مشغول رہے۔ عرصہ دراز تک سفر و حضر میں اپنے شیخ کے ساتھ رہے حتیٰ کہ معرفت کے درجاتِ اعلیٰ پر پہنچے۔

مرشد کی عنایات:

”اسرار کمالیہ“ میں خود حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے، فرماتے ہیں:

”ایک بار اجمیر شریف کے سفر میں میرے جوتے پرانے تھے اور چلنے میں دقت ہوتی تھی کہ اچانک ایک آدمی نے حضور قبلہ، عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

نئے جوتے پیش کئے تو میں نے سوچا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ حضور اپنے پرانے جوتے مجھے عنایت فرمادیں اور خود نئے جوتے زیب پا فرمائیں، لیکن آپ نے وہ جوتے ایک اور خادم کو عنایت فرمادیئے، میں نے سوچا اس میں بھی کوئی حکمت ہوگی۔

جب سفر ختم ہوا اور آپ اپنے دولت سرائے پر پہنچے تو آپ نے کپڑوں کا ایک نیا جوڑا مرحمت فرمایا اور ساتھ ہی گھوڑا جس پر آپ سوار تھے وہ بھی عنایت فرمایا نیز باطنی نعمتوں سے مالا مال فرما کر حکم فرمایا کہ ”اب آپ ملتان چلے جاؤ“۔

روایت ہے کہ:

ایک بار بہت سے لوگ حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بغرض زیارت جمع ہو گئے، آپ نے لانگری غلام رسول سے دریافت فرمایا کہ ان سب نے کھانا کھالیا ہے؟ غلام رسول نے عرض کی ”حضور! سب نے کھالیا ہے مگر حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تک تناول نہیں فرمایا“ آپ نے فرمایا: ”عجیب بات ہے کہ جو شخص پورے فقر (درویشی) کا بوجھ اٹھانے آیا ہے تم نے اس کو ابھی تک کھانا ہی نہیں دیا“۔

چند علمی نکات:

سید زابد شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی آیت کریمہ ”وَجَزَاءُ

سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا“ کے دو مفہوم ہیں ایک ظاہری ایک باطنی۔

ظاہری مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی سے زیادتی کرے اسی قدر زیادتی اُس

کے ساتھ کی جائے اور باطنی مطلب جس کو اہل اللہ مراد لیتے ہیں یہ ہے کہ بدی کے بدلے بدی کرنا گناہ ہے، بلکہ بدی کرنے والے کو معاف کر دینا چاہئے۔

ایک دن آپ دسترخوان پر بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اسی دوران آپ نے حاضرین سے سوال فرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے ”لِكُلِّ شَيْءٍ سِتْرٌ وَلِلطَّعَامِ اسْتَارٌ“ (ہر چیز کا ایک پردہ ہے اور طعام کے لئے کئی پردے ہیں) اس کا مطلب کیا ہوگا؟ انہوں نے عرض کی ”کھانے کے وقت نظر غیر سے مکمل پردہ کرنا چاہئے“۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کھانا جب سامنے آئے تو اعتراض و تنقید کی نظر سے اسے پردہ میں رکھا جائے یعنی جو کچھ بھی ہو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اسے تناول کرنا چاہئے۔

ایک دن آپ نے بطور خوش طبعی مجھ (سید زاہد شاہ صاحب) سے دریافت فرمایا کہ اس مصرع کا مطلب کیا ہوگا ”وَضُورٌ اَدْرُوضُو كَرْدَه وُضُو كُن“ میں نے عرض کی حضور! آپ ہی ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا: ”پہلے لفظ ”وَضُو“ واو پر زبر ہے مراد وضو کا پانی اور دوسرے لفظ ”وَضُو“ کے نیچے زیر ہے، اس سے مراد وضو کا برتن اور تیسرے لفظ ”وَضُو“ کی واو پر پیش ہے، اس سے مراد وضو کرنا ہے۔ یعنی وضو کا پانی وضو کے برتن میں لے کر وضو کرو۔

اسی موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا ”الْوَضُوءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِينَ“ (وضو مومنوں کا اسلحہ ہے) آپ نے فرمایا ہمیشہ با وضو رہنے سے مصائب اور تنگی و رزق قریب نہیں پھلتی۔

آپ کے معمولات:

آپ کا معمول تھا کہ ظہر و عشاء کے وضو کے بعد فوراً کنگھی فرمایا کرتے تھے اس طرح کہ پہلے دائیں ابرو پر، پھر بائیں پر، اس کے بعد داڑھی کی دائیں جانب پھر بائیں جانب، پھر درمیان میں کنگھی فرماتے اور اسی دوران سورۃ ”الم نشرح“ پڑھتے اور فرمایا کرتے کہ اس عمل سے رزق میں وسعت اور قرض کی ادائیگی آسان ہو جاتی ہے، حدیث شریف میں اس کی وضاحت ہے۔

نیز آپ وضو میں مسواک ضرور فرماتے اور ساتھ ہی فرماتے لا وُضوءَ لِمَنْ لَا سِوَاكَ لَهُ جو شخص مسواک نہیں کرتا اس کا وضو مکمل نہیں ہوتا۔

خلافت و اجازت:

روایت ہے کہ:

جب حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت محبت اللہ بالکمال حافظ جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے نواز اور آپ کو ملتان شریف جانے کا حکم دیا تو حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور! وہاں حضرت غوث العالمین غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل راج ہے، اگر کوئی اور سلسلہ والا ملتان میں اپنا مرکز بنانا چاہے تو آپ اُسے پسند نہیں فرماتے۔

حضور قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: حافظ صاحب! ایک

رات صبر فرمائیں۔

صبح کو آپ نے ارشاد فرمایا:

”آج کی رات حضرت محبت النبی، مولانا فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملتان ہم کو لے کر دے دیا ہے، آپ جائیں اور حضرت غوث العالمین حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف ہی میں بیعت کریں وہ اب آپ کو نہیں روکیں گے“

کرامت:

روایت ہے کہ ایک بار آپ کے کسی دوستدار نے آپ کے آستانے پر رات گزارنے کا ارادہ کیا، صرف اس لئے تاکہ دیکھے کہ آپ کے رات کے معمولات کیا ہیں، وہ فرماتے ہیں:

جب آدھی رات ہوئی تو آپ اپنی دولت سرائے سے باہر تشریف لائے اور قلعہ کہنہ کی طرف روانہ ہوئے، وہ بھی چپکے چپکے آپ کے پیچھے چلتا رہا، آپ سیدھے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین، غوث العالمین حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف پر تشریف لائے، دربار شریف کا دروازہ اُس وقت بند تھا، جوں ہی آپ دروازے کے قریب ہوئے تالا خود بخود کھل گیا اور آپ اندر تشریف لے گئے، کچھ دیر بعد واپس تشریف لائے اور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ رکن الدین والعالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف کی طرف چل دیئے، وہاں بھی عین اسی طرح کی صورت پیش آئی، پھر جب آپ اپنے معمولات مکمل فرمانے کے بعد اپنے دولت کدہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں عقیدت کے مارے چپ نہ رہ سکا اور آپ کے قدموں میں گر پڑا، آپ نے جوں ہی مجھے دیکھا تو فرمایا: تو یہاں کیسے؟ اگر تو نے سب کچھ دیکھا ہے تو وعدہ کر کسی کو نہیں بتلائے گا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد

اُس نے اس کا اظہار کیا۔

وصال:

”اسرارِ کمالیہ“ (جو کہ آپ کے حالات و واقعات پر حضرت سید زاہد شاہ صاحب کی تالیف ہے) میں لکھا ہے کہ آپ کو مرضِ وفات میں صفرِ اولیٰ بخارتھا، آٹھ دن تک مسجد میں تشریف لے جاتے رہے، لیکن بعد میں تکلیف کی شدت کی وجہ سے آپ مسجد نہیں جاسکے، رفتہ رفتہ مرضِ زور پکڑتا گیا حتیٰ کہ ۵ جمادی الاول ۱۲۲۶ھ میں آپ کا وصال ملتان شریف میں ہوا، نمازِ جنازہ کی امامت آپ کے خلیفہ حضرت محبوب اللہ، خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی، اسکے بعد آپ کو آپ کے حجرہء خاص میں دفن کیا گیا۔

بعد ازاں قل خوانی کے موقع پر حضرت خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستار بندی ہوئی۔

الہی! تاجہ ابد آستانِ یار رہے

یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

اگر کسی نے آپ کے تفصیلی حالات سے آگاہی حاصل کرنی ہو تو ”گلشن

ابراز“ اور ”مخزنِ چشت“ کا مطالعہ کرے۔ یہاں صرف تعارف ہی مقصود تھا۔

(ماخوذ از ”مخزنِ چشت“ مطبوعہ چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد)

حالات مبارکہ

شیخ المشائخ، سراج الواصلین، فخر العاشقین، سند العارفین، محبوب اللہ حضرت

خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا سلسلہ نسب:

آپ کو علوم ظاہری اور باطنی میں درجہ کمال حاصل تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد
رشد و ہدایت کے مراکز کے طور پر معروف تھے، آپ کا شجرہ نسب یوں ہے۔۔۔

مولانا خدا بخش صاحب محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مولوی جان محمد بن
مولوی عنایت اللہ بن مولوی حسن علی بن مولوی محمود جیو بن مولوی محمد اسحاق بن
علاؤ الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ کے بزرگوروں میں سے مولانا محمود جیو رحمہ اللہ تعالیٰ قصبہ تلنبہ میں قیام
پذیر تھے، آپ اپنے دور کے ایک نامور ولی اور صاحب فضل و کرامت تھے، آپ کو
بخاری شریف مکمل یاد تھی، ان کی کرامات بھی زبان زد عوام و خواص ہیں۔

پھر جب آپ تلنبہ سے ملتان تشریف لائے تو شہر کے اندرونی جانب قیام فرمایا
اور اہل ملتان کو علوم ظاہری و باطنی سے فیض یاب فرمانے لگے۔ آپ کے کئی صاحبزادے
تھے جن کی اولاد چلی، اس خاندان میں مولوی جان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تھے جن کی اولاد میں
سے حضور محبوب اللہ مولانا خواجہ محمد خدا بخش صاحب ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے،
جنہوں نے دین متین کے بازار کی رونق کو بڑھایا اور بدی و عصیان کی تاریکیوں کو مٹایا۔

تحصیل علوم:

جب آپ بچپن کی حدود کو عبور کرتے ہوئے اس عمر کو پہنچے جس میں تعلیم کا

سلسلہ شروع کیا جاتا ہے تو ابتداءً آپ نے اپنے والدِ مکرم رحمہ اللہ تعالیٰ سے دینی تعلیم کا حصول شروع فرمایا۔

جب آپ کے والدِ مکرم رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا تو آپ کے خاندان کو معاشی تنگی کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آپ نے اپنے مورثی توکل پر عمل کرتے ہوئے کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں فرمایا۔

بیعت و خلافت:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو کسی مرشد کے دامن سے وابستہ ہونے کا شوق پیدا ہوا کیونکہ بغیر کسی مرشدِ کامل کے ہدایت ممکن نہیں، اسی دور میں مولوی عبدالحکیم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مشہور ولی اللہ تھے جو شیخ المشائخ، حریق الحبیب، امام العارفین، سلطان الزاہدین، شیوخ العالم حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

آپ ”قصیدہ بردہ شریف“ کے عامل تھے، اور گڑھی اختیار خان میں مقیم تھے، حضرت خواجہ خدا بخش صاحب خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ مولانا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے قصیدہ بردہ شریف کے وظیفہ کی اجازت لینے کے لئے روانہ ہوئے اور ملتان شریف کے قریب قصبہ ”شجاع آباد“ میں پہنچے، لوگوں کو آپ کا غائبانہ تعارف ہو چکا تھا، آپ کی تشریف آوری پر وہ مصر ہوئے کہ آپ وہیں قیام فرمائیں اور انہیں علوم دینیہ و معرفت سے سرفراز فرمادیں، چنانچہ ان کے اصرار پر آپ تقریباً تین ماہ ان کے پاس شجاع آباد میں رہے، کسی نے بتایا کہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا ایک شاگرد بھی قصیدہ بردہ شریف کا پختہ عامل ہے اور یہیں رہتا ہے چنانچہ آپ اس شخص کے پاس

تشریف لے گئے اور قصیدہ شریف کی اجازت طلب فرمائی، اس نے سمجھا کہ شاید آپ کو وسعتِ رزق مطلوب ہے لہذا اُس نے ایک خاص شعر پڑھنے کی تلقین کی جب آپ نے اس کے بتلائے ہوئے طریقہ سے پڑھنا شروع فرمایا تو رزق کی تنگی آپ سے فوراً دور ہو گئی اور آپ کو یومیہ دوروپے کی فتوحات ہونے لگیں، لیکن چونکہ آپ کا مقصد یہ نہیں تھا تو آپ دوبارہ اس عامل کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میرا مقصد تو مرشدِ کامل کی ملاقات تھا۔ اس نے پھر آپ کو وہی شعر سابقہ دوسرے طریقہ پر پڑھنے کی تلقین کی، جب آپ نے اسے پڑھنا شروع کیا تو آپ کو خواب میں حضرت محبت اللہ بالکمال، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی، آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور عالمِ خوشی میں یہ شعر پڑھا۔

یا درخانہٴ ومن گردِ جہاں گردیدم

آبِ درکوزہء ومن تشنہ لبانِ گردیدم

محبوب و مطلوب تو میرے اپنے گھر میں تھا لیکن میں اسے آس پاس تلاش

کرتا رہا، پانی تو میرے اپنے کوزے میں تھا اور میں ادھر ادھر تلاش کرتا رہا۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ حضرت قبلہء عالم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں حضرت خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ

ایک بار حضرت محمد محبت النبی خواجہ فخر الدین و العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور یوں تذکرہ

ہوا کہ شیخ الاسلام و المسلمین، حضرت غوث العالمین بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کا تصرف بعد از وصال اسی طرح عیاں ہے کہ جب بھی کوئی اہل اللہ میں سے ملتان

آئے تو اس کا قیام تک ہی آپ محال بنا دیتے ہیں۔

حضرت محبت النبی خواجہ فخر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو سکوت فرمایا دوسرے دن آپ نے حضرت قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ آج کی رات حضرت غوث العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ملتان شریف ہمارے حوالے فرما گئے ہیں، اس لئے آپ حضرت محبت اللہ بالکمال حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ اب ملتان جا کر بلا جھجک حضرت غوث العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کے سامنے بیٹھ کر بیعت لیں۔

چنانچہ حضور قبلہء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا حکم فرمایا اور ملتان شریف روانہ کر دیا۔

جب آپ ملتان پہنچے تو آپ حضرت خیر پوری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور انھیں ساتھ لے کر حضرت غوث العالمین بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کے سامنے بیعت فرمایا۔

روایت ہے کہ حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ اپنے شیخ حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے مہار شریف تشریف لے گئے تو حضرت خیر پوری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس بار آپ کے ساتھ تھے۔

ابھی آپ مہار شریف میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ حضرت قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دوستوں سے فرمایا:

اس بار حضرت حافظ صاحب اکیلے نہیں آ رہے بلکہ اپنے ساتھ ہمارے لئے ایک تحفہ بھی ساتھ لا رہے ہیں، خدام سمجھے کہ شاید کوئی ملتان کی خصوصی سوغات یا مہ دعات سے کوئی چیز ہوگی، آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ تحفہ خواجہ خدا بخش رضی اللہ تعالیٰ

عند کی صورت میں ہے۔

روایت میں ہے کہ:

حضرت خیر پوری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس مرتبہ حضور قبلہ ء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو تشریف لے گئے، جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ فیض پایا۔

اسی لئے تو حضرت محبت اللہ بالکمال حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے:

”حضرت مولانا خدا بخش صاحب کو جو کچھ ملا حضور قبلہ ء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا میں تو درمیان میں صرف ایک واسطہ ہوں“

روایت ہے کہ حضور محبوب اللہ خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو در حقیقت خلافت سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عطا ہوئی تھی، لیکن حضور قبلہ ء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے۔

کمالات:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک معتبر خادم میاں عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”دارہ دین پناہ“ میں تشریف لائے، وہاں عبدالصمد خان کی حکومت تھی، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے گفتگو کی، دورانِ گفتگو خان صاحب موصوف نے آپ کو مخاطب کر کے کہا سبحان اللہ! مولوی صاحب (اشارہ حضرت محبوب اللہ خواجہ خدا بخش صاحب خیر

پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا) کس قدر نیک ہیں، اس کے یہ الفاظ سن کر آپ کو افسوس ہوا، آپ نے فرمایا کہ:

اگر آدمی کو نیک لوگوں کے اوصاف کا علم نہ ہو تو خواہ مخواہ ان الفاظ کا استعمال مناسب نہیں، خان صاحب نے حیرانی سے عرض کی کہ حضرت! میں نے تو نیک ہی کہا ہے کوئی گستاخی تو نہیں کی، آپ ہی فرمائیے کہ نیک لوگوں کے اوصاف کیا ہیں؟ تاکہ بندہ کو معلوم ہو جائیں۔

آپ نے فرمایا کہ: ان کے اوصاف دو طرح کے ہوتے ہیں ادنیٰ اور اعلیٰ تم کون سے پوچھتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ دونوں ہی بیان فرمادیں۔

آپ نے فرمایا: ”ادنیٰ یہ ہیں کہ اگر مولوی صاحب کو حجرہ میں بٹھا کر تمام راستے بند کر دیئے جائیں پھر بھی وہ چاہیں تو با آسانی باہر آ جا سکیں گے، کوئی دیوار یا تختہ ان کے راستہ میں رکاوٹ نہ بنے گا اور اعلیٰ وصف یہ ہے کہ وہ ”محبوبِ خدا“ ہیں، اسی دن سے آپ ”محبوب اللہ“ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

محب اللہ بالکمال حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خاص خادم محمد ہاشم نے بیان فرمایا کہ:

جب حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب محبت اللہ بالکمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

”ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ میرے وصال کے بعد جب کسی کو میری ضرورت ہو تو وہ حضرت مولانا صاحب محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

پاس حاضر ہو“

اخلاقِ حمیدہ:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاقِ حمیدہ کا یہ عالم تھا کہ ایک بار ایک افغانی سفر پر جا رہا تھا، وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں پردیس جا رہا ہوں، کسی درویش کو کہہ دیجئے گھر کا سودا سلف لادیا کرے، آپ نے فرمایا بے فکر ہو کر جاؤ جو بھی ہوگا اچھا ہوگا۔

افغانی نے اپنے گھر جا کر تسلی دی اور چلا گیا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب وہ واپس گھر لوٹا تو دیکھا کہ آپ خود بنفس نفیس لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے اُس کے گھر کی طرف جا رہے ہیں، بے حد شرمندہ ہوا اور افسوس کرنے لگا، ادھر سے گھر گیا ایک خادمہ باہر نکلی تو کہنے لگی یہی تو گھر کا سارا کام تیرے جانے کے بعد مسلسل کر رہے ہیں، ہمیں کیا معلوم کہ حضرت والا آپ خود تھے ہم تو یہ سمجھتے رہے کہ کوئی درویش ہوگا۔

کرامات:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کے حوالے سے بس اتنا سمجھ لیجئے کہ آپ سراپا کرامت تھے، جس نے تفصیل دیکھنی ہو وہ ”مخزنِ چشت“ اور ”گلشنِ ابرار“ کا مطالعہ کرے۔ یہاں حصولِ برکت کے لئے آپ کی صرف دو کرامات نقل کی جاتی ہیں۔

آپ کے ایک خلیفہء مجاز حضرت سید موسیٰ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ آپ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ وہ پانی پیش کرے، خادم مذکورہ نے مٹی کے برتن میں پانی آپ کی خدمت میں پیش کیا، دل میں خیال گزرا کہ ظاہری علوم میں تو آپ بہت مہارت رکھتے ہیں، پتہ نہیں باطنی علوم سے بھی آپ بہرہ ور ہیں

یا نہیں، جوں ہی دل میں یہ خیال گزارا آپ نے فوراً فرمایا:

باگر بہ وسگانت حق داد صد کرامت

میرے تو مرشد کی گلیوں میں پھرنے والے کتوں اور بلیوں کو اللہ تعالیٰ نے

سینکڑوں کرامات عطا فرمائی ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک بار آپ کا گزرا ایک گلی میں سے ہوا، کسی کتے نے آپ کو

دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا، جب آپ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہی کتا اس جگہ

پر مرا پڑا ہے، آپ نے فرمایا ”میں تو نہیں چاہتا تھا لیکن میرے رب کو غیرت آئی ہے“

وصال:

آپ کا وصال مقام جمع عالم استغراق میں ذکرِ نفی و اثبات کرتے کرتے یکم

صفر ۱۲۵۰ھ بروز خمیس (جمعرات) ہوا، آپ کا مزار شریف خیر پور شریف ٹامیوالی میں

مرجع خواص و عوام ہے۔

حالاتِ مبارکہ

حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیاء، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا، مولوی خواجہ خواجگان

حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام و نسب:

حضورِ اعلیٰ، حضرت خواجہ مولانا عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت با سعادت ۱۲۱۹ھ میں ہوئی۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی ”عبید اللہ“ ہے اور آپ کا لقب ”مظہر کلماتِ حق“ مشہور و معروف ہے۔

آپ کا سلسلہء نسب یوں ہے:

مولانا عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مولانا محمد قدرة اللہ بن مولانا محمد صالح بن مولانا محمد داؤد بن مولانا یار محمد بن مولانا گل محمد بن مولانا محمد عبدالقدوس بن مولانا محمد عبدالحق بن مولانا خدا بخش بن مولانا محمد عبدالغفور رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

مولانا محمد قدرة اللہ علیہ الرحمۃ کی بیعت بعض حضرات نے حضرت محبت اللہ المتعال، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

حضورِ اعلیٰ، حضرت خواجہ مولانا عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباؤ اجداد سب علماء، صلحاء اور مقتدائے زمانہ گزرے ہیں، آپ کے آباء و اجداد کے فضل و کمال کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت محبت المساکین، فخر العاشقین، محبوب اللہ، حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجالس میں ان کے فضائل بیان

فرمایا کرتے تھے۔

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قومیت ”فقیر قادری“ مشہور و معروف ہے، حضور سیدی قبلہ مفتی محمد عبدالشکور ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ: حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

”میری قوم ”فقیر“ ہے اور اس کے ساتھ ”قادری“ کا اضافہ صرف اور صرف حضرت غوث پاک، پیر پیراں، محبوب سبحانی، قطب ربانی، حضرت الشیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت اور ان سے نسبت قائم کرنے کی وجہ سے کرتا ہوں۔“

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من غلامِ شیخ عبدالقادر

وازتوجہ ہائے او من با فرم

(میں صدق دل سے) حضرت الشیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام

ہوں اور میری تمام شان و شوکت انہی کی توجہاتِ روحانیہ کی مرہونِ منت ہے۔

ابتدائی حالات و کسبِ علم:

ابھی آپ چند دنوں ہی کے تھے کہ حضرت قبلہ عالم و عالمیان، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور سلسلہ اویسیہ کے باکرامت بزرگ جناب صاحب السیر حضرت الشیخ خواجہ محکم الدین سیرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملتان شریف لائے تو آپ کے والد بزرگوار نے ان کی دعوت کا اہتمام کیا اور اپنے نومولود فرزندِ لبند کو اٹھا کر بغرض دعا حضرت صاحب السیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے جا کر ان

کے دامن مبارک میں اُن کی نظر فیض اثر کے سامنے رکھ دیا۔

اس پر حضرت صاحب السیر علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

”مولانا قدرة اللہ! مبارک ہو بچہ بہت سعادت مند ہے، اسکی مبارک پیشانی سے علم و فضل کا جو نور (میں) درخشاں دیکھتا ہوں، اس کا اثر ان شاء اللہ العزیز سات پشتوں تک رہے گا۔“ (آپ کی یہ بات حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی چنانچہ آج آپ کی ساتویں پشت ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، اور حسب سابق علم کا فیضان جاری ہے جس سے تشنگانِ علوم سیراب ہو رہے ہیں اور امید ہے یہ سلسلہ آگے بھی جاری و ساری رہے گا)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے اس لئے جب آپ نے ہوش سنبھالا تو آپ کے والد ماجد نے اپنی زیر نگرانی تعلیم و تربیت شروع فرمائی۔

بچپن ہی میں آپ حفظ کلام اللہ شریف سے مشرف ہوئے، پھر ابتدائی علوم اپنے پدر بزرگوار سے حاصل فرمائے۔

پدر بزرگوار کے انتقال کے بعد آپ ملتان شریف ہی میں مسجد ”درس والی“ واقعہ النگ دولت گیٹ میں استاذ العصر، خواجہ خواجگان، فخر العاشقین، حضرت مولانا خواجہ خدا بخش صاحب ملتانى ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر تحصیل علم کرنے لگے، عرصہ دراز یہاں آپ اپنے بردار بزرگ کے ہمراہ زیر تعلیم رہے۔

پھر جب ملتان شریف پر سکھوں کا غلبہ ہوا تو آپ کے استاد محترم خیر پور شریف ہجرت فرما گئے اور آپ کو ابھی علم حدیث و دیگر چند علوم میں کمال حاصل کرنا باقی تھا، چنانچہ آپ احمد پور میں حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری علیہ الرحمہ کی خدمت با

برکت میں حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ تک اُن سے علمِ حدیث پڑھتے رہے۔
یہاں آپ نے کچھ دن حضرت مولانا علی مردان اویسی رحمہ اللہ سے بھی
استفادہ فرمایا جیسا کہ آپ نے کتاب ہذا لکھنے میں تحریر فرمایا ہے
مشرف بہ بیعت ہونا:

انہی دنوں میں حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سلسلہ میں احمد
پور شریف لائے تو حضرت خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری سے بھی ملاقات فرمائی۔
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر سنی تو اپنے استاذِ مکرم کی زیارتِ فیضِ بشارت کے
لئے آپ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ اُن دنوں حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے کمالات و کرامات کا چرچا چہار دانگ عالم میں پھیلا ہوا تھا، مشائخِ زمانہ میں
آپ کو خصوصی اور منفرد مقام حاصل تھا۔ علم و عمل میں لاثانی مانے جاتے تھے، لہذا آپ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی ملاقات میں حضرت محبت المساکین، فخر العاشقین، محبوب اللہ حضرت
خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہٴ ارادت میں شامل ہو گئے اور
مشرف بہ بیعت ہو کر سلسلہٴ عالیہ چشتیہ بہشتیہ مرضیہ سے منسلک ہو گئے۔۔۔

خیر پور شریف روانگی:

حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فانی فی اللہ، باقی باللہ
حضورِ اعلیٰ خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرف بہ بیعت فرمانے کے بعد اپنے
ساتھ ہی احمد پور سے خیر پور شریف ساتھ لے گئے۔

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

جب میں پہلی بار اپنے پیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے

خیر پور شریف پہنچا تو مغرب کا وقت تھا، حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پرانی چار پائی گھر سے اٹھا کر لے آئے، پھر پہلی چار پائی کی طرح دوسری بھی لے آئے، شاید اس وقت آپ کے پاس ایسی ہی (پرانی) چار پائیاں تھیں اور خشک شلغم پختہ یا کوئی اور سبزی روٹی کے ساتھ بطور سالن بھی ساتھ لائے۔۔۔

خدمتِ مرشد میں انہماک:

خیر پور شریف میں علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد متصل ہی باطنی علوم کی تحصیل کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

شب و روز، سفر و حضر میں آپ اپنے مرشدِ کریم حضرت خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے اور ان کی خدمت میں دن دیکھانہ رات بلکہ ان کی خدمت ہی میں دونوں جہان کی سرخروئی سمجھی، طرفہ تریہ کہ اس وقت آپ کم سن تھے لیکن خداداد صلاحیتیں اور خدمات دیکھ کر حاضرین دنگ رہ جاتے۔

آپ بارہ سال کا طویل عرصہ آستانہ عالیہ پر ریاضات و مجاہدات و خدمتِ مرشدِ کریم میں مصروف رہے اور پچیس سال کی عمر میں منصبِ خلافت سے ممتاز ہوئے، اس حساب سے جب آپ خیر پور شریف تشریف لائے ہوں گے تو آپ کی عمر صرف تیرہ برس ہوگی۔

یہ عمر ہی کیا ہے کہ اس میں علومِ شرعیہ پر کافی دسترس حاصل کر لینے کے بعد مسائلِ سلوک بھی طے کرنا شروع کر دیئے تھے۔

ان بارہ سالوں کا طویل عرصہ اس طرح گزارا کہ آپ کبھی بازار تک بھی اپنی مرضی سے نہ گئے، اگر حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے فرصت ملتی تو

ریاضت و مجاہدہ و دیگر وظائف میں مصروف ہوتے گویا فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَ
 اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَب (جب آپ فارغ ہوں تو ریاضت میں لگ جائیں اور اپنے رب کی
 طرف راغب ہو جائیں) کی مثال بنے رہے۔
 نقل ہے کہ:

خیر پور شریف میں اقامت کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد ایک مرتبہ
 حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس منظور نظر مرید کو بازار کسی کام کے لئے بھیجا۔
 آپ نے اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود بازار کا راستہ بھی نہ دیکھا تھا، مگر
 حسب ارشاد روانہ ہوئے، جب ”چوک مچھلی کڑا“ پر پہنچے تو آستانہ، عالیہ کا راستہ بھول
 گئے، حیران و پریشان ہر جانب دیکھنے لگے کہ اچانک ایک ہاتھ آپ کے شانہ مبارک
 پر آگیا، دیکھا تو خود حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، راہنمائی فرمائی اور غائب ہو
 گئے، جب آپ حاضر خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا:

عبید اللہ! راستہ بھول گئے تھے؟

عرض کی حضور! فداک رُوحی و قلبی مجھے خیر پور شریف میں آپ کے مصلیٰ
 شریف، آفتابہ مبارک و دیگر ضروری سامان اور پھر آپ کی ذات گرامی کے علاوہ کسی
 چیز کا علم نہیں، مرشد کریم نے آپ کی اس مخلصانہ خدمت کو دیکھ کر اظہارِ مسرت فرمایا
 اور اپنی خصوصی توجہات سے نوازا۔

پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عشق و محبت کا یہ رشتہ اتنا مضبوط تھا کہ
 حضرت فانی فی اللہ خواجہ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے منظوم کلام میں اکثر مقامات پر اپنے
 تخلص ”عبید“ کے ساتھ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ”خدا بخش“ بھی ذکر

فرماتے تھے۔ جیسا کہ ”دیوانِ چراغِ عبیدیہ“ میں ایک غزل کے آخری دو شعر ہیں۔

مرا ایک جرعد از خود یا خدا بخش اگرچہ بندہ مستِ این شراب است

عبیدت جز تو مآوائے ندارد جگر بریاں ز ہجرت چوں کباب است

ترجمہ: اے خدا! (یا اے میرے مرشدِ کریمِ خدا بخش) مجھے اپنے عشق

و محبت کی شراب کا ایک گھونٹ مزید عطا فرمائیے، اگرچہ آپ کا غلام اسی شراب نوشی کی

وجہ سے پہلے ہی سے مست ہے۔ آپ کا ”عبید“ آپ کے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں رکھتا

اور آپ کے فراق میں اس کا جگر کباب کی مثل بھن چکا ہے۔

مرشدِ کریم کی کمالِ شفقت:

حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

لوگ کہتے ہیں میری اولاد نہیں ہے حالانکہ میں حق تعالیٰ جل شانہ کا شکر بجا

لاتا ہوں کہ اُس ذاتِ پاک نے مجھے گیارہ اور ایک روایت کے مطابق فرمایا سات

(روحانی) لڑکے عطا فرمائے ہیں۔

پھر آپ اپنے خلفائے کرام کے نام ذکر فرماتے، بعد ازاں خصوصی طور

پر حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے میرے سب خلفاء میرے بدن کی مثل

ہیں اور یہ مولوی صاحب ملتانی (حضورِ اعلیٰ رضی اللہ عنہ) میری روح کی مثل ہیں۔

حصولِ خلافتِ عظمیٰ:

حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر بھائی خواجہ خواجگان،

زبدۃ العاشقین، حضرت مولانا امام بخش مہاروی علیہ الرحمۃ نے اپنی مایہ ناز تصنیف

”گلشنِ ابرار“ میں آپ کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

”برسوں پیر کی صحبت سے مستفید رہے، علوم ظاہری و باطنی دونوں کی تکمیل کی، جب حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق و محبت کا غلبہ اور اپنی تاثیر صحبت کا جذبہ اُن میں بدرجہء کمال پایا تو خرقہء خلافت سے ممتاز فرمایا۔“

بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ”خلیفہء اعظم“ اور ”خلیفہء اول“ شمار کیا ہے، لیکن آپ کا خلیفہء اول ہونا کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ آپ تقریباً ۲۵ سال کی عمر (۱۲۴۴ھ) میں مشرف بہ خلافت ہوئے اور اس وقت حضور محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۹۳ سال تھی۔

آپ کے متعدد خلفاء اس سے پہلے موجود تھے البتہ اتنا ضرور ہے کہ جب حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ماذون بہ بیعت کیا تو اپنی نیابتِ کاملہ اور خلافتِ عظمیٰ سے بھی نواز دیا کہ اس کے بعد حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی موجودگی میں سلسلہ بیعت بند کر دیا تھا جیسا کہ ”خاتمہ گلزارِ جمالیہ“ میں ہے، مزید تفصیل اسی کتاب ”سر دلبران“ میں ہے۔

مخفی نہ رہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ ہر چہار سلاسل فقر (چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) میں بیعت فرمانے کے مجاز تھے تاہم آپ نے اپنے مشائخِ عظام علیہم الرضوان کی موافقت میں بیعتِ عام کے لئے چشت اہل بہشت کے طریقہ کو اختیار فرمایا اور اسی سلسلہء عالیہ ہی کی ترویج و اشاعت میں کوشاں رہے۔

”مرآة العاشقین“ میں ہے کہ حضرت شمس العارفین، خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مرشدِ گرامی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی

بارگاہ میں کسی نے عرض کی کہ: خاندانِ نقشبندیہ میں سلوک کی بنیاد لطائف پر ہے اور آپ کے خاندانِ چشتیہ میں کیا معمول ہے؟ اس پر حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ:

”ایک زاہد شخص حضورِ اعلیٰ حضرت مولوی عبید اللہ صاحب ملتانی (معلوم رہے کہ اس وقت آپ بقید حیات تھے) کی خدمت میں گیا اور خواہش ظاہر کی کہ حضور! مجھے لطائف والا طریقہ ارشاد فرمادیں تو حضرت مولوی صاحب (حضورِ اعلیٰ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، خواجہ عبید اللہ) ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”من طالب لطیفم نہ طالب لطائف“

یعنی میں لطیف (ذات باری تعالیٰ) کا طالب ہوں نہ کہ لطائف کا۔

ملتان جنت نشان میں آمد:

بارہ سال کا دراز عرصہ آستانِ ناز پر جبین نیاز ملنے کے بعد مقام ولایت کے حصول پر جب آپ خرقہ خلافت سے ممتاز ہوئے تو ایک عرصہ تک خیر پور شریف ہی میں مقیم رہے کیونکہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کو تلقین و ارشاد کی مکمل ذمہ داری آپ ہی پر عائد تھی۔

ترویج و اشاعتِ سلسلہ کیلئے حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسب سمجھا کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وطن میں قیام پذیر ہونے کے علاوہ سفر کے ذریعہ اس کام کو رونق بخشیں اور جو فیض ان کو پہنچا ہے اُسے دوسروں تک پہنچائیں، چنانچہ حضرت اقدس (حضرت خواجہ خدا بخش صاحب ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے جہاں ملتان آنے کی اجازت ملی وہاں اپنے محبوب خلیفہ کو یہ بھی تلقین کی گئی کہ جھنگ کا علاقہ ان دنوں خالی ہے یعنی کوئی صاحبِ ولایت وہاں اپنے روحانی تصرف

سے فریضہ تبلیغ ادا نہیں کر رہا لہذا آپ ملتان کے علاوہ جھنگ میں بھی آمدورفت رکھیں تاکہ محروم باشندگان مستفید ہوں۔

مرشدِ کریم کا اشارہ پانے کے بعد اگرچہ سب سے پہلے آپ نے اپنے آبائی وطن ملتان دارالامان کو اپنے قدم میمنت لزوم سے نوازا تاہم جھنگ میں بھی آمدورفت رکھی۔

معمولاتِ مبارکہ:

آپ کے معمولات میں سے تھا کہ آپ اپنے اوقات کی بڑی حفاظت فرماتے تھے، فضول کاموں فارغ رہنے اور فارغ رہنے والوں کو بالکل پسند نہ فرماتے۔ آپ نے اپنے اوقات کو تقسیم کیا ہوا تھا، مثلاً درس و تدریس کا وقت، ورود و طائف، تلاوتِ کلام اللہ شریف، تلقین و ارشاد اور تصنیف و تالیف کا وقت، ایک کام کے وقت میں دوسرا کام نہ فرماتے۔

مغرب اور عشاء کی نماز کا درمیانی وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وظیفہء اسم ذات کے لئے مختص کیا ہوا تھا مکمل توجہ انتہائی یکسوئی، فراغ دلی اور تلفظ کی صحیح ادائیگی کے ساتھ ”یا اللہ“ تین ہزار گیارہ مرتبہ پڑھتے۔

خاندان عبیدیہ کی آن حضور سراپا نور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالشکور صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جد امجد مفتی اعظم حضرت مولانا محمد عبدالعلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنے جد امجد حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وظیفہ کو وقت کی پابندی کے ساتھ بڑی پابندی سے ادا فرماتے دیکھا اور یہ بھی ارشاد فرماتے سنا کہ اگرچہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وظیفہ اسم

ذات ”یا اللہ“ کی مقدار چوبیس ہزار گیارہ مقرر کی ہوئی تھی مگر میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، اگر تلفظ کی صحیح ادائیگی کے ساتھ فراغ دلی سے پڑھوں تو میرے لئے یہی مقدار یعنی تین ہزار گیارہ مرتبہ ہی کافی ہے۔۔۔

قرآنِ پاک کی تلاوت کے علاوہ حدیث شریف کی کتاب ”مشارق الانوار“ کو بطور ہفت منزل یا تیس پارہ تقسیم فرما کر روزانہ پڑھنے کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ ختمِ سرّی، ختمِ خواجگان، سلاسلِ اربعہ، دلائل الخیرات، اسبوع شریف، اسمِ ذات، اسماءِ حسنیٰ و اسماءِ گرامی حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر وظائف معمول بہ مشائخِ چشت اہلِ بہشت پر ہمیشگی فرمانے کے ساتھ ساتھ کلمہ شریف، درود شریف، استغفار کلمہء تمجید و ادعیہ ماثورہ سے آپ رطب اللسان رہتے۔۔۔

ان وظائف کے علاوہ پاسِ انفاس، نفی و اثبات اور مراقبہ جیسے اشغال میں بھی ہر دم مشغول رہتے، گویا شب و روز کا ہر حصہ بے ریا خالصۃً للہ اطاعتِ الہی میں گزارتے۔۔۔

مخصوص ایام اور مہینوں میں مخصوص اوراد و وظائف کی بھی پابندی فرماتے مثلاً رمضان المبارک میں تلاوتِ کلام اللہ شریف، ربیع الاول شریف میں درود شریف، رجب المرجب میں استغفار کی کثرت فرماتے اور ان سب کی ادائیگی میں اخفائے حال کی مکمل کوشش فرماتے۔۔۔

آپ وضو اور غسل کے لیے نہری یا جاری کنویں کا پانی استعمال فرماتے، اسی طرح پینے کے لیے دریائی پانی استعمال فرماتے آپ کا یہ معمول ازراہ تقویٰ تھا کہ دریائی پانی بالاتفاق پاک و طاہر ہوتا ہے۔

تقویٰ ہی کی بنا پر آپ ہر کسی کی دعوت قبول نہ فرماتے۔

آپ دن میں صرف ایک بار اور صرف ایک قسم کا کھانا تناول فرماتے اور لکھ لیتے کہ آج میں نے اتنا کھایا پھر چند دنوں یا ہفتوں کے بعد نفس کو تنبیہ کی خاطر وہ لکھا ہوا سامنے رکھتے اور فرماتے اتنا اتنا سامان تو کھا گیا ہے روزِ محشر کیسے حساب دے گا۔ سبحان اللہ! اسی طرح سے تقویٰ کی زندگی گزارنے والے اور یہ خوفِ آخرت!

یہ بھی منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر دو چار مختلف قسموں کے کھانے دیکھتے تو نفس کی گوشمالی کے لیے انہیں ایک ہی برتن میں جمع فرما کر استعمال فرماتے تاکہ نفس علیحدہ علیحدہ ذائقہ چکھنے کی لذت سے محروم رہے اور سرکش نہ ہو۔

نقل ہے کہ دورانِ سفر آپ اپنا طعام اپنے ہمراہ رکھتے تاکہ ہر کس و ناکس کے گھر کا پکا ہوا کھانا کھانے سے محفوظ رہا جائے۔

دورانِ سفر اور اخیر عمر پیرانہ سالی میں آپ کو بہت یا کھیرنی یعنی نرم نرم چاول دودھ میں پکے ہوئے بہت پسند تھے، سفر میں آپ یومیہ تقریباً ایک چھٹانک چاول اور اتنی مقدار دال کی گھی میں پکا کر تناول فرماتے۔

اکثر اوقات دودھ بغیر چینی ملائے استعمال فرماتے اور ارشاد فرماتے چینی، ملا دودھ پینا گویا، شربت نوشی کرنا ہے نہ کہ دودھ پینا، یہ بھی فرماتے اگر چینی والے دودھ کو پینے کے دوران سوال کیا جائے کہ کیا پی رہے ہو؟ اور کہہ دوں کہ ”دودھ“ تو ممکن ہے جھوٹ شمار ہو کیونکہ دودھ چینی استعمال ہو رہا تھا نہ کہ فقط دودھ۔ سبحان اللہ! یہ احدِ طیس خواص ہی کو زیبا ہیں۔

لباس و خوارک میں آپ کی سادگی ضربُ المثل ہے، اپنے لیے خصوصی قسم کا

لباس وغیر ہرگز نہ بنواتے۔

آپ عموماً سفید لمبا کرتہ بغیر جیب کے، چھوٹے عرض کی نیلی چادر اور چہار
ترکی ٹوپی زیب تن فرماتے۔

گرمیوں میں بعض اوقات کرتہ کی بجائے صرف سفید رومال سر سے گزار کر
شانوں پر ڈال لینے کا معمول تھا۔ لباس کو پیوند بھی خود ہی لگا لیتے۔

چمڑے کی سادہ نعلین زیب پا فرماتے اور دست مبارک میں عصار کھتے۔
آپ جس چار پائی پر آرام فرماتے وہ اس قدر مختصر ہوتی کہ آپ پاؤں
مبارک پوری طرح پھیلا بھی نہیں سکتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے کہ پاؤں پھیلا کر سونا
غفلت میں ڈالتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو ایک نیند سوتے یعنی پہلی نیند کے بعد جب بھی
بیدار ہوتے یا دلہی میں مشغول ہو جاتے اور فرمایا کرتے ضرورت کی نیند وہی ہے جو
پہلی مرتبہ آجائے آنکھ کھلنے کے بعد پھر سو جانا قافلین کا طریقہ ہے۔

آپ کا معمول تھا کہ امراء و فقراء کسی کی آمد پر قیام نہ فرماتے۔ آپ کبھی
امراء سے مرعوب نہ ہوتے اور نہ ہی حق گوئی سے آپ کو کوئی چیز مانع تھی۔

آپ کبھی کبھی شرائط کی پابندی کے ساتھ پیران سلسلہ عالیہ کی اتباع میں
سمع محض اور غناء یعنی سماع بالمرزا میر سے بہرہ مند ہوتے۔

نوافل میں نماز تہجد، اوابین اور حفظ الایمان پر دوام حاصل تھا، نوافل کی
ادائیگی میں اخفاء فرمایا کرتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ ہر جمعرات آپ مجلس وعظ قائم فرماتے

طلباء اور شاگردوں کے علاوہ سالکین طریقت بھی دُور و قریب سے جمع ہو جاتے، اور آپ کے پُر حکمت کلام سے محظوظ ہوتے۔

پیران کبار سلسلہء عالیہ کے اعراسِ مبارکہ پر آپ دل و جان سے حاضر ہوتے، محافلِ سماع میں شرکت فرماتے اور انتظامی اُمور میں حصہ لیتے۔

حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرسِ پاک پر تاحیات بڑی پابندی سے حاضری دیتے رہے۔

دورانِ سفر جہاں کہیں اولیاء کرام کے مزارات ہوتے وہاں بھی حاضری کا شرف پاتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اسفار بذریعہ پاکی فرمایا کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ ”پیر خاصے والے“ کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ نے سواری کے لیے گھوڑا اونٹ یا دودھ کے لیے گائے بھینس کبھی بھی اپنے گھر میں نہیں رکھی کیونکہ جانوروں کے حقوق کا سخت خیال رہتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے صاحبزادے حضور خواجہ عبدالرحمن عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت خانے پر ایک جانور بندھا ہوا دیکھا تو ارشاد فرمایا:

بیٹا عبدالرحمن اگر دن میں ستر مرتبہ پانی دکھانے کی قدرت رکھتے ہو تو بیشک اسے باندھے رکھو ورنہ اس کی بددعا سے تمہیں نقصان کا خدشہ ہے۔

ناموں میں وہ اسماء گرامی جن میں عبودیت کا اظہار مثلاً عبد اللہ عبدالرحمن جو مطابق حدیث شریف بہترین اسماء ہیں آپ کو پسند تھے اس لئے آپ نے اپنی اولاد امجاد کے نام اسی طرز پر تجویز فرمائے آپ کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالرحمن خیر پوری کے

ہاں جب بیٹا پیدا ہوا تو وہ نام پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا عبد الرحمن کا لڑکا عبد الرحیم ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ گویا سند بھی ساتھ پیش فرمادی۔

سونے سے پہلے آپ کے معمولات شریفہ میں سورۃ ”الم سجدہ“ سورۃ ”الدخان“ اور سورۃ ”ملک“ کی تلاوت کرنا بھی نقل کیا گیا ہے۔

تقبیل ابہامین:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی واسم گرامی سنتے وقت عموماً اور خصوصاً اذان و اقامت میں نام اقدس کے سننے پر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل فرماتے ہوئے انگوٹھے چومتے۔ چنانچہ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی مجلس میں (دوران اذان) انگوٹھے چومے تو کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ پہلی شہادت (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) پر کوئی اظہارِ محبت نہیں کیا جاتا مگر دوسری شہادت (أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ) مؤذن سے سنتے ہی ساری مجلس حرکت میں آجاتی ہے آخر کیا سبب ہے؟ آپ نے اس شخص کو بقاضائے ”كَلِمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ“ (کہ لوگوں سے ان کے عقل کے مطابق گفتگو کرو) بجائے نقلی دلائل پیش فرمانے کے صرف اتنا فرمایا کہ:

”میاں! رب ذوالجلال کی ذات گرامی کو تو ہر کوئی حتیٰ کہ کافر بھی تسلیم کرتے ہیں اور کسی نہ کسی نام سے یاد کرتے ہی ہیں اسی لئے شہادتِ اولیٰ پر کوئی تغیر عوام میں رونما نہیں ہوتا لیکن کسی مجلس میں ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ایمان بالرسالت کے ساتھ کون کون متصف ہے تو جو بھی نام نامی سن کر لذت پائے سر جھکاتے ہیں اور سنت

صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل پیرا ہو کر انگوٹھے چومتے ہیں تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ایمان بالرسالت کے قائل ہیں، یعنی محبت رسول معظم شفیع مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار ہونے کے سبب گویا ایمان کامل رکھتے ہیں۔

دنیا سے بے نیازی:

جو معتقد ہر ملاقات پر کچھ نذر پیش کرنے کی کوشش کرتا آپ اُسے فرماتے:

”میاں ٹھک نہ بنڑا، ٹھک نہ بنڑا،“

ٹھک بزبانِ ملتانی بمعنی عادت استعمال ہوتا ہے یعنی اس کام کی عادت نہ بنا۔ مزید ارشاد فرماتے کہ ہر بار کچھ نہ کچھ لینے سے توکل میں کمی واقع ہوتی ہے کہ دیکھتے ہی خیال آتا ہے فلاں آیا ہے تو فلاں چیز دے گا اور اس طرح تمہارے لئے بار بار آنے میں رکاوٹ بھی ہوگی کہ سوچو گے اب ملاقات کو جاؤں تو پہلے اتنی رقم کا بندوبست کروں، بہر حال دونوں کے لئے یہ عادت مناسب نہیں نہ تمہارے لئے ہر بار دینا نہ میرے لئے ہر بار لینا۔۔۔

یہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مستقل عادت تھی کہ نذر گزارنے والے سے اُس کا ذریعہ معاش دریافت فرماتے، اگر اُس کی آمد وجہِ حلال سے ہوتی، بد مذہب اور سود خور نہ ہوتا تو پھر قرض کی بابت سوال فرماتے اگر وہ مقرض ہوتا تو اُس کی بھی نذر قبول نہ فرماتے بلکہ بعض دفعہ ازگرہ خود اس کی امداد فرماتے اور دعائے خیر فرما کر اُسے ادائیگی قرض کی سخت تنبیہ فرماتے کہ مجھے دینے سے بہتر ہے کہ قرض کا بوجھ اپنے سر سے اتارو، اسی طرح جس ماں میں یتیم کا حق ہوتا وہ بھی قبول نہ فرماتے۔۔۔

اسی طرح ہمسایوں اور رشتہ داروں کے حقوق کے بارے میں بھی سوال فرماتے اگر ان میں کوئی مستحق امداد و حاجت مند ہوتا تو پہلے اُس کی امداد کا حکم فرما کر ارشاد فرماتے

”تو نے اس بوجھ سے خود کو آزاد کر کے مجھے زیر بار کر دیا ہے کہ اس رقم کا سوال روزِ قیامت تجھ سے ہوتا اب مجھ سے اس کی پرسش ہوگی“ گویا آمد پر اظہارِ ملال فرماتے۔

ایک مرتبہ ملتان کے ایک مشہور نواب ایک ہمیانی میں رقم بھر کر حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ آپ اُس وقت چار پائی پر آرام فرماتھے، انہوں نے وہ ہمیانی آپ کی پائنتی کی طرف رکھ کر نذر قبول کرنے کی درخواست کی۔

آپ نے بلا تامل اُس ہمیانی کو پاؤں مبارک سے ٹھوکر مار کر نیچے گرا دیا اور فرمایا ”غریبوں پر ظلم اور انگریز حکام کی خوشامد سے جو مال تمہیں حاصل ہوا وہ تمہارے لئے بھی حرام اور میرے لئے بھی حرام ہے، خود بھی حرام کھاتے ہو اور مجھے بھی حرام کھلاتے ہو، میں اس میں سے ذرہ بھر بھی قبول نہ کروں گا“ چنانچہ یہ کلماتِ حقہ سن کر وہ شرمندہ واپس چلے گئے۔

ایک دفعہ کوئی رئیس کبیر کثیر رقم لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور نذرانہ پیش کر کے کہنے لگا ”نذرانہ لے لیں اور میرے لئے دعا فرمادیں کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہو“ آپ نے رقم واپس فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”میں نے خدا سے ٹھیکہ تو نہیں کیا کہ نذرانہ لوں اور لڑکا دلواؤں“

کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حج نہ فرمانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا:

ربِّ ذوالجلال نے مجھ پر فرض ہی نہیں فرمایا، باقی رہا زیارتِ حرمین شریفین زادما اللہ تعالیٰ تعظیماً و تشریفاً کہ ہر مسلمان کو ان کی زیارت کا دلی شوق ہوتا ہے تو (دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) یہ ہے حرمِ مکہ اور یہ ہے حرمِ مدینہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت قبلہء عالم و عالمیان خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ ثانی امام الصلحاء حضرت خواجہ نور احمد مہاروی علیہ الرحمۃ کا زمانہء سجادگی حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پایا۔ حضرت صاحبِ سجادہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاہزادگان کے ساتھ ملتان جنت نشان بر موقع عرسِ مبارک حضرت محبت اللہ المتعال، خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے تو حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حضرات کی اپنے دولت خانہ پر دعوت فرماتے یا خانقاہ شریف پر مشرف بزیارت ہوتے تو تمام شاہزادگانِ مہاروی کو نصف نصف روپیہ نذر گزارتے۔

ایک مرتبہ حضرات مہاروی نے نذر قبول فرماتے ہوئے آپ کو ارشاد فرمایا کہ ”مولانا صاحب! ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ کی آمد کس قدر وجہِ حلال سے ہوتی ہے اور آپ کس قدر تحقیق کے بعد ہدایا قبول فرماتے ہیں اس لئے ہم آپ کی نذر علیحدہ رکھ کر شمار کرتے رہتے ہیں، ہم میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب میرے پاس حضرت مولانا صاحب ملتانی کی نذر کے چار نصف روپے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ پانچ ہیں الغرض ہم آپ کی طرف سے ہدیہ بطورِ فخر قبول کر کے علیحدہ رکھ لیتے ہیں اور ہم نے وصیت کر رکھی ہے کہ ہمارے کفنِ دفن پر اس حلال رقم سے خرچ کیا جائے“ چنانچہ آپ یہ سن کر آدابِ بجالائے۔

حضور خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد کو تاکید فرمایا کرتے

تھے کہ ”جب کبھی آپ کے علاقہ سے حضورِ اعلیٰ، حضرت فانی فی اللہ مولانا عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکی مبارک گزرے یا قرب و جوار میں تمہیں اُن کے قیام کا پتہ چلے تو تم ضرور اُن کی صحبت و زیارت سے مستفیض ہوا کرو“ پھر آپ کے فضائل بھی ارشاد فرمایا کرتے سچ ہے۔

”ولی را ولی می شناسد“

یعنی ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے

سبحان اللہ! شمس العارفین ہی کیا، اُن کے پیرومرشد خواجہء خواجگان قبلہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں بھی آپ کو خصوصی مقام حاصل تھا، جیسا کہ ”فوز المقال فی خلفائے پیرسیال“ کی اس عبارت سے ظاہر ہے۔

”حضرت خواجہء خواجگان قبلہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ ملتان شریف میں خواجہ عبید اللہ ملتانی قدس سرہ کے ہاں تشریف فرما تھے، حضرت قبلہ شمس العارفین بھی اس سفر میں ہمراہ تھے، مسجد کے ایک جانب حضرت قبلہ تونسوی اور دوسری جانب حضرت شمس العارفین بیٹھے تھے۔“

خواجہ عبید اللہ ملتانی نے حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی کو فرمایا: ”آپ درود کبریتِ احمر بھی پڑھا کریں“۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے جواباً فرمایا: ”میں تو وہی کچھ پڑھوں گا جو میرے پیرومرشد فرمائیں گے“۔ حضرت قبلہ ملتانی نے فرمایا اُن سے عرض کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے درود کبریتِ احمر پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی، یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ شمس العارفین کے تمام خلفاء میں درود کبریتِ احمر شامل و طائف ہے۔

نقل ہے کہ کسی نے آپ سے پاک پتن شریف میں موجود ”بہشتی دروازہ“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”میری نظر میں حضرت بابا فرید الدین محمد مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ عالیہ پر موجود صرف دروازہ مبارک ہی ”بہشتی دروازہ“ نہیں بلکہ ہر بزرگ کامل ولی کا مکمل آستان بہشتی دروازہ ہوتا ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا ”اگر پاک پتن شریف کو کوئی اس فقیر ”بید اللہ کی نگاہ سے دیکھے تو وہاں کا ہر ٹیلہ بہشتی ٹیلہ ہے۔“

مذہب باطلہ کے خلاف قلمی جہاد:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بلحاظ مسلک صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت حنفی ائمذہب تھے اس لئے جہاں اپنے متوسلین کو سو د خوروں، بے نمازیوں، مشرکوں، جاہل صوفیوں اور دنیا دوست علماء کی صحبت سے دور رکھنے کی کوشش فرماتے وہاں فرقہ و دہابیہ ضالہ، باطلہ، نجدیہ وغیرہ کی صحبت سے بھی بچنے کی سخت تاکید فرماتے۔

اس ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ:

”اگر میں کسی وہابی کو دیکھ بھی لوں تو چالیس دن تک اس کی نحوست کی وجہ

سے ورد و وظائف میں ذوق نہیں رہتا“

چنانچہ ”مثنوی تذکرۃ عبیدیہ“ میں ہے

نیر فرمودہ کہ ایں وہابیاں اہل ضلال

دشمن حق اندھم پیغمبراں بے قیل و قال

بس رسائلِ کرورہ مفسداں نظم و نثر
 از حضورش چوں خراں بروند از شیرانِ نر
 ایں چنین فرمود آں قطبِ زماں باہر کسے
 تقویۂ ایمانِ شاں تخریبِ ایمانِ بیشکے
 زینتِ الاسلامِ شاں ریبۂ اسلامِ دان
 طاعنِ پیشینیاں ایں رو بہا آخرِ زمان
 گفت من ہستم برائے مومنانِ ایں زماں
 چوں سپراز بد مذہبِ خلقِ راکہفِ اماں

ترجمہ: حضرت فانی فی اللہ، باقی باللہ، مولانا عبید اللہ ملتانی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ گمراہ وہابی بے شک اللہ تعالیٰ اور پیغمبروں علیہم السلام کے دشمن ہیں۔
 آپ نے ان کے رد میں نظم و نثر میں بہت رسالے تصنیف فرمائے، یہ وہابی آپ سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے گدھے شیروں سے۔

قطبِ زماں ہر شخص سے (بلا خوف و خطر) یوں ہی فرماتے کہ ان کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ بے شک ”تخریب الایمان“ (ایمان کو قوت دینے کی بجائے خراب کرنے والی) ہے۔

اور کتاب ”زینۃ الاسلام“ ”ریبۃ الاسلام“ (اسلام میں شک ڈالنے والی) ہے نہ کہ زینتِ بخشے والی) ہے، یہ اس زمانہ کی لومڑیاں ہو کر اپنے سے پہلے ہونے والے بزرگوں پر طعنے مارتے ہیں۔

آپ نے (تحدیثِ بالعمۃ کے طور پر) فرمایا میں اس زمانہ کے مومنوں کے

لئے بد مذہبوں کے حملوں کا دفاع کرنے کے لئے ڈھال اور مخلوق خداوندی کے لئے
پناہ گاہ ہوں۔

کاٹھدی گئی

حمد خدا آکھاں ہر دم، کیتس اسانوں سنی
راقضی خارجی ناں بنڑایا وہابی کاٹھدی گئی
بھیڑے لوک وہابی ہن، اے دل دے لیہن بد
ظاہر شکلاں صاف ڈسیون، اندر انہاندے گد
بیچ ور یہنہ فساد کیتونے مکہ مدینہ طائف
سب کول مشرک سڈوے نہ ہوندے مخالف
فخر و ڈائی عجب اوہنا ہا موجب دشمنی نیکاں
نفس اپنے دوست او دائم رکھن نفس تے ٹیکاں
اسماعیل وی ڈاڈا اس دا چنگیاں اُتے طعن
رسم انہاندی ہائی ایہا نسبت کفر تے طعن
پر پوتا ودھیا ڈاڈے کولوں اپنا نام ودھالیں
وچ عرب دے ملحد ہندی اپنا نام دھرا لیں
تلوار زبان دی نال قلم دے خرم علی بھی ماری
کیندا کینداناں میں لیواں رسم ایہا ہے جاری
لَا يَتَّخِذُ وَاسِيًّا پڑھ توں اتَّخِذُ وَهٗ سَبِيًّا
نفس اپنے نوں ٹھل زبان بھی ہجر اُڑھ جمیلا

مہلت ڈے اونہاں نوں تھولی کمہلہم قلیلا
اللہ ہے وکیل اساڈا اتخڈہ و کیلا
واصبر کما صبر قرآن اندر صبر و اجز جمیل
لے عبیدتوں کیا کر سگد اسٹ سبقت لے قتل

کرامات:

جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ، عارف باللہ، محرم اسرار اللہ، حضرت فانی فی اللہ، باقی باللہ، مولانا عبید اللہ ملتانی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باوجود اخفاء کرامت کی کوشش کے متعدد کرامات کا ظہور ہوا۔

”مثنوی تذکرہ عبیدیہ“ کے مصنف اور حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم خاص مولانا الہی بخش صاحب علیہ الرحمۃ کے فرزندِ دلہند جناب حاجی محمد عبدالرحمن صاحب مرحوم جو انتہائی نیک صورت و نیک سیرت اور خوش طبع آدمی تھے (نماز جمعہ تازیست بڑی پابندی سے مسجد رحمانیہ میں خاندان عبیدیہ کی آن حضور قبلہ مولانا محمد عبدالشکور ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ان کے پیر بھائی بھی تھے کی اقتداء میں ادا کرتے رہے) اکثر یہ قصہ بیان کرتے تھے کہ:

”میرے والد ماجد بزرگوار سنایا کرتے تھے کہ میرا ایک دوست ملتان چھاؤنی میں رہتا تھا، ایک روز ازراہ دوستی دورانِ گفتگو میں نے اُس سے پوچھ لیا کہ تمہاری بیعت کن بزرگوں سے ہے؟ تو اس نے کہا: ابھی تک کسی سے بیعت نہیں ہوا البتہ یہ ارادہ پختہ ہے کہ جس پیر صاحب نے حق تعالیٰ جل شانہ کے جمال بے مثال کے دیدار فیض آثار سے مشرف کرایا انہی کا مرید ہو جاؤں گا۔“

یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کروادی اسی سے روحانی رشتہ قائم کروں گا، چنانچہ میں اُسے اپنے پیر روشن ضمیر حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں لے آیا۔

آپ چارپائی پر تشریف فرماتے، میں بھی آکر ساتھ بیٹھ رہا اور عرض کی کہ میرا یہ دوست اس شرط پر مرید ہوتا ہے کہ آپ اسے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا دیدار کروادیں۔ یہ سنتے ہی آپ کا جمال جلال میں بدل گیا اور اس دوست کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میاں! کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں! چنانچہ آپ نے فوراً فرمایا:

”مجھ فقیر عبید اللہ ہی کو پہلے آنکھ بھر کر دیکھ لے (اگر تسلی ہو جائے تو ٹھیک ورنہ بقیہ تشنگی بھی دور کر دیں گے) اور یہ فرماتے ہی آپ نے خود کو بے حجاب فرما دیا۔ یعنی وہ برقعہ اتار دیا جس کے متعلق کہا گیا ہے۔

برقعہ بر رخسار پوشیدہ عبید اللہ شدی

صد ہزاراں خفتہ دل راجخت بیدار آمدی

لہذا اُس نے آنکھ بھر کر دیکھنے کی جسارت کی تو معادیکھتے ہی اوندھے منہ گر گیا اور کافی دیر بے ہوش رہا، جب ہوش میں آیا تو اپنی شرط سے رجوع کرتا ہوا قدمبوس ہوا۔

آپ نے فرمایا میاں! جب مجھ فقیر کو (بے حجابی کی حالت میں) دیکھنے کی قدرت و اہلیت نہیں تو رب تعالیٰ جل مجدہ کو دیکھنے کی تمنا کیسے کی (جس نے اپنی ذاتِ پاک کے بارے میں خود قرآن مجید میں فرمایا لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔

ترجمہ: نہیں گھیر سکتیں اُسے نظریں اور وہ گھیرے ہوئے ہے سب نظروں کو۔ پھر اُس نے بیعت کی، آپ نے قبول فرما کر مشرف بہ بیعت فرمایا۔

ایک دوسری روایت یوں ہے کہ کسی انگریز افسر کی بگھی چلانے والا ملازم آنحضور قبلہ فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا جو ایک دن پریشانی کے عالم میں بیٹھا آپ کی مٹھیاں بھر رہا تھا، آپ نے پوچھا میاں! آج پریشان کیوں ہو؟
عرض کی حضور! میرا افسر کہتا ہے جو مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی زیارت کرائے گا اسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔

آپ نے فرمایا: اُسے لے آؤ، چنانچہ وہ لے آیا تو حاضر ہونے پر آپ نے اُس کی طرف انگلی مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے پوچھا یہی شخص ہے جو اپنے اسلام کو حق تعالیٰ جل شانہ کی زیارت سے مشروط کرتا ہے؟ تو آپ کے محض اشارہ فرمانے پر ہی وہ بے خود ہو کر ٹوٹ پوٹ ہونے لگا، کافی دیر بعد جب ہوش میں آیا تو مشرف بہ اسلام ہوا۔

قلبی خطرہ پر مطلع ہونا:

ساحمیوال ضلع جھنگ کا ایک بافندہ (یعنی کپڑا بننے والا) محمد حامد نامی آپ کا معتقد تھا، ایک دفعہ عازم ملتان جنت نشان ہونے لگا تو ایک کپڑا اپنے ہمراہ لیا بہ اس ارادہ کہ ملتان میں تقریباً ایک روپیہ تک بہ آسانی فروخت ہو جائے گا تو ادھا روپیہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر گزاروں گا اور بقایا رقم سے گھریلو ضرورت کا سامان خرید کروں گا۔

چنانچہ جب وہ ملتان شریف پہنچا تو ان دنوں حسن اتفاق سے کپڑے کے نرخوں میں کافی اضافہ ہو چکا تھا لہذا وہ کپڑا ایک روپیہ کی بجائے دو روپے کے عوض

فروخت ہوا۔ فرطِ مسرت سے اس نے بوقتِ قدِ مبوسیٰ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آٹھ آنہ کی بجائے ایک روپیہ بطورِ نذر پیش کیا، آپ نے اپنے قلمدان سے آٹھ آنے نکال کر واپس عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ جو ارادہ جھنگ میں کیا تھا اسی پر کار بند رہو، اب میرا اس سے زائد حق نہیں بنتا بقایا رقم اپنی گھریلو ضرورت کی اشیاء میں صرف کرو۔

دریا کا رخ بدل جانا:

نقل ہے کہ بستی مراد آباد (ضلع مظفر گڑھ) کے متوسلین و معتقدین نے آپ کی دعوت کی تو آپ وہاں تشریف لے گئے، پہنچنے پر تمام لوگ ستاروں کی مثل ماہِ کامل کے گرد جمع ہو گئے، پھر آپ کی پاکی شریف اٹھائی اور دریا کے کنارے لے جا کر رکھ دی پھر عرض کرنے لگے حضور! دریا کا رخ روز بروز ہماری زمینوں اور مکانات کی طرف پھرتا جا رہا ہے جس سے ہمیں کافی نقصان ہو رہا ہے اور مزید نقصان کا اندیشہ ہے، آپ دعا فرمادیں کہ اس کا رخ بدل جائے اور حسبِ سابق جیسے بہتا تھا ویسے بہنے لگے۔ اس پر آپ نے دستِ مبارک سے اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا: کہ تمہارا خیال ہو گا کہ اس راستہ کی بجائے سابقہ راستہ پر چلے؟ اتنا فرما کر آپ نے دستِ مبارک اپنے چہرہ اقدس پر پھیرتے ہوئے فرمایا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ گویا دعا ختم فرمادی۔ رَبِّ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ کی قدرتِ کاملہ چند ہی دنوں میں دریا نے رخ بدل لیا اور مکمل طور پر سابقہ راستہ پر بہنے لگا۔

تصنیفات:

سید العلماء حضرت فانی فی اللہ، باقی باللہ، مولانا عبید اللہ ملتانی چشتی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ و باطنیہ میں بجمہ تعالیٰ بحر مَوَاج تھے۔

آپ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے اپنے علم کی زکوٰۃ درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کے علاوہ اس طرح بھی ادا فرمائی کہ مختلف فنون پر عربی، فارسی، پنجابی، ہندی اور سرائیکی میں نظم و نثر پر مشتمل بے حد مفید کتابیں اور رسائل تصنیف فرمائے جن کی تعداد کم و بیش ایک سو تک پہنچتی ہے۔ جیسا کہ ”مثنوی تذکرہ عبیدیہ“ میں ہے۔

حضرت مولانا محمد عبدالحی لکھنوی نے اپنی تصنیف لطیف ”نزہۃ الخواطر“ کی آٹھویں جلد میں آپ کا تعارف کراتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ مناسب ہے کہ اُسے یہاں نقل کر دیا جائے۔

”الشیخ الصالح عبید اللہ بن قدرۃ اللہ الحنفی الملتانی احد المشائخ الجشتیۃ ولد و نشاء بملتان و قراء العلم علی والدہ ثم اخذ عن المولوی گل محمد و قراء علیہ سائر الکتب الدرسیۃ و درس و افادۃ طویلۃ بمدینۃ ملتان، ثم اخذ الطریقۃ عن الشیخ خدا بخش الخیر بوری و تولى الشیخاۃ بعدہ، اخذ عنہ خلق کثیر من العلماء و المشائخ، و کان شیخا جلیلا مہابا رفیع القدر کبیر المنزلۃ عظیم الورع و العزیمۃ له مصنفات عدیدۃ توفی یوم الجمعة لست خلون من جمادی الاولی سنة خمس و ثلاث مائة و الف بمدینۃ ملتان۔

ترجمہ: مشائخ چشت میں ایک نیک سیرت بزرگ عبید اللہ بن قدرۃ اللہ ملتانى حنفی ہیں جو ملتان میں تولد پذیر ہوئے اور یہیں پرورش پائی، اپنے والد سے تعلیم حاصل کی پھر بقایا درسی کتب مولوی گل محمد صاحب سے پڑھیں۔

ملتان میں کافی عرصہ درس و تدریس کے سلسلہ میں نفع پہنچاتے رہے، پھر طریقت میں حضرت الشیخ خواجہ خدا بخش خیر پوری سے فائدہ حاصل کر کے اُن کے بعد بزرگی میں اُن کے نائب اور والی بنے، ان سے علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے فائدہ حاصل کیا اور یہ جلیل القدر بزرگ، شوکت و عظمت، بلند شان اور بڑی عزت و مرتبہ والے، انتہائی متقی صاحب استقامت اور صاحب تصانیف تھے۔ آپ کی تصانیف سو کے قریب ہیں۔

یہاں آپ کی چند تصانیف کے صرف نام درج کئے جاتے ہیں مزید تفصیل کے لئے ”عباد الرحمن“ کا مطالعہ کیجئے۔

۱۔ تفسیر قرآن شریف سورۃ فاتحہ تا سورۃ ناس

۲۔ دلائل الایمان فی الہدایۃ والایقان

۳۔ تفسیر قاب قوسین

۴۔ تلخیص البیان فی نبذۃ من علامات المہدی آخر الزمان

۵۔ سلسلہ نسب حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

۶۔ فتح العبید

۷۔ ردّ الضالین (جو کہ اہل تشیع و وہابی، نجدی لوگوں کے رد میں بے مثل کتاب ہے،

انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مع ترجمہ شائع کی جائے گی)

۸۔ ردّ الوہابیہ (کلاں)

۹۔ ردّ الوہابیہ (خورد)

۱۰۔ تحقیق مسائل مختلفہ بین الوہابیہ و اہل سنۃ

- ۱۱ . فقیہ التقلید و بطلان القول الجدید
- ۱۲ . رد الانکار علی حلق الراس غیر مطبوعہ
- ۱۳ . تعلیم الصبیان
- ۱۴ . تعلیم النساء
- ۱۵ . اوراد تمام سال وادعیہ
- ۱۶ . قول فصل فی البیعة والسماع و شرح مفصل
- ۱۷ . لزوم حُسن ظن برسختہائے مقبولان ذی المنن
- ۱۸ . أصول حافظیہ
- ۱۹ . ذوقیہ شریف
- ۲۰ . حکمتہ و فائدہ نسیان
- ۲۱ . ہدایۃ الطالب
- ۲۲ . ضغث مضروب
- ۲۳ . تعیین اوقاۃ الصلوۃ الخمس
- ۲۴ . مسفار الحج
- ۲۵ . رسالۃ الغنی و الفقر
- ۲۶ . مذاہب الاولیاء فی قبول الهدایا
- ۲۷ . سر دلبرال (جو کہ آپ کے پیش نظر ہے)
- ۲۸ . تحقیق الآداب
- ۲۹ . تحقیق اسماء شہور قمریہ

۳۰. وفیات الاعیان
۳۱. سیر السماء
۳۲. رفیقیہ شرح توفیقیہ
۳۳. رسالۃ الدخان
۳۴. رسالہ در منطق
۳۵. ادعیہ قرآنی برائے خیریت دو جہانی
۳۶. رسالہ فی التصوف
۳۷. الہام الصواب
۳۸. اعانۃ المریدین فی ردّ الشیاطین والمعاندین
۳۹. وصایا عبیدیہ الموسومہ بہ دفع الفساد والجدال
۴۰. شرح اشعار حضرت الشیخ علی حیدر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
۴۱. شرح اشعار حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ
۴۲. شرابِ طہور
۴۳. آداب المریدین
۴۴. منظومہ سلسلہ عالیہ
۴۵. قصائد عبیدیہ
۴۶. ذکر لطائف
۴۷. مثنوی عبیدیہ (کلاں)
۴۸. مثنوی عبیدیہ (خورد)

۴۹۔ تہذیب و تصیف ابیات علم میراث

۵۰۔ دیوان چراغ عبید یہ المعروف بہ داستان معرفت

۵۱۔ رسالہ النحو

۵۲۔ رسالہ ملائیت

۵۳۔ توفیقہ ہندی

۵۴۔ عیوب النفس

۵۵۔ تحفہ زناں

۵۶۔ سی حرفی در معرفت

وصال:

حضور سر اپانور، مفتی محمد عبدالشکور صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے مولوی خیر الدین صابر ملتانی نے بیان کیا کہ ایک دن ایک وکیل صاحب نے مجھے بتلایا کہ آج تمہارے پیر و مرشد حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چار پائی سے نیچے اتر کر مٹی کے برتن میں سے کچھ رقم شمار کرتے دیکھا ہے، جس سے مجھے سخت تعجب ہوا کہ ساری زندگی جس زر سے بخت رہے اب کس غرض سے نامعلوم رقم شماری ہو رہی ہے، چنانچہ مجھ (صابر ملتانی) کو بھی خلاف معمول یہ بات سن کر حیرت ہوئی۔

تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے کچھ رقم سفر آخرت کی تیاری کے لئے مختص فرمائی تھی جو آپ نے اپنے فرزند دلہند حضور خواجہ عبدالرحمن صاحب عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے فرمائی۔ اس طرح اپنے کفن کا کپڑا بھی حین حیات میں تیار کرنے کے لئے کسی خاص معتقد کو با وضو ہو کر کپاس چننے، دھاگہ بنانے اور کپڑا بننے

کا حکم فرمایا تھا، چنانچہ حسب ارشاد ایسا ہی کیا گیا، لہذا موٹے دھاگے کے اس کپڑا سمیت آپ نے وہ رقم اپنے فرزند اکبر حضور شیخ العرب والعجم عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرما کر وصیت فرمائی کہ اسی کپڑا میں مجھے کفن دیا جائے اور میرے دفن وغیرہ امور پر یہی رقم صرف کی جائے۔

اخیر عمر میں بوجہ ضعف و کمزوری آپ صرف فرضی نمازیں کھڑے ہو کر ادا فرماتے جبکہ سنن و نوافل بیٹھ کر ادا فرماتے اور اگر قعدہ و قیام یعنی نماز میں اٹھنے بیٹھنے کی طاقت بھی نہ ہوتی اور آپ صاحب السریر ہوتے تو نماز رو بقبلہ ہو کر لیٹے لیٹے ہی صرف سر مبارک کے اشارہ سے ادا فرماتے جیسا کہ ”مثنوی تذکرہ عبیدیہ“ میں ہے۔

ہم میانِ ضعف پیری فرض کر دی باقیام

جز نماز فرض بھتہ ادا کر دی مدام

گر نباشد در نمازش قدرۃ قعدہ قیام

رو بقبلہ، خفتہ با ایمائے سر آرد تمام

اسی دوران آپ کو نصیب دشمنان موسیٰ بخار بھی لاحق ہوا جس کی وجہ سے آپ کی طبع مبارک جو پہلے ہی سے علیل تھی، زیادتی مرض کا شکار ہو گئی اور بالآخر مقبول ربانی، مقرب یزدانی، قطب الواصلین، سند اکاملین، محبوب الہی حضرت فانی فی اللہ، باقی باللہ، مولانا المولوی عبید اللہ الملتانی اچشتی القادری ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ بمطابق ۲۰ جنوری ۱۸۸۸ عیسوی بروز جمعہ المبارک بوقت چاشت دوران ذکر

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

دارِ فنا سے سوئے بقاروانہ ہو کر واصل باللہ ہوئے۔

انا لله وانا اليه راجعون.

ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور ہم اسی ذات پاک ہی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

اس وقت آپ کی عمر چھیا سی برس تھی۔ بعد از وفات حسرت آیات آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسد اطہر کو آپ کے برادرِ کلاں جناب حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب اور فرزندِ کلاں جناب حضرت مولانا محمد عبدالرحمن صاحب نے غسل دیا۔ تجہیز و تکفین کے دوران ہی آپ کے وصال پر ملال کی خبر وحشت اثر سن کر دُور دراز سے لوگ اس طرح جوق در جوق جمع ہونے لگے کہ اہل زمانہ نے اس قدر ہجوم کسی جنازہ پر نہ دیکھا تھا۔

”خاتمہ گلزارِ جمالیہ“ میں ہے:

”در جنازہ حضرت ایشاں علیہ الرحمہ چنداں خلق جمع شدہ بود کہ در عدد حصر ہچکس نے آمد وہمہ کسان از حاضرین متعجب بودند چہ موافقین چہ مخالفین قائلین ما رأینا مثل هذا لا زدحام علی جنازہ احد وکان قد شرع من الوقت الوصول الی حصول الدفن السحاب الماطر قليلاً قليلاً“.

یعنی آپ کے وصال کے وقت سے لے کر حصولِ دفن تک بوند باندی ہوتی رہی اور جنازہ کی نماز میں شرکت کے لیے ہجوم جو کسی کے شمار میں نہ آسکتا تھا کو دیکھ کر دوست دشمن سب حیران تھے۔ کہنے والے یوں بھی کہہ رہے تھے کہ ہم نے آج تک کسی کے جنازہ میں اتنا ہجوم نہیں دیکھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ طبعی علالت کے پیش نظر اس دفعہ حضرت محبت اللہ

المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں شمولیت نہ فرما رہے تھے اس لیے اپنے فرزند اکبر حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ ”ساری زندگی مجھ سے حضور مظہر جمال الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک قضا نہیں ہوا لہذا آج بھی قضا نہ ہونے پائے۔“

چنانچہ تجہیز و تکفین کے بعد اسی ہجوم کی معیت میں حسب وصیت آپ کا جنازہ دربار عالیہ حضرت خواجہ حافظ جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لے جایا گیا۔

چنانچہ مجلس سماع میں آپ کو شریک کیا گیا، آپ کے فرزند اکبر کٹہرے میں پڑی ہمیانی سے رقم اٹھا اٹھا کر آپ کی طرف سے قوالوں کو پیش فرماتے رہے، جبکہ ہزار ہا عقیدت مند پروانوں کی مثل چارپائی پر نچھاور ہو رہے تھے۔

بیشمار مخلوق خداوندی آپ کے فراق میں گریاں و غم کناں تھی۔ اس دن کے غم و اندوہ کی کیفیت زبانِ قلم سے بیان نہیں کی جاسکتی۔

الغرض عرس شریف کی تقریبات ختم ہونے پر حاضرین مجلس و زائرین کرام اور مشائخ کبار خصوصاً حضرات سجادگان والا شان حضرت قبلہ عالم و عالمیان مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیر ہم سب نے عام خاص باغ میں بعد ادا نیگی نماز جمعۃ المبارک آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ فریضہ امامت حسب وصیت آپ کے فرزند اکبر سرگروہ حلیمان حضرت مولانا محمد عبدالرحمن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمایا جیسا کہ ”مثنوی تذکرہ عبیدیہ“ میں ہے۔

جمعہ را کردہ ادا خواندند بروئے نماز

شد امام خلق فرزند کبیرش اہل راز

بعد از ادائیگی نماز جنازہ اشکبار آنکھوں سے آپ کے جسدِ اطہر کو محلہ قدیر آباد کی طرف لایا گیا اور مسجد ”عبیدیہ“ و مسجد ”رحمانیہ“ کے درمیانی باغیچہ میں بوقتِ عصر محبوبِ خدا و سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدارِ فیضِ آثار سے مشرف ہونے اور سعادتِ وصلِ محبوبِ حقیقی حق تعالیٰ جل شانہ کے حصول کے لیے بسترِ نَمِ کَنُومَةِ

الْعُرُوسِ (دلہن کی سی بے فکری والی نیند سو جائے) پر سلا دیا گیا۔

اگر کسی نے آپ کے تفصیلی حالات سے آگاہی حاصل کرنی ہو تو ”عباد الرحمان“

کا مطالعہ کرے، یہاں صرف تعارف ہی مقصود تھا۔

ترجمہ

سرّ دلبران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”سر دبرائ“ اصلہ مؤلفہ حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیاء، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا مولوی خواجہ خواجگان عبید اللہ الملتانی لکھنوی قادری، جانشین محبوب الالہ، عمدۃ الصلحاء، رئیس العلماء، فخر العاشقین، حریق الحبت، یگانہء سلسلہء عالیہ، عکس ولایت حضرت محبت اللہ المتعال، خواجہ خواجگان حافظ محمد جمال اللہ الملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، و مرکز نظر، حضرت قبلہء عالمیان، محبوب الالہ و الرسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) خواجہ خواجگان، شیخ الاولیاء نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواجہ خواجگان مولانا مولوی خدا بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنا بسیلۃ اللہم امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم .

ابتدات بنام ایزد، برتر، معبودِ حقیقی، و حدة لا شریک لہ، و تبرک باسمہ تعالیٰ عزوجل و صلیت و سلمت علی حبیبہ و خاصۃ خلقہ سید المرسلین رحمة للعالمین شفیع المذنبین مُحَمَّد المصطفیٰ المختار و علی الہ و صحبہ اجمعین و بعد فشرعت فی ترجمتہ مستعینا باللہ تعالیٰ اللہم بارک لی فی فہمی و علمی و عملی و ترجمتہ و اجنبتنی عن الکذب و الریاء بحرمة و سیلة الخلاق کلہم اجمعین فی الدنیا و الآخرۃ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم و تقبل منا برحمتک یا ارحم الراحمین .

(حمد و صلوة کے بعد آئیے! اب اصل کتاب اور اس کے ترجمہ کی طرف چلتے ہیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي خرق علينا الاسباب و اظهر لنا باب الابواب
و غلق علينا ابواب الخلق و فتح لنا بابا بعد الغلق و نجانا عن التصنع
و الملق ففرج كرباتنا و انقذنا عن الاضطراب و الفلق و اخرجنا عن
غياهب شهوات الفرج و الحلق ---

ہمہ حمد و ستائش (سب طرح کی تعریفیں) اُس معبودِ حقیق کے لیے (ہیں) جس
نے ہمیں اسباب مہیا کئے اور وہ جس نے ہمہ ابواب کے باب (اپنے راستے)
کو ہمارے لئے ظاہر فرمایا اور وہ جس نے مخلوق کے ابواب کو ہم پر بند فرمایا اور (اسکے
عوض) اپنا باب (مخلوق کے دروازوں کی) بندش کے بعد کشادہ فرمایا۔

اور ہمیں (مخلوق کی ہر قسم کی) خوشامد اور تصنع سے نجات بخشی پھر ہمارے غموں
کو دور فرمایا اور ہمارے قلوب کو اضطراب و غفلت سے خلاصی عطاء فرمائی اور وہی ہے
جس نے ہمیں غلبہء شهوات و خواہشاتِ نفس سے محفوظ رکھا۔

اِذَا مَسَّنِي كَرْبٌ يُفَرِّجُ كَرْبِي

وَيَنْصُرُنِي رَبِّي وَيَرْحَمُ غُرْبِي

جب مجھ پر مصائب کا نزول ہوتا ہے تو میرا رب (جل مجدہ) ہی مجھے غموں
سے نجات دیتا ہے۔ اور وہی میری مدد فرماتا ہے اور وہی میری ناداری پر رحم و کرم فرماتا ہے۔
اور وہی تمام عالم کا پروردگار ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا اور اسی نے مجھے
ہدایت فرمائی اور وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب مجھے مرض لاحق ہوتا ہے تو وہی
مجھے شفاء عطاء فرماتا ہے اور وہی میری موت و زندگی کا مالک ہے اور وہی رب عزوجل

ہے جس سے میں طلب (سوال) کرتا ہوں کہ وہی بدلے (یعنی قیامت) کے دن میری مغفرت فرمائے۔

اور تمام فضل و احسان اور سلام اللہ تعالیٰ کے نازل ہوں انبیاء و رسل عظیم الصلوات والتسلیمات کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کہ جن کا وجود نہ ہوتا تو کائنات نہ ہوتی اور نہ ہی ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرتے اور نہ ہی وحده لا شریک لہ جل شانہ کی ربوبیت ظاہر ہوتی اور نہ ہی محبت و محبوبیت کا ظہور ہوتا اور (سلام ہوں) ان کی آل و اصحاب پر، جو کہ انبیاء و مرسلین و صدیقین و شہداء و صالحین ہیں جو اسلام کے ستارے اور تاریکیوں کے چراغ ہیں۔

فَاِنَّهُ شَمْسٌ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا

يُظْهِرُنْ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

بلاشبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عظمت و فضل کا آفتاب ہیں اور وہ (صحابہ کرام) ان کے ستارے (جو کہ) اسی آفتاب کا نور، اجالے اور کرنیں تاریکیوں میں انسانوں کے لیے بکھیرتے ہیں۔

حمد و صلوة و سلام کے بعد۔۔۔

یہ چند اور اق ہیں جن میں ان پاکیزہ معطرات۔۔۔ اور ستھری مہکوں۔۔۔ اور نور دار لاثوں۔۔۔ اور انتخاب شدہ جامع کلمات۔۔۔ اور اقتباس شدہ برقوں۔۔۔ اور گزارش کی گئی چمکوں۔۔۔ اور نچھاور کی گئی کرامتوں کی فتوحات۔۔۔ اور ہدایت کے خوشبودار جھونکوں۔۔۔ اور معرفت و عرفان کی بارانِ رحمت کی چھینٹوں۔۔۔ اور آنکھوں کو نور عطاء کرنیوالی روشنیوں کا ذکر و بیان ہے۔

جن کو میں نے اللہ کے نورِ جمال کا مظہر۔۔۔ نظامِ تجلیاتِ کلیسی کے
 فخر۔۔۔ بے انتہا تجلیات کے منبع۔۔۔ اخلاقِ غریبی و شاہی کے جامع۔۔۔ اللہ تعالیٰ
 کے فیوض کے منبع۔۔۔ رب العالمین کے فضل و کرم کے درود کی جگہ۔۔۔ کمزوروں کی
 جائے پناہ۔۔۔ درویشوں کی تربیت گاہ۔۔۔ تمام متقین سے بڑھ کر متقی۔۔۔ تمام
 علماء سے بڑھ کر عالم۔۔۔ تمام افاضل سے بڑھ کر فاضل۔۔۔ عارفوں کے شہنشاہ
 ۔۔۔ زاہدین کے بادشاہ۔۔۔ مساکین سے محبت کرنے والے۔۔۔ اللہ رب
 العالمین کے محبوب۔۔۔ عارفین جن سے رغبت رکھتے ہیں۔۔۔ عاشقین کے مقصود
 ۔۔۔ اصحابِ تقویٰ کے مطلوب۔۔۔ مریدین کی مراد۔۔۔ حق الیقین کا خزانہ
 ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے محبوب۔۔۔ شیخ الاسلام
 و المسلمین۔۔۔ مخلوق کے فریاد رس۔۔۔ طریقوں کے قطب۔۔۔ غلط علاقوں کو
 کاٹنے والے۔۔۔ حقیقتوں کو جمع فرمانیوالے۔۔۔ میثاق و عہود کی رونق۔۔۔ علوم و
 معرفت کے جامع۔۔۔ بدعتوں کے قطع فرمانے والے۔۔۔ ہر خاص و عام کو نفع
 پہنچانے والے۔۔۔ قوی و ضعیف کو خوش فرمانے والے۔۔۔ شریعت کی
 دلیل۔۔۔ طریقت کے سورج۔۔۔ معرفت و حقیقت کے سمندر۔۔۔ مسکین
 نواز۔۔۔ محبت کی علامت۔۔۔ فانی فی المحبوب۔۔۔ باقی بالمطلوب۔۔۔ ہر ناتوان
 و عاجز کی پناہ گاہ۔۔۔ بظاہر درویشی کے مدارج پر حاوی۔۔۔ باطنی طور پر شاہی
 مراتب کے جامع۔۔۔ غریبی و مسکینی کی بنیادیں قائم کرنے والے۔۔۔ اللہ تعالیٰ
 رحمن کی کرم نوازیوں کا اظہار۔۔۔ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آداب و اخلاق
 سے آراستہ۔۔۔ ہدایت تلاش کرنیوالوں (مسترشدین) کا قبلہ۔۔۔ (مسترشدین سے

میری مراد سائین ہیں) الحسن الخرقانی الثانی، المولوی خواجہ خدا بخش المملتانی نور اللہ،
مرقدہ وَبَرَّةٌ مَضَجَعَهُ (اللہ تعالیٰ آپ کی مرقد مبارک کو نور سے لبریز فرمائے اور آپ کے
سونے کی جگہ کو جنت بنائے) سے دیکھا، سنا، سونگھا اور حاصل کیا۔

واجب آمد چوں کہ آمد نام او

شرح کردن رمزے از انعام او

جب کہ محبوب کا نامِ نامی آیا تو انکے الطاف و کرم سے تھوڑا سا بیان کرنا

واجب ہوا۔

گرچہ عاجز آمد اس عقل از بیاں

عاجز انہ جنبشِ بایدوراں

اگرچہ عقل اسکے (کمل) بیان سے عاجز ہے پھر بھی اس میں زبان کو تھوڑی سی

جنبش چاہیے۔

إِنْ شَيْئاً كَلَّةٌ لَا يُدْرِكُ

فَاعْلَمُوا أَنَّ كَلَّةً لَا يُتْرَكُ

اگر کسی چیز کا پورا پورا ادراک نہ ہو سکے تو پھر بھی جان لو کہ وہ ساری کی ساری

متروک بھی نہیں ہو سکتی۔

من بگویم وصف تو تارہ برند

پیش دلاں پس موت حسرت سے برند

میں تیرے اوصاف اس لئے بیان کرتا ہوں تاکہ لوگ اس سے ہدایت

پائیں اس سے قبل کہ موت کے وقت وہ اس سے محروم رہنے کا افسوس کریں۔

نورِ حقی و بحق جَدَّ اب جاں

خلق در ظلمات اَنَد و ہم گمان

تو اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور حق تعالیٰ کی طرف تیری روح کھینچی جاتی ہے جبکہ

دیگر لوگ ظلمات (اندھیرے) اور وہم و گمان کا شکار ہیں۔

گر نبودے خلق محبوب و کثیف

ور نبودے خلقھا تنگ و ضعیف

اگر خلقت لطیف و کثیف نہ ہوتی اور اسی طرح اگر تنگ اور کمزور نہ

ہوتی (کیونکہ کچھ لوگ اہل اللہ کے رموز و اسرار کو سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ نہیں)

در مد سکت دادِ معنی دادے

غیر ایں منطق لے نکلشادے

تو میں تیری تعریف میں مفہوم پورے کا پورا واضح کر دیتا اور اسکے سوا کبھی

زبان نہ کھولتا۔

مدح و تعریف است تخریق حجاب

فارغ است از مدح و تعریف آفتاب

(لیکن یاد رہے کہ) کسی کی تعریف و مدحت کا مطلب اسکے رخ سے حجابات کا

اٹھا دینا ہوتا ہے، اسی لئے آفتاب کو تعریف کی ضرورت نہیں کیونکہ اس پر کوئی حجاب نہیں

(وہ اپنی تعریف خود بیان کرتا ہے)

كُلُّ شَيْءٍ إِذَا قَالَ لَهُ غَيْرُ الْمُفِيقِ

إِنْ تَكَلَّفَ أَوْ تَصَلَّفَ لَا يَلِيقُ

(اس کے باوجود) اگر کوئی بے خودی (کی کیفیت) میں کسی (آفتاب جیسی روشن و منور) چیز (کے اوصاف) کو بیان کرنا چاہے، تو خواہ وہ تکلف سے کام لے یا طویل کلام سے اُس کی حقیقت کو وہ کبھی بیان نہیں کر سکے گا۔

لیک بہر حق صحبت سا لھا

باز گویم شمعِ ز اں حالھا

لیکن سا لھا سال کی صحبت (فیض اثر) کے شکر یہ میں اُن حالات سے کچھ نہ

کچھ پھر بھی بیان کر دینا چاہئے۔

تازمین و آسماں خنداں شود

عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود

تا کہ زمین و آسمان (اس بیان سے) خوشی میں کھل اٹھیں اور عقل، روح اور

آنکھیں سو گنار روشن ہو جائیں۔

مدح تو حیف است در زندانیاں

می کنم در مجمع روحانیاں

(اپنے نفس کے) قیدیوں کے سامنے تیری مدحت و توصیف حیف

ہے (مناسب نہیں) مناسب یہ ہے کہ تیری تعریف اہل روحانیت کے سامنے کروں۔

مادح خورشید مداح خود است

کہ دو چشم روشن و نامرد است

آفتاب کی تعریف کرنے والا خود اپنی (بصارت کی) تعریف کرتا ہے کہ میری

دونوں آنکھیں روشن ہیں آفت زدہ نہیں۔

ذمّ خورشید جہاں ذم خود است
 کہ دو چشم کور و تار یک و بد است
 آفتاب کی مذمت کرنا اپنی مذمت کرنا ہے کہ میری آنکھیں بصارت سے
 محروم اور بے کار ہیں۔

پس خوش آں باشد کہ سر دلبراں
 گفتہ آید در حدیث دیگران
 پھر کتنا اچھا ہے کہ محبوبوں کی بات (تعریف) دوسروں لوگوں کی زبان سے
 ادا کی جائے۔

پس تو اینجامدح آں یار نگار
 در مضامین قصصہا گوش دار
 پھر اب تو اُس خوبصورت محبوب کی مدحت کو قصوں کے مضامین میں کان
 لگا آسن لے۔

اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

وَ كَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنَبِّئُ بِهِ فُؤَادَكَ
 ”اور رسولوں کی خبروں میں سے وہ سب باتیں ہم آپ پر بیان فرماتے ہیں
 جن سے ہم آپ کے قلب مبارک کو ٹھہرائیں۔“ (یعنی بزرگوں کی باتیں تسکین قلب کا
 باعث ہوتی ہیں)

اور سید الطائفة حضرت ابوالقاسم الجنید البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:

”حِكَايَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِنْ جُنْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ“

یعنی حکایاتِ مشائخ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں یعنی اُن کا فیضانِ دلوں میں اتر جاتا ہے۔

چونکہ شد خورشید و مارا کر دواغ

چارہ نبود بر مقاش از چراغ

جبکہ وہ آفتابِ ولایت ہم کو دواغِ مفارقت دے کر غروب ہو گئے۔ اب ان

کے قائم مقام چراغ کام نہیں دے گا۔

چونکہ شد از پیش دیدہ وصل یار

نائب یاد ازاں ماں یادگار

اب کہ ہماری آنکھوں کے سامنے سے محبوب کا وصلِ رخصت ہوا، ہمارے

لئے ان کی یادان کے دیدار کا نائب بن کر ساتھ ساتھ ہے۔

چونکہ گل بگوشت و گلشن شد خراب

بوئے گل را از کہ یا بیم از گلاب

جبکہ پھول کی بہار ختم ہو گئی اور گلشن ویران ہو گیا تو اب ہم پھول کی خوشبو کس

سے پائیں؟ (ہاں) عرقِ گلاب سے۔

چوں خدا اندر نیاید در عیاں

نائب ہند ایں پیغمبراں

جب اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں مشکل ہے تو حضراتِ انبیاء کرامِ علیہم

الصلوات والتسلیمات اللہ تعالیٰ کے نائب (تو موجود) ہیں (لہذا انہی کے دیدار سے آنکھیں منور کریں)۔

نے غلط گفتہ کہ نایب یا منوب
گرد و پنداری قبیح آید نہ خوب

نہیں! نہیں! میں غلط کہہ گیا! نایب یا اصل (حقیقت میں ایک ہی ہیں) اگر دو مانے
جائیں تو اچھی بات نہیں (کیونکہ صوفیائے کرام کی نظر میں وجود حقیقی صرف ذات واحد کا ہے
باقی سب اسکے مظہر ہیں)

وہ چراغ حاضر آئید درمکان
ہر یکے باشد بصورت غیر آں

(اچھا! اس بات کو سمجھنے کے لئے آپ یوں کریں کہ) دس چراغ ایک ہی جگہ میں
روشن کیجئے، ہر چراغ دوسرے سے شکل میں (اگرچہ) جُدا نظر آئے گا۔

فرق نتواں کرد نورِ ہر یکے
چوں بنورش روئے آری بیشکے

لیکن جب آپ اُن کے نور کو ملاحظہ کریں گے تو آپ اُن میں سے ہر ایک
کے نور میں فرق نہیں کر سکیں گے۔

أَطْلُبُ الْمَعْنَى مِنَ الْفُرْقَانِ قُلْ
لَا نَفْرَقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلٍ

اس حقیقت کو قرآن مجید سے پوچھئے! (فرماتا ہے اے محبوب!) تم فرمادو ہم
رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

(اس تمہید کے بعد آئیے اب اُس محبوب کے ذکرِ خیر سے لطف اندوز ہوتے ہیں)

خصائل و شمائل:

آنحضرت، عمدۃ الاصفیاء، سلطان الاولیاء، زبدۃ الاتقیاء، خواجہ، خواجگان، سیدنا و مولانا، محبوب اللہ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، اصل بمقام فردیت، الشیخ خواجہ خدا بخش الملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ آپ اِفْعَل (یہ کر) اور لا تَفْعَل (یہ نہ کر) صراحت کیساتھ کسی کو حکم یا منع نہیں فرماتے تھے، بلکہ اکثر اوقات حکایات و اشعار و قصص میں (اُس کام کی اچھائی یا بُرائی) بیان فرمادیتے نہ کہ آیات و احادیث کے ضمن میں، (یعنی اُس کی اچھائی یا بُرائی قرآن حدیث سے بیان نہ کرتے)۔ اس لیے کہ اگر کوئی جہالت کی وجہ سے انکار کر بیٹھے تو کہیں کافر نہ ہو جائے اور اس لیے بھی کہ ہر خاص و عام کو اس سے فیض مل جائے۔

اور رہے اُنھیں (خاص الخاص لوگ) ان کو تو (قال کی حاجت ہی نہیں بلکہ) حال ہی کافی ہے۔

چنانچہ صاحبِ مثنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

پندِ فعلی خلق راجد اب تر

کردار (حال) سے نصیحت کرنا مخلوق کو زیادہ فائدہ مند رہتا ہے

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اوقات کو طالبانِ حق کیلئے وقف کر رکھا تھا، آپ وقت اور مخلوق کے حالات کی مناسبت سے قصص و اشعار کے ضمن میں لوگوں کو پند و نصیحت فرماتے اور جب فارغ ہوتے تو اپنے اور ادو طائف میں مشغول ہو جاتے۔

آپ لوگوں کی گفتگو کے وقت خاموشی کو پسند فرماتے اور مجلس میں (رہ کر بھی) خلوت نشین ہوتے تھے۔

آپ کبھی کسی حاجت مند کو یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ بیٹھ جاؤ میں اور ادوٹائف سے فارغ ہو لینے کے بعد آپکی حاجت روائی کی طرف سعی (توجہ) کرونگا بلکہ آپ ہمیشہ طالبانِ (حق) کیلئے حاضر رہتے۔

آپ کبھی بھی اپنے لئے مکلف لباس تیار نہ کرواتے تھے اور نہ ہی خورش (کھانے، پینے) میں تکلف فرماتے اور نہ کبھی اپنی ذات کیلئے (مرض) میں دوائی لیتے اور روئی سے بنا ہوا کپڑا زیب تن فرماتے، سردی کے موسم میں (بدن کو حرارت دینے کیلئے) آگ سلگانا آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔

اور توحیدِ حالی آپ کے سوا میں نے کسی میں نہیں دیکھی کیونکہ جب آپ دوسرے کو تکلیف میں دیکھتے تو خود کو تکلیف زدہ تصور فرماتے اور اگر کسی کو نفع میں دیکھتے تو خود کو نفع میں تصور فرماتے، (جیسے کہ تمام مخلوق آپ ہی کے اجزاء ہیں) یوں تمام اولیاء و صالحین کے ہمہ احوال (اچھے کام) آپ کی ذات میں جمع تھے۔

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیکھنے سے (ولایت کے) جھوٹے دعویدار اپنے دعوے سے رجوع کر لیتے تھے کیونکہ آپ کا وجود (مسعود) آئینہ تھا (اور) آئینہ میں ہر کوئی اپنے ہی احوال کا مشاہدہ کرتا ہے (چونکہ اُنکے احوال فاسدِ عیوب سے پُر ہوتے تھے اور اُنکو اپنے احوال کی برائی نظر آ جاتی تھی لہذا وہ انکی اصلاح کر لیتے تھے۔)

آپ کا وجود گرامی سراپا کرامتِ الہی تھا۔ لَا أَذْكَرُ مِنْكَ إِلَّا الْجَمِيلَ

وَلَمْ أَرِ مِنْكَ إِلَّا التَّفْضِيلَ آپکا حال تھا (یعنی ہر چیز میں جمالِ الہی کا تذکرہ فرماتے اور اللہ تعالیٰ

کی فضیلت و بزرگی کا مشاہدہ فرماتے)

تمام عالم آپ کے سامنے بمنزلہ آئینہ (جمالِ الہی) تھا، آئینوں (مخلوق) کی

ثناء کے ضمن میں اللہ تعالیٰ مشہود و موجود کی ثناء کرتے تھے۔ (یعنی) تمام عالم کو جمالِ حقیقی کا آئینہ دیکھتے تھے جیسا کہ (آپ نے وحدت الوجود پر لکھی گئی اپنی تصنیف لطیف) ”توفیقیہ شریف“ میں فرمایا ہے کہ عاشقِ حقیقی جب کسی طرف نظر اٹھاتا ہے تو پکار اٹھتا ہے کہ اس صورت میں ذاتِ مقدس جلوہ گر ہے (یعنی اسکی صفاتِ کمال کا ظہور ہے، گویا کہ) عاشقِ حقیقی ذاتِ مقدس جل مجدہ سے کسی حال میں بھی غافل نہیں رہتا، اور ”توفیقیہ شریف“ آپکا حال تھا نہ کہ صرف گفتگو، کیونکہ ایسی (باکمال) گفتگو محال (ناممکن) ہے (یعنی جب سالک ذاتِ احدیت میں فنا ہو کر بقاء کو پالیتا ہے تو اُسے اپنی بھی خبر نہیں رہتی، پھر وہاں گفتگو کیسی؟) اور جو شخص بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوا وہ جانتا تھا کہ ”توفیقیہ شریف“ آپکا حال ہے نہ کہ محض قال۔

ذوقِ سماع:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو سریلی آوازوں کے سننے کی حاجت نہ تھی کیونکہ آپ اُن کے سنے بغیر بھی ذوق و وجد میں رہتے تھے اور اگر کبھی سنتے بھی تو دوستداروں کی خوشنودی اور اصحاب کی موافقت میں سن لیتے تھے۔

اور آپ کے ظاہری اطوار و عادات دیکھنے کے سبب مخلوق آپ کے باطنی کمالات، سکرو وجد دیکھنے سے محروم تھی گویا کہ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ”اشعۃ النعمات شرح مشکوٰۃ“ میں ذکر کیا گیا درجہ ذیل شعر آپ پر صادق آتا تھا۔

مِنْ كُلِّ مَعْنَى لَطِيفٍ اَمْتَلِي قَدْحًا
وَ كُلُّ نَاطِقَةٍ فِي الْكُوْنِ تَطْرُبُنِي

ہر پُر لطف کلام سے میں اپنا جام پُر کر لیتا ہوں اور کائنات کے ہر کلام سے حظ

اُٹھاتا ہوں

(یعنی جب عاشق صادق اپنے محبوب حقیقی کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے تو پھر اس کا تصور مخلوق کے افعال کی بجائے اپنے محبوب حقیقی کے افعال (تخلیق و تصرف وغیرہ) کی طرف ہو جاتا ہے پھر اس پر حالتِ ذوق و وجد نازل ہوتی ہے جیسا کہ روایت مشہور ہے کہ حضرت سلطان المتوکلین خواجہ خواجگان الشاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کسی علاقے سے اپنے خلفاء کرام کے ساتھ گزر رہا تھا ایک عورت گانے والی رقص کر رہی تھی جو نہی آپ کی نظر اچانک اس پر پڑی آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب آپ ہوش میں آئے تو خلفاء نے اس کیفیت کی بابت سوال کیا آپ نے ارشاد فرمایا:

”اس سے میں نے تین سبق حاصل کئے

(۱) جب وہ اپنی ایڑی زمین کی طرف مارتی تھی تو اس آیت کی طرف اشارہ کرتی تھی:

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى

ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا فرمایا پھر اسی میں داخل کریں گے اور پھر اسی سے

تمہیں اُٹھائیں گے۔

(۲) جب وہ گول چکر لگاتی اور گھومتی تھی تو اس طرف اشارہ کرتی تھی کہ دُنیاوی زندگی

کے ایام بہت مختصر ہیں۔

(۳) جب اُنکلی اوپر اُٹھاتی تھی تو گویا یوں کہتی تھی

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ (اضافہ از مترجم)

وسیع النظر فی:

اور اگر کوئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی بد خوئی اور سخت مزاجی کے سبب ناراض

ہوتا (تو آپ جو اب اس پر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے بلکہ دیکھتے) اگر تو اُس کا غصہ اس وجہ سے ہوتا کہ اس نے آپ کے کلام کو نہیں سمجھا تو آپ اسی بات کو اپنے کسی محبوب غلام سے کہہ دیتے، تاکہ وہ معترض اس بات سے (بغیر کہے) باخبر ہو جائے (یوں آپ اپنے مخالف) پر بھی انعام اور اکرام فرمایا کرتے تھے، (ایسا انعام اور حسن سلوک جو کہ) کسی نے اپنے دوستوں کے ساتھ بھی نہ کیا ہوگا۔۔۔

اور فرماتے تھے۔۔۔

ہر کہ مارا رنجہ دار در احتش بسیار باد

ہر کہ مارا دوست نبود ایزد اور ایار باد

جس کسی نے بھی ہم کو غمگین کیا اُس کو راحت بہت ہو، جو بھی ہم کو دوست نہ

جانے (دشمنی کرے) اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہو۔

ہر کہ اندر راہ من خارے نہد از دشمنی

ہر گلے کز باغ عمر بشکفد بے خار باد

جو بھی ہمارے راستے میں دشمنی کی وجہ سے کانٹے رکھے، اسکی زندگی کے باغ

کا ہر پھول بے خار ہو۔۔۔

اسوہء حسنہ کی پیروی:

اور آپ لوگوں پر انعام و احسان بکثرت فرمایا کرتے، حتیٰ کہ نالائق لوگ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (احسانات کے اسی وجہ سے) منکر ہو جاتے (کیونکہ ان کا مقصد

صرف اور صرف دنیا ہوتی، جب کبھی اس سے محروم رہتے تو زبان درازی سے کام لیتے۔)

گویا آپ رحمتِ عالم، رسولِ مکرم، نبیِ محتشم، حبیبِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے اخلاقِ حسنہ کا نمونہ تھے، کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (بعض اوقات) اگر کبھی بدویوں (دیہاتیوں) کو ابشیر (خوش خبری لو) فرماتے اور تبرک عطا فرماتے تو وہ جواب میں کہتے کہ آپ نے ابشیر بہت کہہ لیا اب ہمیں دنیا کے مال سے نوازیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بشارت کو رد کر دیتے (معاذ اللہ) تو حضور پر نور، شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہی بشارت دوسرے لوگوں کو (جو آپ کے مقرب ہوتے) عطا فرما دیتے۔

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ:

ایک اعرابی (بدوی) نے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بشارت (یعنی تبرک) کو رد کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری و حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا کہ تم اس پانی کو جو میرے وضو کا مستعمل ہے اور اس میں لعابِ دہن شریف بھی ہے پیو! اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈال لو (اور انہوں نے ایسا ہی کیا)

خلاصہء کلام یہ ہے کہ محبوب اللہ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، الشیخ خواجہ خدا بخش الملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کا کامل نمونہ تھے۔

مسکینوں کو محبوب رکھنا:

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکینی اور مساکین کو محبوب رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک دن میرے استاد محترم نے میری کتاب پر لکھا کہ ”یہ کتاب مسکین خدا بخش کی ملکیت ہے“ تو یہ بات مجھے بہت پسند آئی۔

گویا کہ آپ زبانِ حال سے اس حدیث کو تلاوت فرما رہے تھے۔
 اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَسْكِينًا وَأَمِتْنِي مَسْكِينًا وَأَحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ.
 اے اللہ! (جل شانہ) مجھے دنیا میں مسکینی کی زندگی عطا فرما اور وفات بھی
 مسکینی کی حالت میں نصیب فرما اور مجھے قیامت میں بھی مسکینوں کے زمرہ (گروہ)
 میں جمع فرما۔

تعلیم و تدریس سے الفت و محبت:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تدریس و تعلیم میں اتنے مشغول رہتے کہ آس پاس کے
 شہروں میں کوئی عالم ایسا نہ تھا جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ
 شرفِ تلمذ نہ پایا ہو۔

اور جب (آخری عمر شریف) میں ضعف کی وجہ سے قوتِ تدریس نہ رہی تو
 تب بھی آنے والے زائرین کی حاجت روائی اور اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد
 اکثر اوقات ”توفیقیہ شریف“ (یہ حضرت محبوب اللہ فانی فی اللہ باقی باللہ الشیخ خواجہ خدا بخش
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وحدت الوجود پر بے نظیر تالیفِ لطیف ہے) کی املاء میں مشغول رہتے اور
 عوام کی ترغیب کیلئے علمائے حقیقت و علمائے شریعت کے کلام میں تطبیق و توفیق دینے
 کیلئے کچھ علماء کو منتخب کرتے اور فرماتے کہ اسکی تصحیح کرو۔ پھر ان (”توفیقیہ شریف“
 کے) مسودات کو عوام تک پہنچاتے۔

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوششِ بلیغ کے سبب آپ کی تصنیفِ لطیف
 ”توفیقیہ شریف“ بعض لوگوں کے لئے تو مقصود کے حاصل ہونے کا ذریعہ بنی اور
 بعض لوگوں کو اہل اللہ پر انکار سے رکاوٹ کا باعث بنی اور بعض لوگ اسی طرح تفرقہ

ضلالت میں بھٹکتے رہے۔ (اور اس کے فیض سے محروم رہے)

جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا

”وہ گمراہی میں ڈال دیتا ہے بہت سے لوگوں کو اس (قرآنِ پاک میں بیان

شدہ مثالوں) سے اور ہدایت دیتا ہے بہت سے لوگوں کو اس سے“

اور آخری عمر میں جبکہ آپ کی قوتِ گویائی ضعیف ہو گئی اور علمائے ظاہر اور اُنکے

علاوہ بہت سے دیگر لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے محروم ہو گئے تو جو لوگ آپ کی

خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتے اُن سے فرماتے عوام کے افسانے اور قصے مجھے سناؤ!

تا کہ خواص و عوام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی برکت سے ان افسانوں ہی سے اپنے

مقصود کی خوشبو پائیں اور آپ انہیں باتوں کے دوران یہ شعر پڑھا کرتے۔

عالم بخیا لے خوش و والہ بجنون

كُلُّ حِزْبٍ بِمَالِدٍ يُهَمُّ فَرِحُونَ

عالم اپنے خیال میں خوش ہے اور عاشق اپنے جنون میں، ہر گروہ اپنی سوچ

و فکر (یعنی اپنے مسلک و مذہب) میں خوش رہتا ہے۔ (یعنی علمائے ظاہر افسانوں قصوں کو

افسانے قصے ہی دیکھتے ہی اور اہل اللہ ہر چیز میں اپنے محبوبِ حقیقی کی صفاتِ کمال کا مشاہدہ کرتے ہیں)

غلبہء استغراق:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان آخری ایام میں اس طرح عالمِ استغراق میں ہوتے

تھے کہ کم فہم لوگ اپنے قصورِ فہم کی وجہ سے اسے نیند یا غشی کا نام دیتے تھے۔

مقام تسلیم ورضا:

اور بسبب تسلیم ورضا آپ کی کیفیت وہ ہوتی تھی جیسا کہ حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث الاعظم، محی الدین، پیر دستگیر، السید الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان اہل اللہ کے بارے میں ہے کہ:

”الافات تنزل علیہم و ہم قعود کالجبال الرواسی تنزل الیہم و علیہم و ہم ينظرون الیہا بعین الصبر و الموافقة ترکوا الاجساد للبلایا و طاروا الی الحق عزوجل بقلوبہم فہم خیم بلا رجال اقفاص بلا طیور“

”ان پر آفات کا نزول ہوتا ہے اور وہ مضبوط پہاڑوں کی مانند ثابت قدم رہتے ہیں، ان پر آفات کا نزول ہوتا ہے اور وہ ان کی طرف صبر و موافقت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہوتے ہیں، اپنے اجسام کو آفتوں کیلئے وقف کر دیتے ہیں اور خود اپنی ارواح کیساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کر جاتے ہیں، پس (گویا کہ) انکے اجسام بسنے والے لوگوں سے خالی خیمے اور پرندوں سے خالی پنجرے ہوتے ہیں“

واذا تصاعدت النفوس علی الهوی

فالخلق یضرب فی حدید بارد

اور جب ارواح طیبہ اپنی طلب حقیقی کی طرف عروج کر جاتی ہیں (تو پھر انکے اجسام کو تکلیف پہنچنا اس طرح ہے) جیسا کہ مخلوق ٹھنڈے لوہے کو کوٹے کہ اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا (یعنی وہ اپنے محبوب حقیقی کے مشاہدے کے ذوق میں صبر و استقلال کا مجسمہ بن جاتے ہیں پھر انہیں کسی قسم کی تکلیف کا احساس تک نہیں ہوتا) اور یہ خواص اولیاء کی کرامت ہے جیسا

کہ حضرت شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا ہے اور آپ سے حضرت عارف باللہ مولانا عبدالرحمن جامی نے ”نجات الانس“ میں نقل فرمایا ہے۔

دین آسانی کا نام ہے:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ جب آپ کسی میں رشد و ہدایت اور اہل اللہ سے دوستی کی معمولی رغبت مشاہدہ فرماتے تو ارشاد فرماتے اگر کوئی تم سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جسے تم جانتے ہو تو ضرور اُسے آگاہ کر دیا کرو۔ اسی طرح آپ سے اگر کوئی اور ادو و طائف کی اجازت طلب کرتا تو آپ ان کے بتانے میں بخل نہیں فرماتے تھے بلکہ اوراد کے پڑھنے میں قیودات اور پرہیزوں کی پابندی نہیں لگاتے تھے تاکہ پڑھنے والوں پر دشواری نہ ہو کیونکہ (حدیث شریف میں) وارد ہے:-

إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَ الدِّينَ أَحَدًا إِلَّا غَلَبَهُ

”بے شک دین آسانی کا نام ہے اور کوئی دین کو اپنے پر مشکل نہیں کرے گا

مگر یہ کہ وہ اُس پر غالب آجائے گا“

صاحب ”مجمع البحار“ نے اسکی شرح میں لکھا

ای لا يتعمق احد في الدين بترك الرفق الا عجز عن عمله كله او بعضه

”یعنی دین میں نرمی کو چھوڑ کر باریکیوں کی طرف کوئی کوشش نہیں کرتا مگر یہ

کہ وہ اسکے کل یا بعض پر عمل کرنے سے عاجز رہتا ہے“

اور یہ بھی وارد ہے:

يَسْرُ وَاوَلَا تُعَسِّرُ وَاوَسَّكُنُوا وَاوَلَا تُنْفِرُوا

”آسانی پیدا کرو اور مشکل میں نہ ڈالو اور اطمینان دلاؤ نفرت نہ دلاؤ“

اور فرماتے تھے:

باطل است آنچه مدعی گوید

خفته را خفته کے کند بیدار

”مدعی کا یہ کہنا باطل ہے کہ سویا ہوا سوائے ہوئے کو بیدار کیسے کر سکتا ہے“

(یعنی وہ شخص جس میں لیاقت نہ ہو وہ دوسرے بے لیاقت لوگوں کو راہِ راست پر کیسے لا

سکتا ہے حدیث شریف کی رو سے جو کہ صحاح ستہ کی بعض کتابوں میں مروی ہے یہ مفہوم صحیح نہیں

کیونکہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بعض اوقات اللہ تعالیٰ اس دین کو فاجر مرد کے

ساتھ بھن قوت عطاء فرماتا ہے)

کمال انکسار:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

”میری مثال حجرِ اسود کی سی ہے کہ لوگ اُسے بوسے دیتے ہیں اور وہ خود سیاہ ہے“

ایک دن ریحان نامی فقیر ننگے سر اور ننگے پاؤں چل رہا تھا اور لوگوں کو اپنی

بیعت کی طرف بلاتا جاتا تھا (ساتھ ہی تعجب خیز بات یہ ہے کہ) رنڈیوں وغیرہ کے گھر میں

داخل ہو گیا اور بدنام ہوا، اُسی کا ایک مرید (اس سے بدظن ہو کر) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گیا۔

جب اُسے اس بات کا علم ہوا تو حضرت مولوی علی مردان صاحب کو جو کہ

اس کا تب الحروف (حضورِ اعلیٰ، قانی فی اللہ، خواجہ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اساتذہ میں

سے تھے اور مجذوبوں وغیرہ سے بہت عقیدت رکھتے تھے، ان کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خدمت میں بھیجا کہ آپ نے میرے مرید کو اپنا مرید کیوں کیا؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میں ہر کسی کو ایمان و شریعت کے ساتھ بیعت کرتا ہوں مرید تو آپ ہی کرتے ہیں اور پیر بھی آپ ہی ہیں، میں تو کسی کو کلمہ شریف اور کسی کو درود شریف پڑھنا بتاتا ہوں جس کا مجھے میرے پیر صاحب (حضرت محبت اللہ المتعال، نائب قبلہ، عالم، شیخ الاولیاء، عمدة الازکیاء، خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ارشاد فرمایا ہے۔

آنے والے زائرین کا احترام:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادات مبارکہ میں سے یہ بھی تھا کہ جب کوئی آپ کے مریدین میں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کیلئے کچھ دنوں کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اس کے احترام میں کھڑے ہو جاتے اور اس کی رنج و مشقت (تھکان وغیرہ) کی بہت تلافی فرماتے، چنانچہ وہ سفر کی رنج و کلفت کو بھول جاتا اور خوش ہو جاتا۔

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا:

جب یہ کاتب الحروف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا تو فرماتے مرحبا! مرحبا!

آمدی و آمدنت بسیار خوش است

دیدن روئے تو عجب دلکش است

”آپ آئے آپ کا آنا بڑی خوشی کی بات ہے، آپ کا چہرہ دیکھنا کتنا دلکش

ہے“ (آپ نے مہربانی کی جو چلے آئے)

جب تک یہ کاتب الحروف شادی شدہ نہیں ہوا تھا تو سفر و حضر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتا تھا، جب شادی ہو گئی تو پھر بھی ہر سال دو مرتبہ آپ کی خدمت میں خیر پور شریف حاضری دیتا تھا، اور دورانِ اقامت آپ کی خدمت میں حاضر رہتا جب آپ رخصت عطا فرماتے تو میں ملتان چلا آتا۔

البتہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری عمر میں مجھے سات ماہ میں تین بار آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف نصیب ہوا اور غالباً اس کاتب الحروف کو ہر بار تین روپے عنایت فرماتے اور فرماتے: ”یہ تمہاری سواری کا کرایہ ہے“

تحائف عطا کرنا:

اور اگر میں کوئی کمبل یا کتاب خریدتا تو اُسکی قیمت بھی از خود عنایت فرماتے اور جب بھی یہ کاتب الحروف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا بازار وغیرہ میں سیر نہ کرتا بلکہ آپ کے آستانے پر ہی مقیم رہتا۔

کوئی دوسرا کام مجھے خیر پور شریف میں نہیں ہوتا تھا، ہاں! اگر آپ کسی کام کا حکم دیتے تو میں اس کام کو چلا جاتا اور اگر کبھی ”توفیقیہ شریف“ پڑھنے کا حکم فرماتے تو میں اُسے پڑھتا اور اگر کسی کتاب کے لکھنے کا حکم فرماتے تو اُسے تحریر کرتا لیکن کبھی بھی فراخی، رزق وغیرہ کا آپ سے سوال نہیں کیا، ہاں! اگر آپ خود میری طلب کے بغیر عطا فرماتے تو قبول کر لیتا۔

میں تو محبوب کے وصال کا طلب گار ہوں:

ایک بار یوں ہوا کہ قبل از رشتہء ازدواج آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنی خدمت میں چند دن مزید رہنے کا حکم فرمایا میں نے عرض کی جی حضور! جب دو تین دن

گذر گئے میں نے پھر رخصت طلب کی تو آپ نے رخصت دے کر فرمایا:

أُرِيدُ وَصَالَهَ وَيُرِيدُ هَجْرِي

فَاتْرُكْ مَا أُرِيدُ لِمَا يُرِيدُ

میں تو محبوب کے وصال کا طلب گار ہوں لیکن وہ فراق کا، پھر مجھے اپنی خوشی

اس کی خوشی پر قربان کرنی پڑتی ہے۔

ہجرے کہ بود رضائے محبوب

از وصل ہزار بار بہتر

کیونکہ وہ فراق جسے محبوب پسند کرے، وصال سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

یہ سن کر میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور میں نے واپسی کا ارادہ ملتوی

کر دیا۔

میرے حسب و نسب اور علم سے لوگوں کو آگاہ فرماتے:

اور یہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ جب معتبر لوگوں میں

نشست فرماتے تو ان کو میرے حسب و نسب اور علم سے آگاہ فرماتے، حتیٰ کہ لوگ مجھ

سے عقیدت کرنے لگتے، نیز میرے آباؤ اجداد کے محاسن و اخلاق اور تعلقات کا ذکر

فرماتے جو ان کے اور آپ کے درمیان تھے۔

اگر کچھ رقم ہو تو بطور قرض مجھے دے دو:

میری ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے رقم بھی عطا

فرماتے، نیز جب کسی کی حاجت روائی کیلئے آپ کو رقم کی ضرورت پیش آتی تو فرماتے

”اگر کچھ رقم ہو تو بطور قرض مجھے دے دو میں واپس لوٹا دوں گا“ میں عرض کرتا:

مالِ عالمِ ملکِ تست و مالکانِ مملوکِ تو

باوجودِ بے نیازی و اقرِ ضو اللہ گفتہ

(اے اللہ!) جہان کے تمام اموال تیری ملکیت ہیں اور سب مالک تیرے

مملوک، اس شانِ بے نیازی کے باوجود خود تو نے فرمایا ”اللہ کو قرضِ حسنہ دو“

(اگرچہ یہ شعر اللہ تعالیٰ کی ثناء میں ہے لیکن حضورِ اعلیٰ، فانی فی اللہ، باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اسکی نسبت حقیقی والے مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجازاً عرض کی کہ میں آپکا غلام اور میرا مال سب

کچھ آپ کی ملکیت ہے، پھر بھی آپ قرض فرماتے ہیں اس میں فقیر کی عزت افزائی ہے)

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے یہ کیسی بات کہتے ہو۔

بیماری کی حالت میں آپ کی شفقت:

نیز یہ بھی ایک مرتبہ ہوا کہ مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ عالیہ پر سخت

بخار نے آلیا اور میں شدتِ بخار کی وجہ سے ایک کونے میں غشی کی حالت میں بے

طاقت ہو کر سویا ہوا تھا، آپ نے جب میری یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو یوں شفقت

فرمائی کہ میری صحت کیلئے علماء کو جو قرآن صحیح پڑھتے تھے جمع فرما کر ختم قرآن مجید

کراویا، ایک بکری بھی ذبح کی اور گلے میں پہننے کیلئے تعویذ بھی عنایت فرمایا اور

(پروردگارِ عالم کے حضور عرض کی) ”اے میرے مالک! یہ ہمارے پاس بطورِ امانت ہے

اس کو خیر و عافیت کے ساتھ (اپنے گھر) ملتان شریف پہنچا“

(الحمد للہ!) اسی دن یا دوسرے دن صحت و عافیت نصیب ہوئی، (نیز میری

بیماری کے ایام میں) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ^{منظمین} آستانہ کو حکم دے رکھا تھا کہ ان کو

خوراک و دوائی وغیرہ جس چیز کی ضرورت ہو بہم پہنچائیں۔

اور یہ شرف بھی فقیر کو حاصل تھا کہ ماہِ رمضان المبارک میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تراویح میں ختم قرآن سناتا تھا اور اگر کبھی میں ماہِ مبارک میں بیمار ہوتا اور روزے کی پکی نیت نہ ہوتی تو فرماتے ”یہ کہو کل میں روزہ نہیں رکھوں گا“۔

(تا کہ صراحتاً نیت کی نفی ہو جائے، کیونکہ ہر مسلمان ماہِ رمضان شریف میں دل میں روزہ رکھنے کی نیت رکھتا ہے اور ہو سکتا تھا دورانِ روزہ بیماری کی وجہ سے خوراک یا دوائی وغیرہ کی حاجت پڑے اور مذکورہ نیت کی وجہ سے روزہ توڑنے سے کہیں کفارہ لازم نہ آجائے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیماری ایسی ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے روزہ توڑنے کی شرعی طور پر اجازت نہیں ہوتی اور آدمی روزے کو دوائی وغیرہ سے توڑ دیتا ہے تو پھر کفارہ لازم آجاتا ہے، اس خطرے کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ حکم فرماتے کہ رات کو صبح صادق سے پہلے نیت کی نفی کر لو تا کہ اگر روزہ توڑنا ہی پڑے تو چونکہ رات سے صراحتاً نیت نہیں ہوگی اس لیے کفارہ لازم نہیں آئے گا، کیونکہ کفارہ لازم آنے کی ایک شرط رات سے نیت ہونا بھی ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم أعلم بالصواب)

مشارِقُ الانوارِ یاد کرنے کی تلقین:

اور شروع ہی سے چونکہ اس کاتب الحروف کو علم حدیث کیساتھ محبت تھی تو ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے عرض کی اور پوچھا حضور! مجھے حدیث شریف یاد کرنے کا شوق ہے، آپ کونسی کتاب کا انتخاب فرماتے ہیں جس کو میں یاد کروں اور پڑھوں؟ آپ نے بطور حکایت فرمایا:

(فخر الاولیاء، خواجہ خواجگان) حضرت مولوی محمد فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صاحب کو ”مشارِقُ الانوار“ حدیث کی مشہور کتاب یاد تھی، نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت مولوی محمد فخر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کتاب کی شب کو تلاوت فرماتے تھے، وہ

بھی اس صورت میں کہ چراغ کو پس پشت فرمالتے۔

اسی دن سے جبکہ آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی میں نے مذکورہ کتاب ”مشارق الانوار“ کو یاد کرنا شروع کر دیا، ہوتا یہ کہ کبھی اس کو یاد کرتا تو کبھی اس کی سات منزلیں بنا کر ہر دن میں ایک منزل پڑھتا اور کبھی تیس پارے تیس دن میں مکمل کرتا۔

آداب معاشرت سکھاتے:

اور (جب کبھی) یہ کاتب الحروف حجرہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھا ہوتا اور آپ مجھے کسی کام کیلئے بلانا چاہتے تو اس طرح آواز دیتے ”عبید اللہ!“ میں جلدی سے بھاگ کر آتا تو فرماتے آہستہ آہستہ اور (ساتھ ہی) آداب بھی تعلیم فرماتے۔

ایک دن اس کاتب الحروف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور میاں محمد بخش کبسوہ مرحوم کے درمیان جو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدمت گاروں سے تھا کسی ایک بات میں ترش کلامی ہو گئی اور اُس نے مجھے ایک بات ایسی کہی جس سے مجھے غصہ آیا اور میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس کو عرض کیا، آپ نے اسے بلا کر اتنا ڈانٹا اور تنبیہ فرمائی کہ مجھے شرم آئی، چنانچہ میں نے اسی دن توبہ کر لی کہ آئندہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ذات کے متعلق بے ذوق نہیں کروں گا اور مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اسی روز سے میں نے حتی المقدور لڑنا جھگڑنا چھوڑ دیا، اور چونکہ اس فقیر کے مزاج میں ابتداءً غصہ بہت ہوتا تھا تو اس میں بھی رفتہ رفتہ فرق پیدا ہو گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فقیر کو فرمایا کرتے تھے۔

سنگھتر امت ہو جن

آسیب میٹھی کے موں بیٹھ

ترش نیبوساں ہی

گٹھی کو لے کرنا ہی کیا

یعنی ہر وقت خوش مزاج بیٹھے رہا کرو، ملے جلے ترش بیٹھے یا خالص ترش

نہ ہوا کرو۔

جب کبھی میں خاموش ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی کے بارے میں ہی

نصیحت فرماتے اور جب مجھے کسی بارے میں گفتگو کرتا ہوا دیکھتے اور وہ میرے لئے

مناسب نہ ہوتی تو مٹھی بند کر کے اشارتاً خاموش رہنے کی تلقین فرماتے۔

ایک دن نمازِ صبح کے بعد آپ نے فرمایا:

مولوی عبد الرحمن (بھڈیرا) بہت بڑے عالم تھے، (اور) اس جہان سے

رحلت فرما گئے ہیں یہ کہہ کر آپ نے یہ رباعی پڑھی:

علمی کہ بعالم بود آموختہ گیر

مالے کہ بکیتی بود اندوختہ گیر

آموختہ اندوختہ سوختہ گیر

ناگاہ چراغ اجل افروختہ گیر

عالم کے تمام علوم سیکھ لو اور دنیا کے تمام مالوں کو جمع کر لو، پھر سب حاصل کیا

ہو علم اور مال جلا ڈالو پھر چانک موت کا چراغ روشن کر لو۔

اور فرمایا:

فَرَّقَ فَوْقَ الدَّرْسِ وَ حَصَلَ حَالاً

ضَيَّعَتِ العُمَرَ وَ لَمْ تَنْلُ إِلَّا مَا لَا

لَا يَنْفَعُكَ الْعَكْسُ وَلَا الْقَضُّ وَلَا

إِفْعَنْدَلُ يَفْعَنْدِلُ إِفْعَنْدَلًا لَا

علم حاصل کر لینے کے بعد استاد سے علیحدہ ہو کر حال حاصل کرنے کی کوشش کرو، ورنہ عمر ضائع کرو گے، اور مالِ دُنیا کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

تمہیں عکس اور نقض (یہ دونوں علم مناظرہ کی اصطلاحات ہیں) کچھ فائدہ نہیں دیں گے اور نہ ہی علمِ صرف کے صیغے اِفْعَنْدَلُ، يَفْعَنْدِلُ، اِفْعَنْدَلًا نیز فرمایا:

در طلب زن دائماً تو ہر دو دست

کہ طلب در راہ نیکور ہر راست

ہمیشہ طلب میں کوشش کرتے رہو، کیونکہ اچھی روش میں طلب راہنما کا کام

دیتی ہے۔

علوم منقولہ اور غیر منقولہ کی تعلیم کی ترغیب:

اور اس بے بیچ کو تدریسِ علم میراث (کی تلقین کرتے) جیسا کہ آپ نے مجھے اس کی تعلیم دی تھی اور تعلیم ”خلاصۃ الحساب“ ”شرح چغمینی“ ”پیست بابی“ ”اصطربلاب“ و ”کرہ“ کے رسائل اور ان کے نقشے بنانے اور تعلیم ”زیچ“ و ”شرح ہدایت الحکمتہ“ و تحریر ”اقلیدس“ کی ترغیب و وصیت فرماتے، کیونکہ یہ علوم متروک ہو چکے تھے اور لوگ ان کی تعلیم و تعلم میں سستی کا اظہار کرتے تھے، دوسری بات یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ علوم دشواری سے حاصل ہوئے تھے اس لئے آپ چاہتے تھے کہ دوسروں کو دشواری نہ ہو۔

اپنی زیارت کے لیے آنے والوں پر شفقت:

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ یہ بھی تھی کہ وہ زائرین جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور از روئے ادب دوزانو ہو کر بیٹھتے آپ از راہِ کرم اُن سے فرماتے ”آسانی سے بیٹھو، دشواری سے نہ بیٹھو“۔

پھر ایک دن اس کی وجہ بھی خود ہی ارشاد فرمائی کہ:

”ایک دن میں بھی ایک بے پرواہ شخص کی مجلس میں اسی طرح (دوزانو) بیٹھا تھا، اُنہوں نے میری طرف بالکل توجہ نہ دی، حتیٰ کہ میرے گھٹنے درد کرنے لگے، اور میں مجلس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پاؤں دراز نہ کر سکا (کہ کچھ سکون پاتا) اُس دن کی تکلیف کی وجہ سے میں لوگوں کو آرام سے بے تکلف بیٹھنے کو کہتا ہوں۔“

بے کاری کی مذمت:

نیز فرمایا کرتے:

بے کار مباح کچھ کیا کر!

خونِ دلِ عاشقانِ پیا کر!

(یعنی بے کاری میں نفس و شیطان کا راج ہوتا ہے اسی لئے فرمایا ”خونِ دلِ عاشقان

پیا کر“ یعنی اگر تو عاشق ہے تو ریاضت و مجاہدے کی تکلیف اٹھایا کر)۔

ابوسعید خراز کا عمل:

چنانچہ عارف باللہ، حضرت ملا عبد الرحمن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”نجات الانس“

(جو اہل اللہ کے حالات میں لکھی گئی مشہور تالیف ہے) میں حضرت ابوسعید خراز رحمہ اللہ تعالیٰ

سے نقل فرمایا کہ:

ایک دن ابو سعید خراز اپنی نعلین یا مشک یا چمڑے کا بستر وغیرہ سیتے جاتے پھر اس کو ادھیڑتے جاتے (ثُمَّ وَثُمَّ، بار بار یونہی کرتے) لوگوں نے گزارش کی کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں؟ (یعنی اسکی حکمت کیا ہے) فرمانے لگے ”اپنے نفس کو مشغول کرتا ہوں اس سے قبل کہ وہ مجھے کسی معصیت میں مشغول کر دے۔“

حضرت شیخ منصور حلاج کا قول:

نیز ”نفحات الانس“ میں (اسی طرح) حضرت احمد بن منصور حلاج سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ منصور حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک بار رات کے پچھلے حصے میں وصیت طلب فرمائی تو وہ فرمانے لگے ”اپنے نفس کو کسی نہ کسی کام میں مشغول کرو اس سے قبل کہ وہ تمہیں کسی نافرمانی میں مشغول کر دے۔“

حضرت شیخ ابو منصور گاؤ کلاہ کا قول و فعل:

اور ”نفحات الانس“ میں ہے کہ حضرت شیخ ابو منصور گاؤ کلاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دوست سفر میں گئے ہوئے تھے اور آپ فارغ تھے کہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں سے کسی ایک کی چار دیواری میں (جو خالی پڑی تھی) جا کر کنواں کھودنے لگے یہاں تک کہ پانی تک پہنچ گئے، جب کام مکمل ہو گیا تو دوسرا کنواں کھودنا شروع فرما دیا کسی نے ان سے کہا ”دیوانوں کی طرح کیا کر رہے ہیں؟“ فرمایا:

”اپنے نفس کو مشغول کر رہا ہوں قبل اس کے کہ وہ مجھے اپنے کسی کام میں مشغول کرے۔۔۔ مشائخ کا اسی طرح دستور رہا ہے۔۔۔“

حضرت شیخ ابو منصور گاؤ کلاہ کے قول کی شرح:

شراح ”فحاث الانس“ نے اس مقام پر لکھا:

”جان لو! کہ اربابِ نفس وہوا کو بصورتِ بیکار رہنا اچھا نہیں، کیونکہ نفس کی مثال بچے کی طرح ہے، اگر اسے جائز کام میں مشغول نہیں رکھو گے تو وہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا اور تم کو اس سے بدنامی وغیرہ اٹھانی پڑے گی۔

لیکن طالبانِ صادق کیلئے جن کی قوتِ طلب اُن کے نیک اشغال (نیک کاموں میں مصروفیت) کی وجہ سے کامل ہوتی ہے اُن کو فراغت کا ملنا ضروری اور کامیابی کا موجب ہوتا ہے، اور کاملین کو شغلِ جسمانی کبھی غلبہء معنیء جمع و وحدت (عالمِ بقاء) میں موجبِ کمال ہوتا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے فناء تامہ سے تنزل فرما کر ظاہری اشغالِ جسمانی (جو کہ شرعِ مطہرہ پر عمل کرنا ہے) کی طرف عود فرماتے ہیں (یعنی عالمِ سکر سے عالمِ صحو کی طرف لوٹتے ہیں) کیونکہ یہی ان کے لئے سببِ ازدیادِ احوال و ترقیء مراتب ہوتا ہے۔

اسی لئے تو حضور پر نور (سید یوم النشور، محبوب رب غفور) صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا:

كَلِمَتِي يَا حَمِيرَاء!

”اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مجھ سے باتیں کرو“

(وجہ اس کی یہ ہے کہ) عروجی کیفیت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نزول فرمانا

چاہتے تھے، تاکہ مباح کام میں امتِ مرحومہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فیضانِ سنت سے درجات میں ترقی حاصل کرے۔

البتہ بعض اوقات یہ کاملین عبادت میں کوشش اور کمالِ احتیاط اور اپنے نفس پر بدگمانی کرتے ہوئے کیونکہ وہ گمراہی کے دور گڑھے میں پھینکنے والا ہے، اربابِ نفس و ہوا کی طرح (بہ کمالِ عجز و انکسار خود کو کامل گمان نہ کرتے ہوئے) محافظتِ اوقات میں کوشش کرتے ہیں (کیونکہ) یہی چیز ان کو زیادتی، احوال (و ترقی و درجات) کا سبب بنتی ہے، چنانچہ حضرت شیخ ابو منصور رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ قول و فعل انہی دو جوہات کا تقاضا کرتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحیم اعطری کا عمل:

نیز ”فحیات الانس“ میں مذکور ہے کہ کسی نے حضرت ابوالحسین صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ حضرت شیخ عبدالرحیم اعطری سگ بانوں (چرواہوں) کے ساتھ جنگل میں کیوں تشریف لے جاتے تھے اور قیمتی لباس کیوں پہنتے تھے (یعنی اس میں کیا حکمت تھی) آپ نے فرمایا:

يَتَخَفُّ مِنْ ثِقَلِ عَلَيْهِ

اس لئے تاکہ وہ اپنے میں جو وزن محسوس فرماتے تھے اُسے ہلکا فرمائیں۔
(یعنی عجب و خود بینی کے اوہامِ باطلہ کا اندیشہ و خطرہ جب محسوس فرماتے تو پھر ملامت لینے کیلئے کچھ وقت یہ کر لیتے تاکہ بندگی اور عاجزی و انکساری کی حلاوت پاسکیں)
راضی برضار ہونے کی تلقین:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

کار ہا برخواہش خود خواستن کارِ خدا است

بندہ باشی و خدا گردی تو اے نادان چرا است

اپنی مرضی سے کام کا ارادہ کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اے نادان! تو بندہ ہوتے ہوئے خدائی کاموں کا دعویٰ کرتا ہے۔

حضرت شیخ یوسف خیاط ترمذی کا قول:

اسی شعر کے موافق ”فحیات الانس“ میں ایک حکایت درج ہے وہ یہ کہ حضرت شیخ الاسلام (عبداللہ اسماعیل ہروی المعروف پیر انصار رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں حضرت ابوبکر وراق رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ:

حضرت شیخ محمد مسلم حصر باف رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ حضرت شیخ یوسف خیاط ترمذی کے ہاں مہمان تھے اور وہ اپنے کسی کام میں مصروف تھے، حضرت شیخ محمد مسلم نے فرمایا ”جلدی کیجئے مجھے کسی کام کو جانا ہے۔“ کیونکہ شیخ محمد مسلم زاہد و عابد تھے اور ان کا دل کسی کام میں لگا ہوا تھا، حضرت شیخ یوسف نے اس بات پر ان سے سوال کیا کہ ”کیا اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر تم سے کوئی کام ہو سکتا ہے؟“ (جس کی تم فکر کر رہے ہو؟) کیا تم اپنے گھر سے یہی ارادہ لے کر نکلے تھے کہ میں پھر واپس اپنے گھر کو لوٹوں گا؟ (مجھے تو) تین سال کا عرصہ گذرا کہ میں اپنے گھر سے یہ ارادہ کر کے نکلتا ہوں کہ واپس نہیں لوٹوں گا (کیونکہ لوٹنا اللہ تعالیٰ کے ارادے سے متعلق ہے اور اس کا ہمیں علم نہیں پھر اپنی تیاری کی فکر کرنی چاہیے اور اتنی لمبی آرزوؤں سے اجتناب کرنا چاہیے)

حضرت ابوبکر وراق نے فرمایا کہ حضرت شیخ یوسف کا یہی مذکورہ قول شیخ محمد

مسلم کی سو سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو:

اور مزید خواجہ، خواجگان، سیدنا و مولانا، محبوب اللہ، قانی فی اللہ، باقی باللہ،

الشیخ خواجہ خدا بخش المملکتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

دریں درگہہ، کہ کہ، کہ کہ آمد، کہ کہ آمد، کہ

مَشُوا یَمین اگر ہستی ز قہر و لطفِ او آگہ

اس بارگاہ میں کبھی کوئی آیا، کبھی کوئی آیا، تو کبھی کوئی۔ (غرض یہ کہ کسی کو بقا

نہیں) اسی لئے اللہ تعالیٰ کے لطف و قہر سے کبھی بے پرواہ نہیں ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی ذات اور اپنے حسب و نسب اور اپنے کردار و عمل

(یعنی) عالم و زاہد ہونا (یا) کریم و شجاع ہونا وغیرہ فضائل پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اور اللہ

تعالیٰ کی تخلیقی تبدیلیوں سے بے فکر نہیں ہونا چاہیے، بلکہ مستقل طور پر خوف میں رہنا

چاہیے کیونکہ حقیقی انجامِ حسنِ خاتمہ پر ہے۔

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

شاہ! راہِ عدم چہ ہموار است

چشم پوشیدہ سے رود ہر کس

اے بادشاہ! موت کا راستہ کیسا ہموار ہے، ہر شخص اُس پر آنکھیں بند کر کے

چلا جاتا ہے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مذکورہ شعر میں راہِ عدم سے مراد کیا

ہے، ہو سکتا ہے موتِ اختیاری مراد ہو، نہ کہ موتِ اضطراری، کیونکہ قرینہ و سیاق جو کہ ہو بدل

الروح الیٰ اخرہ ہے اسی پر دلالت کرتا ہے)

چنانچہ ”فحاشات الانس“ میں منقول ہے کہ حضرت عبداللہ خفیف فرماتے ہیں کہ

ایک دن حضرت رویم بن احمد نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

”اے (میرے) بیٹے! اہل اللہ کا راستہ (جو کہ راستہء توحید ہے) روح کو فنا کرنا ہے (اور بس) فَلَا تَشْغَلْ بِتَرْهَاتِ الصُّوفِيَّةِ پھر صوفیائے کرام علیہم الرضوان کی (عام ذہن کے انسانوں کے لئے ریاضات و مجاہدات کی وضع کی گئی) چھوٹی چھوٹی اصطلاحات کی طرف کان نہ دھرو۔۔۔

نظریہء وحدت الوجود کا بیان:

اور نیز ”فحات الانس“ میں حضرت شیخ عبداللہ بلیانی سے نقل ہے کہ (ایک دن) آپ نے (خواص کی مجلس میں) یہ فرمایا کہ:

”خدا دان باشید و گرنہ خود دان نیز مباشد“

”اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لو، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر خود کو کچھ نہ جانو“
کیونکہ خود کو جب کچھ نہ جانو گے تو پھر اُس کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔
”خویش را گم کن، وصال این است بس۔“

”خود کو فنا کرنا ہی محبوب کے وصال کا واحد ذریعہ ہے۔“ اُس کے بعد آپ نے فرمایا: اب اس سے بھی بہتر بات کہتا ہوں:

”خدا باشید و گرنہ خود مباشد“

بقا باللہ کا مقام حاصل کر لو اور پھر اگر یہ نہ کر سکو (تو اس کا علاج یہ ہے) کہ خود کو بالکل فنا کر دو۔ کیونکہ:

”اگر خود نباشید خدا باشید“

جب خود نہیں رہو گے (بلکہ خود فنا ہو جاؤ گے) تو پھر بقا باللہ کے مقام پر فائز ہو

جاؤ گے۔

”خودمباش اصلاً کمال این است و بس“

خود کو فنا کر دو، کمال بس یہی ہے

اور یہ بھی ”نجات الانس“ میں منقول ہے کہ شیخ عبداللہ بلیانی کے ایک مرید نے پہاڑ میں گوشہء عزلت (تنہائی) اختیار کر رکھا تھا (ایک باریوں ہوا کہ) اُن کے سامنے ایک سانپ آ پہنچا اور انہوں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا، شیخ نے فرمایا: کیا کر رہے ہو کس لئے پکڑتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: آپ نے ہی تو فرمایا تھا کہ غیر خدا کا وجود نہیں ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا:

”حق تعالیٰ کی صفاتِ قہر کا جہاں کہیں اظہار دیکھو تو اس سے بھاگو، حتیٰ کہ تمہیں اس (واجب الوجود، واحد حقیقی) کی معرفت حاصل ہو جائے۔ (یعنی اگر اُس کی ذات میں فناً مطلق حاصل ہو جائے تو پھر تو تم اپنی ذات کو بھی نہیں پاؤ گے، سانپ وغیرہ کا ذکر ہی کیا) پھر آپ نے (اُن کی ہدایت کی خاطر) دعا فرمائی تو شفا یاب ہو گئے۔

میرے مرشدِ کریم حضرت خواجہ خواجگان، سیدنا و مولانا، محبوب اللہ، خواجہ خدا بخش المصلحانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”توفیقہ شریف“ میں حضرت خواجہ حافظ (خواجہ حافظ سے مراد کوئی شاعر ہوں گے واللہ تعالیٰ اعلم) سے نقل فرمایا ہے:

درِ عشق بازی اے دل! جان بر بکوائے دیگر

کز کشتہ سے ستاند معشوق ماجنایت

اے دل عشق بازی میں اپنی روح کو دوسرے کوچے میں لے جا، کیونکہ ہمارا معشوق اپنے (عشق کے) قتل کئے ہوؤں سے بدل جنایات طلب کرتا ہے۔

کیونکہ ”کوئے دیگر“ (دوسرے کوچے) سے مراد یہاں راہِ عدمِ اختیاری ہے
(یعنی خود کو معدوم در معدوم کرنا جا) اور یہ بھی فرماتے تھے:

بسی صد سال آنم معنی محقق شد بخاقانی

کہ یکدم با خدا بودن یہ ”ملکِ سلیمانی

”خاقانی کو تین ہزار سال کے بعد یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ ایک لحظہ با خدا

ہونا ملکِ سلیمانی سے بہتر ہے“

اور با خدا ہونے کا مطلب اس سے پہلے حضرت شیخ عبداللہ بلیمانی کے ملفوظ

میں بیان ہو چکا ہے، چنانچہ اسی بیان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

خویش را گم کن وصال این است و بس

خود مباحش اصلاً کمال این است و بس

(اے سالک!) اپنے آپ کو (عشقِ حقیقی میں) گم کر دے، بس وصال اسی کا

نام ہے، خود کو بالکل فنا کر دے بس کمال اسی کا نام ہے“

اور ”با خدا بودن“ کی تشریح یہ ہے کہ یہ (بقا باللہ کا) جہان باقی ہے اور وہ

(دنیاوی) مملکت فانی۔

مزید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

چہیں بر جبین ز جنبش ہر خس نمیکند

در یادلاں چو آبِ گہر آرمیدہ اند

اہل اللہ چھوٹے چھوٹے تنکوں کی وجہ سے جبینِ نیاز پر بل نہیں ڈالتے، دریا

دل (بڑے دل والے) (آنکھ کی) پتلی کے پانی کے مثل سکون میں رہتے ہیں۔

مپوش چہرہ مشورہ ہم از تفرج خلق

کہ خواند خط تو بر چہرہ "ان یکاد" دمید

مخلوق کے تماشوں کی وجہ سے قلق (پریشانی) میں نہ پڑو، نہ چہرہ چھپاؤ، کیونکہ

تمہارے چہرے پر آیت "ان یکاد" (سورۃ "ن والقلم" کی آخری آیت جو کہ نظر بد کی

تکلیف سے بچنے کیلئے پڑھی جاتی ہے) نے خط کو اگادیا ہے۔

اس شعر سے مقصود یہ ہے کہ مخلوق کے برے اخلاق کی وجہ سے اُن پر غصہ اور

خفگی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ مخلوق کو چھوٹے چھوٹے تنکوں کی طرح دریا کے پانی پر

جاننا چاہیے، جن کو اللہ تعالیٰ کا ارادہء ازلی لاتا اور لے جاتا ہے۔

اور دوسرے مصرعہ "خواند خط تو بر چہرہ "ان یکاد" دمید" سے مراد سالک کا

بالغ ہو جانا اور اس کا درجہء کمال کو پہنچنا ہے۔

شب بیداری کی ترغیب اور نظر عبرت کا بیان:

اور نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ میں نے سفر میں سحری کے وقت یہ

اشعار سنے:

سحر بر خیز و ذکر بے ریا کن

بداں درگاہ خود را آشنا کن

سحری کے وقت بیدار ہو کر بے ریا ذکر کرو، اس طرح اُس بارگاہ سے خود کو

آشنا کرو۔

اگر کوئی کہ من درویش عالم

نظر بر خاندانِ مصطفیٰ کن

اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں کوئی درویش حال ہوں تو پھر حضور جانِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو نظر میں لاؤ (تاکہ تمہیں صبر کرنا آسان ہو)

وگر گوئی کہ بر من ظلم رفت است

نظر بر کشتگان کر بلا کن

اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ مجھ پر ظلم و ستم ہوا ہے تو پھر شہدائے کربلا کی طرف دیکھو
(کیا ان سے بھی زیادہ ظلم ہوا ہے؟)

وقتِ سحر وقتِ مناجات ہے

خیز در اں دم کہ بہ برکات ہے

یہی وقتِ سحر یادِ الہی کا خاص وقت ہے، اس وقت بیدار ہونا چاہیے، کیونکہ
یہ بڑا ہی بابرکت وقت ہے۔

نفس مبادا کہ بگوید ترا

نسپ چہ خیزی ابھی رات ہے

نفس کے دھوکے میں مت آجانا، یہ نہ ہو کہ وہ تمہیں کہے سو جاؤ کیوں بیدار
ہوتے ہو؟ کہ ابھی تو رات ہے

ان ابیات و اشعار سے لوگوں کو قیامِ اللیل (نماز تہجد) کی رغبت اور شوق دلانا
مقصود ہے، اور ذکر بے ریا سے بے خود ہو جانا مراد ہے (یعنی ذاتِ خداوندی میں اتنے فنا
ہو جاؤ کہ خودی کا تصور ہی نہ رہے)

حقیقی سعادت کیا ہے:

اور یہ بھی فرماتے تھے:

سعادت خواہی از عادت گزر کن

کہ ترک عادت است اصل سعادت

سعادت اگر چاہتے ہو تو رسومات و عادات سے اجتناب کرو، کیونکہ

رسومات و عادات ترک کرنا ہی حقیقی سعادت ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ:

خلق نیکو سعادت ابدی است

ایں سعادت بہ ہر کسے ندہند

اچھا اخلاق دائمی سعادت ہے، یہ سعادت ہر کسی کو نہیں ملتی۔

ان اشعار کا مقصد انسانی رسومات و عادات کو ترک کرنا ہے، کیونکہ ان کی

بنیاد خود بینی و خود پسندی اور خود نمائی پر ہوتی ہے۔

مقام تسلیم و رضا:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

چوں رزق مقدر است، کم کوشی بہ

چوں گفتہ نویسند، بخاموشی بہ

جب رزق کی مقدار معین ہے تو پھر اسکے حصول میں کوشش کم کرنا بہتر ہے۔

جب فرشتے ہر بات لکھ لیتے ہیں تو پھر خاموشی بہتر ہے۔

چوں میگزرد عمر، بخاموشی بہ

چوں بیم حساب است، نمد پوشی بہ

جب زندگی (کسی طرح) گزر رہی جائیگی تو پھر خاموشی (ہی سے گزار دینا) بہتر ہے۔

جب (نعمتوں کے بارے میں) خوفِ حساب ہے تو پھر ٹاٹ کا لباس پہن لینا ہی بہتر ہے۔
اس رباعی سے مراد عبودیت اور تسلیم و رضا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی موجودہ عطا پر
قناعت کر کے مقصدِ تخلیق جن وانس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اوقات کو مالکِ حقیقی بلند و برتر کی
عبادت میں صرف کر دینا بہتر ہے)

نیز آپ فرمایا کرتے:

موذّب صورتے پشمینہ پوشے

ملائک سیرتے خانہ بدوشے

با ادب (صاحبِ اخلاق، عظیم) لوگ اونی لباس میں ہوا کرتے ہیں (یعنی سادہ
مزانج ہوا کرتے ہیں) فرشتہ صفت لوگ جھونپڑیوں پر قناعت کرنے والے ہوتے ہیں۔

جہاں گردے حلیمے بردبارے

زگلزارِ جہاں قانع بخارے

وہ اکثر سفر میں رہنے والے ہوتے ہیں (تاکہ دنیا کا مقامِ سفر ہونا ان کے لئے
مراقبہ باطن رہے) حوصلہ اور برداشت کرنے والے ہوتے ہیں۔ دنیا کے گلزار سے
صرف ایک کانٹے پر قناعت کرنے والے ہوتے ہیں (جیسا کہ اہل اللہ کے بارے میں
وارد ہے کہ وہ صوم طئی کے عادی ہوا کرتے ہیں اور درمیان میں افطار و سحر درختوں کے پتوں،
کانٹوں اور جنگلی پھلوں سے کر لیتے ہیں)

یہ اشعار ایک معمہ (پہیلی کی صورت میں) ہیں کہ ان سے ظاہری مراد اونٹ
ہیں (موذّب صورتے پشمینہ پوشے۔۔۔ الی آخرہ کہ یہ سب اونٹ کی صفات ہیں) اور مقصد
حقیقی وہی رضا و عبودیت ہے (جو کہ پچھلی رباعی میں مذکور ہوا)۔

چنانچہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

”الْمُؤْمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ كَالْجَمَلِ الْأَنْفِ إِنْ قِيدَ انْقَادَ وَإِنْ

أُنِيخَ عَلَى صَخْرَةٍ اسْتِنَاخَ“

”مومن نرم مزاج اور باوقار ہوتے ہیں، جیسا کہ وہ اونٹ جس کے ناک

میں نیل ڈال دی گئی ہو، اگر اسے کھینچو پھر بھی اور اگر اسے (کسی نامناسب) یعنی کنکر والی

زمین پر بٹھا دیا جائے پھر بھی مطیع رہتا ہے۔“

(اسی طرح مومن اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق کو مانتے

ہوئے ہر حکم ماننے میں فرمانبردار رہتا ہے)

صحبتِ صالح تراصالح کند:

ان مذکورہ ابحاث کا ما حاصل صحبتِ اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ ہے (کہ یہ سب اس کی

برکتیں ہیں) جیسا کہ ”نفحات الانس“ میں مذکور ہے کہ:

ایک مرتبہ خلیفہ بغداد نے حضرت رویم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”اے

بے ادب!“ آپ نے جواب میں فرمایا: (اگر ایسا ہی ہے تو) میں صرف آدھا دن (سید

الطائفہ) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بیٹھ کر با ادب بن جاؤں گا۔

نظام عالم عشاق کے مرہونِ منت ہے:

اور نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

نخواہد ایں چمن از سر و لالہ خالی ماند

یکے ہے رود و دیگر ہے آید

یہ چمن سر و اور گل لالہ سے خالی نہیں رہتا، ایک جاتا ہے تو دوسرا آ جاتا ہے۔

(اس شعر میں) ”سرو“ سے مراد ذاتِ مرشد ہے جو کہ (خواہشِ نفس کی قید سے آزاد ہوتا ہے) اور ”گلِ لالہ“ سے مراد عاشق ہے جو کہ داغِ فرقت میں مبتلا ہے۔
یعنی یہ جہانِ طالبین اور مطلوبین سے خالی نہیں رہتا، کیونکہ قوامِ نظامِ عالم (اس جہان کا قیام) انہیں دو گروہوں کی وجہ سے ہے۔

مخلوق کو راحت پہنچانے کا اجر:

اُسی دن جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اقوال نقل فرما رہے تھے، آپ نے اس بیتِ الخلا کے بارے میں فرمایا جس کو آپ نے مہمانوں اور درویشوں کیلئے تعمیر کروایا تھا اور عوام کو بھی اس کے استعمال سے منع نہیں فرماتے تھے۔

قاضی شہر مستراحے ساخت

توشہء عاقبت ہمیش بس

شہر کے قاضی نے (لوگوں کیلئے) جائے استراحت بنوائی، اسکے توشہء آخرت

کو بس یہی کافی ہے۔

اپنا راز کسی سے نہ کہو:

پھر آپ نے تبسمِ کناں فرمایا:

رازِ دل گرمیتواں با یار جانی ہم مگو

یار آں یارے بود از یاد یار اندیشہ کن

اپنے دل کا راز اگر ہو سکے تو اپنے پیارے دوست سے بھی نہ کہنا چاہئے

(کیونکہ) اسکے بھی اور دوست ہونگے پھر دوست کے دوست سے فکر مند ہونا چاہئے۔

نیز فرماتے تھے:

مثنوی (شریف) کے اس مصرع میں ---

كُلُّ سِرِّ جَاوَزَ الْاِثْنَيْنِ شَاعَ

راز جب دو (ہونٹوں) سے گذر جاتا ہے تو پھر مشہور ہو کر رہتا ہے، لفظ

اثنین (دو) سے مراد ”دو ہونٹ ہیں“۔

پس معلوم ہوا کہ جب متکلم کے منہ سے راز نکلتا ہے تو پھر اُسے شہرت سے

روکنے کا (جہان میں) کوئی علاج نہیں۔

بناء بریں حضرت مولوی داؤد صاحب نے ”شیر و شکر“ (کتاب کا نام) میں

میں فرمایا۔

در دل خود کا فراست و یا جہود

در خموشی رستہ است از ہر عنود

”اگر کوئی اپنے دل ہی دل میں کافر ہو یا یہودی، جب تک خاموش رہے گا

کسی مخالف کی زد میں نہیں آئے گا“

اور نیز فرماتے تھے:

ابلہے راصر فہ عزر میکنی

صرفہ گفتار کن از میکنی

”بیوقوف کو مال و زر کی کفایت شعاری کی تعلیم کیوں دیتے ہو، اگر ہو سکے تو

اُسے باتوں کی کفایت شعاری کی تعلیم دو“

اہل اللہ عطاءے الہی قدرت والے ہیں:

اور نیز آپ فرماتے تھے:

کوہ بکنجد چوبکنجانیش

کاہ نسجد چوبسنجانیش

”اگر پہاڑ کو (کسی جگہ میں) سمانا چاہیں تو وہ سما جائے گا، لیکن تنکا اگر بکوشش

وزن کیا جانے لگے تو وہ کہیں وزن نہیں کیا جاسکے گا۔

یعنی نفس (دل) کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح فرمائی ہے کہ بظاہر بہت

تنگ اور چھوٹا نظر آتا ہے لیکن اگر اس میں (مثال کے طور پر) پہاڑ سمونا چاہیں تو وہ بھی سما

جائے، کیونکہ اہل اللہ جب دنیاوی رسوم و عادات کے ترک کر دیتے ہیں تو پھر انہیں یہ

مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے، اور اسی کو خرق عادت (کرامت) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اور جتنی سالک کی اس (ترک دنیا) میں کوشش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے

اس کوشش سے کئی گنا زیادہ فیضان مل جاتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”مَنْ تَقَرَّبَ إِلَى شِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَى ذِرَاعٍ

تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً“

”جو آدمی میرے قرب کی طرف ایک باشت چلتا ہے تو میری طرف سے

رحمت ایک گز اس کے قریب ہو جاتی ہے، اور اگر وہ ایک گز قریب ہو تو میری رحمت

ایک باع (دو ہاتھوں کا پھیلاؤ) اس سے قریب ہو جاتی ہے، اور جو میرے راستے پر

پیدل چل کر آتا ہے تو میری رحمت بھاگ کر اسکو گلے لگاتی ہے“

اور آیت کریمہ:

”إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا أَمَانًا بِأَنْفُسِهِمْ“

”بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک تبدیل نہیں فرماتا جب

تک کہ وہ قوم اپنی حالت خود تبدیل نہیں کرتی“

سے یہ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرنے کا) مضمون معلوم کیا جاسکتا ہے۔

سمتِ قبلہ درست کر دی:

چنانچہ مشہور ہے کہ:

حضرت پیر عبدالحکیم صاحب رنگریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی قبلہ شریف کی

طرف پشت نہیں کی تھی۔

ایک دفعہ انہوں نے ایک مسجد کو جو سمتِ قبلہ شریف پر صحیح تعمیر نہیں ہوئی تھی

(اپنی کرامت سے) اپنا کپڑا انچوڑتے ہوئے سمتِ قبلہ کی طرف پھیر دیا تھا۔

(اور بزرگ فرماتے ہیں کہ جب آپ نے کپڑا انچوڑتے ہوئے توجہ فرمائی تو دیکھا کہ

کپڑا تھوڑا سا پھٹ گیا ہے۔ فرمایا: مسجد کی سمتِ قبلہ تو ٹھیک ہو گئی ہے لیکن اس میں تھوڑی سی دراڑ

آگئی ہے، کیونکہ یہ کپڑا پھٹ گیا ہے۔ اور وہ مسجد دہلی کی مشہور ”شاہی مسجد“ تھی جس میں آج تک

دراڑ کے نشانات موجود ہیں) اور باقی اہل اللہ کو بھی اسی پر قیاس کر لو (یعنی ان کی طاقت کا

اندازہ کر لو)

ترکِ شہواتِ نفس:

نیز آپ (میرے مرہدِ کریم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا:

چند نرا نکشت تو در عقدِ بیست

مشت بہ بندار یودت میل زیست

”کب تک تیری نرا نکشت (انگوٹھا) عقدِ بیست میں الجھی رہے گی، اگر تمہیں

(روحانی) زندگی چاہیے تو پھر مٹھی بند رکھو“

شعر میں ”ز انگشت در عقد پست“ سے مراد جماع ہے اور ”مُشت بہ

بند“ (مٹھی بند کرنے) سے مراد ترک جماع اور ترک اتباع شہوات ہے۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

”وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ“

یعنی چاہیے یہ کہ جماع سے مقصد طلبِ فرزند ہونہ کہ اتباع شہوت۔

عشق حقیقی کی منازل لامحدود ہیں:

اور یہ بھی فرماتے:

در دمند از کوچہء دلدارمے آئیم ما

آہِ کز دارالشفایم از مے آئیم ما

”محبوب کی گلی سے ہم در دمند ہو کر آتے ہیں، ہائے افسوس! دارالشفاء سے

ہم بیمار ہو کر آتے ہیں“

عشق مارا عاقبت در کوئے اویق در ساخت

یار کم مے خواہد و بسیار مے آئیم ما

”آخر کار عشق نے ہم کو انکی گلی میں اتنا بے قدر کیا کہ وہ دوست تو ہمارا کم آنا

پسند کرتے ہیں اور ہم بہت (زیادہ جانے کی خواہش رکھتے ہیں)“

بلبلے در برگ گل خوش رنگ در منقار داشت

واندراں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت

”بلبل اپنے منہ میں تازہ پھول کا پتہ پکڑے تھا اور اس (بہار رنگ) خوشی

میں خوبصورت راگوں کو (غم و اندوہ کے ساتھ) ترنم کر رہا تھا“

گفتم اندر عین وصل میں نالہء و فریاد چست

گفت مارا جلوہء معشوق در میں کارداشت

”میں نے اس سے پوچھا وصل یار میں یہ فریاد نالہ و رونا کیا ہے؟ کہنے لگا ہم

کو یار کے جلووں نے اس کام میں مصروف کیا ہے۔“

مذکورہ رباعی کا ما حاصل یہ ہے کہ (عشق حقیقی میں) ظہور اختفاء کا مقتضی ہے

(یعنی جب سالک ایک مقام کو منہمائے نظر سمجھ کر ترقی کرتا ہو اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتا

ہے تب اس پر انکشاف ہوتا ہے کہ اس سے آگے ابھی اور بھی منازل ہیں تو پھر وہی ظہور اس کے

لئے اختفاء ہو جاتا ہے) لہذا اس پر پھر آثارِ ہجر مرتب ہونے لگتے ہیں (کیونکہ)۔۔۔

اے برادر! بے نہایت درگہے است

ہر چہ بروے بروے مایست

اے بھائی! لا محدود کا دربار ہے، جتنا اس بارگاہ سے قریب ہوگا (سفر ختم نہ ہوگا بلکہ) اس

سے آگے ابھی اور مزید (سفر باقی) ہوگا (کیونکہ منازل معرفت کی کوئی انتہا نہیں ہے)

(جیسا کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ

”اور البتہ (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہر اگلی ساعت آپ کے لئے

گذشتہ ساعت سے کہیں بہتر ہے“

اور پہلی رباعی میں ”یار کمے خواہد و بسیارے آئیم ما“ سے مراد خودی و

بیخودی ہے۔

عشق دو طرفہ ہوتا ہے:

اور نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

جذبہء عشق و محبت از دو جانب مے شود

یار مے خواہد ولم چون یار مے خواہد ولم

”عشق و محبت کی کشش دونوں جانب سے ہوا کرتی ہے، محبوب میرے دل

کو اسی طرح چاہتا ہے جیسا کہ محبوب کو میرا دل چاہتا ہے“

آخری مصرعہ میں ایک جگہ ”لم“ فاعل اور ”یار“ مفعول اور دوسری جگہ اس

کے برعکس ہے۔

اور فرمایا:

عاشقاں ہر چند مشتاقِ جمالِ دلبرانند

دلبراں بر عاشقاں چنداں ازاں عاشق تراند

”محبوبوں کے جمال پر عاشق جس قدر فریفتہ ہوتے ہیں، محبوب ان سے

کہیں زیادہ اپنے عاشقوں پر فریفتہ ہوتے ہیں“

خود کو اس جلوے پر قربان کر دے:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ:

دلا چوں جلوہ بہ بنی شہید کن خود را

کہ چنین موت گاہ گاہ مے آید

اے دل! جب تجھے محبوب کے جلوہ سے فیض ملے تو پھر خود کو اس جلوے پر

قربان کر دے کیونکہ ایسی موت کبھی کبھی میسر آتی ہے (جسکی بڑی قدر و قیمت ہے)

اس شعر میں لفظ ”جلوہ“ ”ج“ کے ساتھ پڑھا گیا (لیکن) میں نے آپ (حضرت خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ”ح“ کے ساتھ سنا ہے (جو کہ جلوہ ہے) گویا آپ نے خوش طبعی سے ایسا فرمایا ہو گا یا بطریق مجاز۔

اور نیز فرمایا:

در کوئے دوست عطاء گر چہ بھیڑ بھاڑ ہے
تو بھی گھسرد گھسرد کے آنجا گھساڑ چشم

”دوست کی گلی میں (اے عطا!) اگر چہ انبوہ کثیر (بہت رش) ہے (یعنی عشاقِ عالم فناء رش کئے ہوئے ہیں) تو بھی (اس مجمع میں) داخل ہو جا، داخل ہو جا اور اسی میں امید لگا (یعنی عالم فنا کا انتظار کر)“

کدام پیش بود، اوداند اوداند:

(حضرت عارف باللہ جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ”نفحات الانس“ میں حضرت ابو سعید خراز سے ان مذکورہ ابیات کے موافق شعر نقل فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا:

روزگارے اورا جستم خود ریا فتم
اکنوں خود را جویم اورا یا بم

”ایک مدت تک میں اُسے تلاش کرتا رہا لیکن پاتا تھا خود کو، اب خود کو تلاش کرتا ہوں لیکن پاتا ہوں اُس کو۔“

وچوں بیابی برہی

وچوں برہی بیابی

کدام پیش بود، اوداند اوداند

”جب تو (اُس محبوبِ حقیقی کو) پالے گا تو اپنی خودی سے گزر جائے گا اور جب تو اپنی خودی کو فنا کر لے گا تو اُسے پالے گا۔ (ان دو میں سے) کون (سی بات) مقدم (پہلے) ہے، وہی جانتا ہے وہی جانتا ہے۔“

چوں او پیدا شود تو نباشی

چوں تو نباشی او پیدا شود

کدام پیش بود، اوداند اوداند

”جب وہ (محبوبِ حقیقی) ظاہر ہوگا (پھر) تو نہیں رہے گا (اور) جب تو نہیں رہے گا وہ ظاہر ہوگا (ان دو میں سے) کون (سی بات) مقدم (پہلے) ہے، وہی جانتا ہے وہی جانتا ہے۔“

اسی انداز میں حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من باونہ پیوستم، تا از خود نکستم

وا از خود نکستم، تا باونہ پیوستم

کدام پیش بود، اوداند اوداند

”میں اس کے ساتھ واصل نہیں ہو سکا جب تک کہ میں اپنے سے دور نہیں ہوا، اور میں اپنے سے اس وقت تک دور نہیں ہوا جب تک کہ اس کے ساتھ واصل نہیں ہوا۔ (ان دو میں سے) کون (سی بات) مقدم (پہلے) ہے، وہی جانتا ہے وہی جانتا ہے۔“

شیخ الاسلام حضرت عبد اللہ انصاری ہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی سیاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اولیائے ”ماوراالنہر“ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”جب تک تو اپنے سے جدا نہیں ہو

گا اُسے نہیں پاسکے گا“ اور اولیائے عراق رحمہم اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ ”تو اُسے نہیں پائے گا جب تک تو اپنے سے علیحدہ نہیں ہوگا“

دونوں اقوال کا مفہوم ایک ہی ہے، خواہ مٹکا پتھر پر آئے یا پتھر مٹکے پر، لیکن چونکہ میں (شیخ الاسلام پیر انصار ہرودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اہل عراق سے ہوں، کہتا ہوں کہ ”ابتداء اسی سے بہتر ہے“۔ (یعنی دوسرا قول ”تو اُسے نہیں پائے گا۔۔۔“ ادب کے زیادہ قریب ہے)

(چند صفحات پہلے) ایک شعر میں لفظ ”حلوہ“ (آیاتھا) اس سے مراد ذوق ہے یعنی تمہیں ذوق دیتے ہیں (پھر تمہیں) سیر اور ملول (غمگین) نہیں ہونا چاہئے، اور تمہیں معلوم ہو کہ کشش اسی (محبوب حقیقی) ہی کی کشش ہے، پھر اُس کی کشش سے خود کو مجھو اور خود کو اس پر قربان کر دینا چاہئے۔

اور (اسی طرح چند صفحات پہلے ایک شعر میں جو لفظ) ”کوئے دوست“ (آیاتھا) اس سے مراد ”عدم“ ہے کیونکہ عاشق بے تک فنا کی گلی میں نہیں پہنچتا اُس وقت تک واصل نہیں ہوتا۔

فنائیت ہی مقصودِ اصلی ہے:

اور اسی معنی کے موافق ایک بزرگ نے فرمایا:

اے زاہد مردم نما، تا چند ایں ورد و دعا

رُو مجو آں رخسار شو، بگزار ایں اور ادرا

”اے زاہد! اوروں کو دکھانے کے لئے کب تک یہ وظیفے پڑھتے رہو گے،

جاؤ خود کو اسکی ذات میں فنا کر دو (یہی اصل کام ہے) ان ظاہری اور اد کو چھوڑ دو۔“

نیز فرمایا:

عطاء! از مفلسی دو ٹوک رہتے

سمجھتے بوجھتے پہچانتے رہہ

”اے عطاء! مفلسی (”عدمیت ذاتی“ یعنی اپنی ذات کو معدوم سمجھنے) سے مقصد

حاصل ہوتا ہے، (لہذا اس بات) کو سمجھتے اور پہچانتے رہو (بھولو نہیں)“

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اے عطا! خیز ازیں شہر بزودی بگریز

ورنہ اینہا ہمہ ریش تو بھٹک در جھٹ کند

”اے عطا! کھڑا ہو اور اس شہر سے جتنا جلدی ہو سکے بھاگ جا، ورنہ یہ

سب مصیبتیں تمہیں فوراً گمراہ کر دیں گی“

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

آنچہ بر ما میرود گر بر شتر رفتے ز غم

مے زدندے کافراں در جنت الماویٰ علم

”جو کچھ غموم ہم پر نازل ہوتے ہیں اگر اونٹ پر نازل ہوتے تو سب کفار

جنت الماویٰ میں پہنچ جاتے“ (تشریح آگے آرہی ہے)

گذشتہ اشعار میں سے ایک شعر میں جو لفظ ”مفلسی“ آیا ہے اس سے مراد

”عدمیت ذاتی“ ہے یعنی اپنی ذاتی عدمیت کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھو بھولو نہیں۔

اور ”ازیں شہر“ (کالفاظ جو کہ گذشتہ شعر میں مذکور ہے) سے مراد ”وہمی ہستی“ اور

”بے معنی خودی“ ہے (وحدت الوجود کے نظریہ میں وجود حقیقی کے سوا سب اشیاء ہم کا وجود

رکھتی ہیں) یعنی جب تو اپنی وہمی خودی (انانیتِ ذاتی) کی طرف رخ کرے گا تو پھر تمام مصیبتیں اور غم تیری طرف رخ کریں گے۔

اور لفظ ”ما“ سے (جو کہ گذشتہ شعر ”آنچہ بر ما میرود گر بر شتر رفتے ز غم“ میں مذکور ہے) یہی وہمی خودی مراد ہے، یعنی تمام غموں کا ترتب تیری اسی وہمی خودی پر ہوتا ہے۔ اگر یہی غم اونٹ پر نازل ہوتے تو وہ شدتِ غم سے کمزور ہو کر سوئی کے سوراخ میں داخل ہو کر رہتا اور تمام کفار جنت کے مالک بن جاتے (جبکہ ایسا ناممکن ہے)

چنانچہ قرآنِ پاک میں مذکور ہے:

لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلْجَلُ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ
”وہ کفار جنت میں اس وقت تک داخل نہ ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے

سوراخ میں داخل نہ ہوئے“

(پس معلوم ہوا کہ وہمی خودی اگر حق ہوتی تو پھر ان پریشانیوں کی وجہ سے جو اسی پر مرتب ہوتی ہیں کفار جنت کے حقدار ہوتے، اور یہ ایک حقیقتِ شرعی واقعی ہے کہ وہ اس کے حقدار نہیں، بالکل نہیں، تو پھر اسکے حقدار کون ہیں؟ ہاں وہی ہیں جو وہمی خودی کو چھوڑ کر عد میتِ ذاتی کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور فنا فی اللہ کے مقام پر فائز ہوتے ہیں)

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی معنی کے مناسب یہ شعر ارشاد فرمایا:

شاہِ راہِ عدم چہ ہموار است

چشمِ پوشیدہ میرود ہر کس

(ترجمہ مفہومی) اے بادشاہ! عد میتِ ذاتی کا راستہ بالکل ہموار ہے، اس پر

آنکھیں بند کر کے ہر شخص چل سکتا ہے (یعنی اپنے ذات کو فنا کر کے فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچا

جاسکتا ہے)۔

ذوق والے دو اشعار:

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ:

یہ دو اشعار (اپنے ظاہری معنی کی بنا پر) بہت شورش پیدا کرتے ہیں جو کہ حضور قبلۃ المسترشدین، خواجہ خواجگان، راہنمائے عالم، مرکزِ ولایت، فائز بمقامِ فردیت حضرت قبلہء عالم انبیاروی (قولہ ”انبیاروی“ ہو سکتا ہے یہ قدیم چھپے ہوئے نسخے کے کاتب کی سبقتِ قلم ہو اور صحیح لفظ ”مہاروی“ ہو کیونکہ ”قبلہء عالم“ صرف حضرت خواجہ نور محمد مہاروی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا تخلص ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اعلم بالصواب) نے ارشاد فرمائے:

نہ شمم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

نہ میں شب ہوں نہ شب پرست ہوں (یعنی نہ میں غافل ہوں اور نہ غفلت کی نیند سوتا ہوں) کہ خوابوں کی باتیں کروں۔ جب میں آفتابِ حقیقی (یعنی رب الغلیمین جل مجدہ) کا سچا غلام ہوں تو جو کچھ کہوں گا اسی سے کہوں گا۔

اگر بسوئے من آئی ز دیدہ فرشِ کم

کہ بر بساطِ غریباں ہمیں سفید و سیاہ

اگر اے محبوب! تو میری جانب تشریف لائے تو میں تیری راہ میں آنکھیں بھادوں، کیونکہ درویشوں کے پاس اس سفید و سیاہ یعنی آنکھوں کے علاوہ نذرانے کو او ہے ہی کیا۔

جب آپ نے ان اشعار کو پڑھا تو اس کاتب الحروف کو بھی ان سے بہت

ذوق ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ”خواب“ سے مراد غفلت اور خودی ہے۔

جیسا کہ حضرت شیخ (فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا۔

تا تو ہستی خدائے در خواب است

چوں شوی نیست او شود بیدار

جب تک تو اپنے ہی (میں گن) ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا وصال ممکن نہیں (اور)

جب تو اپنے (آپ) سے (گزر کر) اسکی ہستی میں فنا ہوگا تو پھر اسی کا ظہور ہے

اور ”آفتاب“ سے مراد ”وجودِ حقیقی“ کا ظہور ہے اور ”اگر بسوئے من

آئی“ کا خطاب محبوب و مرشد کو ہے۔

یعنی میں اپنی وہمی ہستی کی مملکت سے مسافر و اجنبی ہو کر موجودِ حقیقی کی طرف

اطمینان و سکون سے سفر کر رہا ہوں اور اپنے آپ سے (بالکل) فارغ ہو چکا ہوں، اب

جو کوئی بھی ہمارا مہمان ہوگا اس کی شان اور قدر و منزلت کو دیکھتے ہوئے اس کو اپنی

آنکھوں میں جگہ دیں گے۔

کیونکہ اب محبوبِ حقیقی کے سوا ہماری نظر میں اور کوئی نہیں (پھر جب ایسا ہی

ہے) تو آنکھوں کے سوا کوئی اور جگہ ہی نہیں جس میں اس کو جگہ دیں، کیونکہ ان سفید و

سیاہ (آنکھوں) کے علاوہ کچھ باقی ہی نہیں رہا، جو کچھ تھا سب فنا ہو گیا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا

”جب کسی بستی میں بادشاہ داخل ہوتے ہیں تو اسے ویران کر دیتے ہیں“

حضرت (غوث الاعظم، قطب ربانی، محبوب سبحانی، ابو محمد محی الدین) شیخ عبدالقادر جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

شَاخٌ طَبَّاخُ الْمَلِكِ بَقِيَ الْعَقْلُ وَالنَّظْرُ أَجْرِي عَلَيْهِ مَا كَانَ
”بادشاہ کا باور چہ اگر چہ بوڑھا ہو گیا (لیکن) اسکی عقل اور فکر صحیح و سالم ہے

(یہی وجہ ہے کہ) وہ اپنی ذمہ داریاں نبھار رہا ہے۔“

فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے:

اور نیز یہ بھی فرماتے تھے:

دون دی لگی لچھ تر تبھا گھسی چھوتھی دانان

انکے لگے بادشاہ دے سدودی سراں

یہ چراغ کے بارے میں ایک پہیلی ہے جو کہ چار چیزوں سے مرکب ہوتا ہے

(۱) آگ (۲) تیل (۳) روٹی (۴) برتن

واللہ تعالیٰ اعلم اس کا شاید یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ فاعل حقیقی صرف اللہ

تعالیٰ کی ذات ہے اور ظاہر میں فلاں فلاں کا نام ہے۔

چنانچہ مثنوی شریف میں ہے:

مالک الملک اوست او خود مالک است

غیر ذاتش کل شی ہالک است

وہی ہر شے کا مالک حقیقی ہے اور ہر چیز اس کی ملک ہے، اسکی ذات کے سوا

ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

مالک الملک اوست او است ملک اور ادہید

ماؤ من جملہ کہ بہ پیش او نہید

(جب) وہی مالک الملک ہے تو پھر ملک اسی کے حوالے کر دو، (اور) اپنی ماؤ
من (ہستی بھی) اسی کے سپرد کر دو۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”توفیقہ شریف“ میں اسی طرح فرمایا ہے کہ:
”یوں نہ کہو کہ ہم نے یہ کام کیا ہے، ہم یہ کام کریں گے، اور ہم نے یہ مشکل حل
کی ہے، کیونکہ جو کچھ بھی عالم میں ہوتا ہے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔“
کسبِ حلال اور نفس کشی کی ترغیب:

اور یہ بھی فرماتے تھے:

لکڑیاں چن لے آؤ ہم کی صفت اور سچ کہا

یہ مجرب چوب چینی ہے من کے درد کو

اس شعر کا مطلب سا لکین کو ترغیب دلانا ہے کہ وہ حلال رزق کمائیں، کیونکہ

اہل اللہ نے اسی طرح کیا ہے، خصوصاً لکڑیاں جمع کرنا اور انہیں فروخت کرنا، کیونکہ یہ
نفس کے عیوب (مثلاً عجب و تکبر، خود بینی و خود نمائی وغیرہ) کو قتل کرنے کا موجب ہے۔

اس کا تب الحروف (حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسی بات کو

(فارسی) ابیات کی شکل میں ترتیب دیا ہے۔ (جو کہ درجہ ذیل ہے)

چوب چینی کس مکن اے دل!

کوست مرض بد و بسا مشکل

اے دل! کسی کی عیب جوئی نہ کرنا، کیونکہ یہ مرض بہت بُرا اور مشکل ہے۔

وین مرض را حدوث از بیس است

بیس از اصل کبر و نفس است

اور اس مرض عیب جوئی کا پیدا ہونا میس (خشکی) سے ہے اور یہی میس نفس میں تکبر کی جڑ ہے۔

چوب چینی دوائے اداست عجیب

یقلع الا حتراق بالتجریب

لکڑیاں چننا اس مرض کیلئے عجیب دوا ہے جو کہ اس (مرض کے گھائل) کے زخموں کو صاف کرنے کے لئے مجرب ہے۔

چوب چینی بکن در استعمال

تا نگر دوز میس زشتت حال

اپنے اس مرض کے علاج کے لئے ”چوب چینی“ (لکڑیاں چننے) کا نسخہ استعمال میں لا! تاکہ میس (تکبر) کی وجہ سے تیرا حال بالکل ہی خراب نہ ہو جائے۔

چوب خبثے کز احتراق منی است

مے نگر دوز میس اے خوش زیست

اے خوش نصیب! ”چوب“ (عیب جوئی کا) پلید مرض جو کہ ”منی“ (تکبر) کی

پیداوار ہے، جلدی سے اس کے زخم نہیں بھریں گے۔ (بلکہ اس کا درجہ ذیل علاج کرنا پڑے گا)

چوب چینی کہ عافیت یابی

وازمضرات روئے برتابی

لکڑیاں چنو! (اور یوں نفس کشی اختیار کرو) تاکہ تمہیں اس مرض سے عافیت

(صحت) نصیب ہو اور (نفس کی) بیماریوں سے نجات مل سکے۔

اپنی ہستی کو فنا کرنے کی کوشش کرو:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ما جنیدی پترے و ٹہوں وٹی

سج و سائے ہر کو پتر سو جو دستی پٹی

اس بیت (شعر) کا مقصد بھی اسی موہوم ہستی کو فنا کرنے کی کوشش کرنا ہے

اور خودی اور خود بینی کو دفع کرنا ہے۔

نظریہ ”وحدت الوجود“ پر ایک مثال:

اور نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

چل بلا! چلئے سار تے اوتھاں گھنے گھڑیجن لاکھ

صورت آپوں آپنی توں ہوں رُپا آکھ

(ہرز یور کی شکل اگرچہ مختلف ہے لیکن ان کی بنیاد تو ایک ہی ہے یعنی سونا) مقصد اس

سے یہ باور کرانا ہے کہ ذات واحد ہے اور بصورت مختلفہ (عالم میں اسی کی صفات کا) ظہور

ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حقیقت میں ذات واحد ہے۔

فنائیت ہی راہ ہدایت ہے:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ایں دل دیوانہ را گفتم کہ عاقل شونشد

آرے آرے طفل را میل سبق خوانی کجا است

اس دیوانے دل کو میں نے کہا عقل مند ہو جا! مگر یہ نہ ہوا، ہاں! ہاں! بچے کو

سبق پڑھنے کی محبت کب ہوتی ہے۔

اس دل دیوانہ را تعلیم کن از راہِ ہوش
 کاندیں مکتبِ خلاصی بے سبقِ خوانی کجا است
 اس دیوانے دل کو بڑی ہوش مندی کے ساتھ تعلیم دو، کیونکہ اس مدرسہ میں
 بے سبق پڑھے کب چھٹی مل سکتی ہے۔

سلطنتِ راعزتے در عالمِ فانی کجا است
 ماگدایا نیم مارا عشقِ سلطانی کجا است
 اس عالمِ فانی میں ظاہری سلطنت و بادشاہی کی کیا عزت و وقعت ہے، ہم تو
 گدا ہیں، ہمیں بادشاہی کی محبت کہاں ہے؟۔

ان اشعار سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد یہ ہے کہ:
 میں نے اپنے نفس کو بہت کہا کہ راہِ صلاح اختیار کر جو کہ راہِ نیستی (فنائیت)
 و بے خودی ہے، لیکن اس نے قبول نہ کیا، کیونکہ یہ نفس بچے کی طرح حقیقی کام سے
 غافل ہو کر دنیا کے لہو و لعب میں کمر بستہ رہا اور اسی کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتا رہا۔
 (تیسرے مصرعے میں) ایک بار پھر آپ نے اپنی ذات کو مخاطب کر کے فرمایا:
 جب عالمِ فانی میں ”ملک و جوڈ“ کی سلطنت میسر نہیں تو پھر سوا لی بن کر رہنا چاہیے اور
 ہر لحظہ اپنے رب مالکِ حقیقی کی جناب میں اپنی احتیاج کو پیش کرتے رہنا چاہیے،
 کیونکہ ”باقی باللہ“ ہونا ایک مشکل امر ہے، لہذا ہر لمحہ اپنے آپ کو فنا کرتے رہنا چاہیے
 اور موجودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کو جاننا چاہیے، اور مالکِ حقیقی کی سلطنتِ حقیقیہ سے دم
 نہ مارنا چاہیے، کیونکہ ”انا الحق“ کہنا ایک بڑی بلند پایہ بات ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شوہباًطن رُبوبیت پرداز

کن بباطن عبودیت اقرار

حقیقی عبودیت کا اقرار کرتے ہوئے حقیقی ربوبیت کے ساتھ مشغول رہو۔

طعام تناول فرمانے کے بعد شکر کا ایک خوبصورت انداز:

کھانے سے فراغت پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے:

شکر گفتن کے تو انم درخورِ نعمائے تو

شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو

تیری نعمتوں کے لائق میں شکر کب ادا کر سکتا ہوں، تیری نعمتوں کا اتنا ہی

شکر مجھ پر لازم ہے جتنی کہ تیری نعمتیں ہیں۔

بے یاد تو من قرار نتوانم کرد

احسان ترا شمار نتوانم کرد

(اے محبوبِ حقیقی!) تیری یاد کے سوا مجھے قرار نہیں مل سکتا اور تیرے احسانات

کا شمار مجھ سے نہیں ہو سکتا۔

گر برتن من زبان شود ہر موائے

یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اگر میرے بدن پر ہر بال کو زبانِ قال (قوتِ گویائی) مل جائے، تب بھی

تیری ہزار ہا نعمتوں میں سے ایک نعمت کا شکر بھی مجھ سے ادا نہیں ہو سکے گا۔

دعوت کھالینے کے بعد میزبان کے لئے دعا:

(کسی کے ہاں) دعوت کھالینے کے بعد آپ یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔

صاحبِ این طعام رایارب، از بلائے زماں امانش دہ
 من ندانم کہ چیست مقصودش، آنچه مقصودِ دوستِ امانش دہ
 اے پروردگار! اس میزبان کو زمانے کی ہر مصیبت سے امان نصیب فرما، مجھے
 اس کے دلی مقاصد کا علم نہیں، تو اس کے ہر نیک مقصد میں اسے کامیابی عطا فرما۔

گویا از راہِ تواضع دعا کو فارسی زبان میں ذکر فرماتے اور یہ بھی کہ فارسی
 اشعار میں ہر کسی کو تعلیم ہو سکتی ہے، نیز صاحبِ دعوت کی خوشی بھی اسی میں ہے۔
 (کیونکہ اُس دور کی عام فہم زبان فارسی ہی ہوا کرتی تھی، دیگر اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی
 مختلف مواقع پر اس طرح اشعار پڑھنا ثابت ہے۔)

جنازہ پر اشعار کا پڑھنا سنتِ اولیاء ہے:

چنانچہ (سرتاجِ سلسلہء عالیہ نقشبندیہ) حضرت خواجہ خواجگان شیخ بہاؤ الدین
 نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ:

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے عرض کی (حضور!)
 آپ کے جنازے پر قرآن مجید کی کون سی آیت ہم تلاوت کریں آپ نے (ازراہ
 تواضع) فرمایا قرآن پاک کی آیت کا پڑھنا (تو بہت) بڑا کام ہے فقط یہ شعر پڑھ لینا:

چہست ازیں خوب تر در ہمہ آفاق کار

دوست رسد نزد دوست یار بنزدیک یار

تمام جہان میں اس سے خوب تر کام کون سا ہو سکتا ہے کہ دوست دوست
 کے پاس پہنچ جائے اور یار یار کے پاس۔

اس کو بیان کرنے کے بعد حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

یہ حکم دیا کہ ہمارے جنازہ پر یہ شعر پڑھا جائے۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو

شیئا اللہ از جمالِ روئے تو

ہم مفلس و نادار تیری گلی میں حاضر ہیں اے محبوب اپنے جمال سے راہِ اللہ

کچھ ہمیں بھی عطا ہو۔

نیز فرماتے تھے:

اَتُوبُ إِلَيْكَ يَا رَحْمَنُ مِمَّا

جَنَيْتُ وَقَدْ تَكَاثَرَتِ الذُّنُوبُ

اے رحمن جن مجھ سے توبہ کرتا ہوں اور میرے گناہ

بہت کثیر ہیں۔

فَأَمَّا مِنْ هَوَى لَيْلِي وَتَرَكِي

زِيَارَتَهَا فَإِنِّي لَا أَتُوبُ

لیکن میں لیلیٰ (اپنے محبوب) اور اس کی زیارت کے ترک کرنے سے توبہ نہیں

کر سکتا۔

مسلم حق اہل سنت و جماعت کی قدر دانی اور اس پر تشکر:

صد شکر کہ سنیم نسیم معترلی

مانند سگِ شیعہ ندارم و غلی

اللہ تعالیٰ کا صد ہا شکر ہے کہ میں معترلی نہیں سنی ہوں، شیعہ کتے کی مثل مجھ

میں کھوٹ نہیں۔

برز غمِ روافض و خوارج ہر دم
بو بکر و عمر گویم عثمان و علی

رافضیوں اور خارجیوں کی ذلت کیلئے ہر لمحہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے مبارکہ کا ورد کرتا رہتا ہوں۔

اس رُباعی کا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کہ اُس نے ہمیں اہلسنت و جماعت کے گروہ میں داخل فرمایا ہے اور اہل بیت و صحابہ کرام و مومنین کا ملین علیہم الرضوان میں سے ہر ایک کے بغض و دشمنی سے ہمارے قلوب کو مبرا فرمایا ہے، بخلاف فرقہ ہائے دیگر روافض و خوارج وغیرہ کے، کہ وہ اہل بیت اطہار و صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین و صوفیائے کرام و جمہور اہل اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر زبان طعن دراز کرتے ہیں اور حقیقی اسلام سے محروم ہیں۔

حضور (رحمتِ عالمیاں، شفیعِ مذنباں، پناہِ بے کساں، حامیِ ناداروں، اصلِ آدم و آدمیاں، نبیِ آخر الزماں، سرپرستِ مرسلوں، جِدِ شہزادگان (الحسن و الحسین) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کُلِّ جینِ وَاں) نے ارشاد فرمایا:

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ

رہیں۔ (تو جب ایک عام مومن پر زبانِ طعن دراز نہیں کر سکتے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو

اکابرین امت پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔)

حج ظاہری و باطنی کی تفہیم:

نیز آپ نے فرمایا:

اے قوم! حج رفتہ کجا سید کجا سید

محبوب دریں جا است بیائید بیائید

اے لوگو! حج پر گئے ہو کہاں ہو کہاں ہو؟ محبوب (حقیقی) یہاں ہے اس

طرف آؤ اس طرف آؤ۔

مراد اس شعر سے یہ ہے کہ جو لوگ ظاہری حج کی طرف مائل و راغب ہیں

اور باطنی حج سے جو کہ طلب حقیقت ہے محروم ہیں، انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ! یعنی

جہالت کے پردہ سے باہر آؤ اور محبوب حقیقی (رب تبارک و تعالیٰ) کی طرف آؤ، جو کہ

کعبہء ارباب تحقیق ہے، جو کہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے، اس سے غافل نہ رہو، بلکہ

اپنے کاموں اور عبادات میں اسی محبوب حقیقی کی طرف دل کو متوجہ رکھو، کیونکہ ارباب

تحقیق کا حج اس کے علاوہ نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ ایک بزرگ شاعر حضرت حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جلوہ بر من مفروش اے ملک الحاج کہ تو

خانہ مے بنی و من خدائے خانہ مے بنم

اے ملک الحاج! میرے سامنے (کعبے کے جلوں کا) کچھ اس طرح اظہار نہ

کر، کیونکہ تو خانہء خدا کو دیکھتا ہے میں خدائے خانہ کو۔ (وللہ الحمد)

ایک اور بزرگ نے یوں فرمایا:

کعبہ بن گاہِ خلیلِ آزر است
دل گزر گاہِ جلیلِ اکبر است

کعبہ شریف حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائے قیام ہے (لیکن
مومن کامل کا) دل اللہ تعالیٰ جلیلِ اکبر (کے فیضانِ خاص) کی قیام گاہ ہے۔
ایک اور بزرگ شاعر حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا:

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود
چوں بیاید، نوز خراباشد

حضرت کلمۃ اللہ وروحہ، مسیح اعظم حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا
خر (گدھا) اگر مکہ المکرمہ بھی پہنچ جائے، پھر بھی جب واپس لوٹے گا تو اسی طرح اپنی
جنیت ہی میں ہوگا۔

ایک اور بزرگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

در کعبہ اگر دل سوئے غیر است ترا
طاعت ہمہ فسق و کعبہ دیر است ترا

کعبہ شریف میں پہنچ کر بھی اگر تیرا دل غیر کی طرف راغب رہے، تو جان
لے پھرتی ہر طاعت گناہ اور کعبہ تیرے لئے بت گدہ کی مثل ہے۔

و ردل بحق است و ساکن بکدہ
خوش باش کہ عاقبت بخیر است ترا

اور اگر تیرا دل حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو اور تیرا مسکن بت کدہ تو پھر خوش

ہو جاؤ کہ تمہاری عاقبت بخیر ہے۔

اہل اللہ کی عظمت مسجد سے زیادہ ہے:

(امام الصوفیاء) حضرت جلال الدین رومی شیخ الاولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

جاہلاں تعظیم مسجد مے کنند

درجائے اہل دل جد مے کنند

جاہل لوگ مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں لیکن اہل دل (اہل اللہ) پر ظلم کی انتہا کر

دیتے ہیں (پھر ایسی تعظیم مسجد کا کیا فائدہ، جبکہ اہل اللہ پر ظلم کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ

مول لیتا ہے)

آں مجاز است این حقیقت اے خراں

نیست مسجد جز درون سروراں

اے گدھو! مسجد مجاز ہے، اہل اللہ کے قلوب حقیقت ہیں، مسجد حقیقی اہل اللہ

کے قلوب کے سوا نہیں ہو سکتی۔

مشہور شریف میں نقل ہے کہ:

ایک کمال اہل دل، اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے نے حضرت بایزید

بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (جو کہ حج کے لئے تشریف لئے جاتے تھے) مندرجہ ذیل نصیحت

فرمائی اور آپ نے اس پر عمل کیا (جو کہ اس موضوع حال پر دلیل ہے)

گفت طوفی کن بگردم ہفت بار

واں نکوتر از طواف حج شمار

فرمانے لگے (حج کو کیوں جاتا ہے؟) آ! میرا ہی طواف کر لے (لہذا) میں نے

سات چکر لگائے (پھر فرمایا) اس طواف کو طوافِ حج سے بہتر جانو۔

واں درمہا پیش من نہ اے جواد!

واں کے حج کردی و حاصل شد مراد

(پھر فرمانے لگے) جو کچھ رقم سفر حج کے لئے پاس ہے مجھے دے دو (اور)

خاطر جمع رکھو کہ تم نے حج بھی کر لیا اور اپنی مراد بھی پالی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ (طریقت و حقیقت کی رو سے) فرائض الہی کی ادائیگی

میں توجہ الی اللہ شرط ہے، اس کے بغیر کوئی فرض درست نہیں ہوتا۔

خود بینی و عجب زہر قاتل ہے:

ایک مرتبہ میں اپنے مرشدِ کریم حضرت خواجہ، خواجگان، سیدنا و مولانا،

محبوب اللہ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، الشیخ خواجہ محمد خدابخش المملکتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے نصیحت کا خواستگار ہوا تو آپ نے فرمایا: (شیخ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں)

مرا پیر دانائے مرشد شہاب

دواندر زفر مود بر روئے آب

مجھے میرے شیخ، ہادی، دانائے اسرار، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کے کنارے پر دو نصیحتیں کیں۔

یکے آنکہ بر غیر بد میں مباح

دگر آنکہ بر خویش خود میں مباح

پہلی یہ کہ کسی غیر کو بری نگاہ سے نہ دیکھ، اور دوسری یہ کہ اپنی ذات کو دوسروں

سے اچھا نہ جان۔

یہ اشعار حضرت شیخ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں جن کی تشریح کچھ اس طرح ہے کہ مجھے میرے شیخ (حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دو نصیحتیں اُس وقت فرمائیں جب کہ آپ کے آنسوؤں کا پانی آپ کے رُخِ زیبا پر جاری تھا، کیونکہ اہل محبت و ذوق ہر وقت گریہ و زاری میں مصروف ہوا کرتے ہیں۔

یا یہ کہ آپ حالتِ نصیحت میں کشتی پر سوار تھے، یا بطورِ کرامت پانی پر پیدل چل رہے تھے۔

ان دونوں اشعار کا منشا و مقصد دوئی کا بیان ہے (جس سے سالک کو نجات حاصل کرنا ضروری ہے) کیونکہ جب دوئی درمیان سے اُٹھ جاتی ہے، محبتِ الہی حاصل ہو جاتی ہے اور خود کو اور غیر کو دیکھنا سب ختم ہو جاتا ہے، تو پھر صرف حق تعالیٰ کا ہی دیکھنا باقی رہ جاتا ہے، اور برائی کا صدور حق تعالیٰ سے محال ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل نیک ہے، اگرچہ شریعت و طریقت میں بدی و نیکی دونوں ثابت ہیں لیکن اسی نسبت سے نہ کہ مطلق، (یعنی کسی نئے سالک کی چونکہ شریعت و طریقت میں فنایت و محویت ابھی مکمل نہیں ہوئی اور خودی کا تصور ابھی باقی ہوتا ہے اس لئے نیکی و بدی بندے کی طرف منسوب کرتا ہے، پھر جب بندہ کامل اور مکمل ہو کر حقیقت کی بلندیوں کو چھونے لگتا ہے تو اسے ہر طرف وحدتِ ذات و صفات کے جلوے نظر آتے ہیں، چنانچہ اُسے اللہ تعالیٰ کے فعل کے سوا کچھ نظر نہیں آتا) جس میں بدی کا تصور ہی نہیں۔

چنانچہ زنا، چوری، تجسسِ عیوب، کبر و خود بینی (اگرچہ) سب بدیاں ہیں (لیکن یہ نسبت بندوں کے عمل سے ہے نہ کہ حق تعالیٰ کی نسبتِ تخلیق سے) جو کہ حقیقت ہے۔

تین عجیب آدمی:

نیز آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسی

سلسلہ میں بیان فرمایا کہ:

خود میں (و بد میں) تین طرح کے (عجیب آدمی) ہیں:

(۱) ”اندھا“ جو کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی دیکھ لیتا ہے۔

(۲) ”بہرہ“ جو کہ مخفی سے مخفی آواز بھی سن لیتا ہے

(۳) ”برہنہ“ جو کہ اس فکر میں رہتا ہے کہ کہیں میرے کپڑے چور نہ لے

جائے۔

پہلا شخص اپنے عیوب سے بالکل اندھا ہوتا ہے (اگرچہ وہ کبیرہ و مہنگے

ہوں، مگر) دوسروں کے چھوٹے سے چھوٹے عیوب اسکی نظر میں ہوتے ہیں۔

دوسرا شخص اپنی مؤذت و اتباع الہی سے بے خبر ہے (کوئی عمل صالح ہے ہی

نہیں) لیکن دوسروں سے اپنی تعریف سننے کیلئے ہر وقت کان دھرے رہتا ہے (یعنی اپنی

برائی کے سننے سے بالکل بہرہ ہے لیکن دوسروں کی برائی کے سوا اسے کچھ سنتا ہی نہیں)

تیسرا شخص جسے اپنے کفن کے ملنے کی خبر تک نہیں لیکن اُسے یہی فکر کھائے

جاتی ہے کہ یہ ظاہری لباس کہیں چور نہ لے جائے۔

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

اس مسافر کو (مجھے) شادی سے ملال (ناپسندیدگی) تھا، رات کو خواب

میں دیکھا کہ (شادی کا) سرخ جوڑا پہنے ہوئے ہوں، یہ دیکھ کر غمگین ہوا، جب بیدار ہوا

تو بہت خوش ہوا کہ یہ خواب ہے نہ کہ بیداری۔

اگر روى احسن الى من اساء:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

احسان کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا (کوئی بڑی بات نہیں بلکہ یہ تو) گدھے کا کام ہے، اور بروں کے ساتھ برائی کرنا کتے کا کام ہے، (ہاں البتہ) بدوں کے ساتھ نیکی کرنا یہ مردوں کا کام ہے۔

اگر مردی اَحْسِنُ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ

اگر تو مرد ہے تو اُس کے ساتھ احسان کر جو تجھ سے برائی کرے۔

نظمی روزوں کی ترغیب:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ:

ایام بیض (چاند کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ) اور شعبان المعظم کے دس روزے اور

شوال کے چھ روزے بہت خوب ہیں۔

گرمی طبع کا علاج:

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک روز میری طبیعت میں (خشک) گرمی نے جوش کیا ہوا تھا اور میں مولوی

نور اللہ صاحب کے ہاں مہمان تھا۔

مولوی صاحب موصوف میرے لئے پراٹھے اور اوپر وا فر مقدار میں گھی

ڈال کر، دودھ کے پیالے کے ساتھ لائے، اس مسافر نے اُس گھی کو دودھ میں ملا کر

پی لیا تو مذکورہ تکلیف سے شفاء حاصل ہوئی۔

پہلے پہل اشارتاً کنگو فرماتے:

آپ (حضرت خواجہ خدامش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی عادت شریفہ

یہ بھی تھی کہ:

جب آپ گفتگو فرماتے تو اولاً اشارہ سے فرماتے، اگر کوئی اسے سمجھ لیتا تو ٹھیک، ورنہ دوبارہ پھر صراحتاً فرمادیتے تاکہ لوگ اسے جلدی سمجھ لیں۔

بزرگوں کی خدمت میں باادب رہنا چاہیے:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ایک بار مسکین حضرت (شیخ الشیوخ) خواجہ، خواجگان، حضرت قبلہ، عالم خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک قرآن مجید محشی مع قرآن القرآن لے گیا، انہیں ایام میں حضرت (قطب الاقطاب) الشیخ شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادِ امجاد میں سے ایک صاحبزادے بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے، انہوں نے ان ہدایا کو میرے ہاتھ سے آپ کی اجازت کے بغیر لے لیا اور چلے گئے، حضرت قبلہ، عالم مہاروی قدس سرہ نے فرمایا ”کیا اچھا ہوتا کہ میری اجازت سے لے جاتے“

گھر کو اُجڑنے سے بچانے کی کوشش فرمائی:

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک شخص جو قوتِ مردی سے محروم تھا اور اس وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا مصمم ارادہ کئے ہوا تھا میرے پاس آیا اور دوائی کے بارے میں پوچھنے لگا، عین اسی وقت مولوی امام الدین بن مولوی صالح محمد دائرہ والے تشریف لے آئے اور عضوِ مخصوص کی رگوں کی قوت کا نسخہ بیان کیا، جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

شنگرف ایک تولہ، سیماب (پارہ) ایک تولہ، زرخ زرد ایک تولہ، سٹکھیا سفید آدھا تولہ، سٹکھیا زرد آدھا تولہ، منجھل سرخ ایک تولہ۔

ان سب دواؤں کو سیماب (پارہ) کے بغیر پیسا جائے، جب یہ بالکل

باریک ہو جائے تو اس میں شیرز ہوک ایک سیپ کی مقدار ڈال دیں، اسکے بعد سیماب (پارہ) اس میں ڈال کر رکھ دیں، جب خشک ہو جائے دوبارہ اس میں مسلسل ۷۲ گھنٹوں تک وقفہ وقفہ سے شیرز ہوک ڈالتے رہیں اور اسے پیتے رہیں، حتیٰ کہ سات تولہ تک شیرز ہوک اس میں ملائیں اور اسے سایہ میں خشک کر لیں یہاں تک کہ وہ منجمد ہو جائے، پھر اس طلا کو عضو مخصوص کو گرم پانی سے دھو کر اس طرح پرانے کپڑے کیساتھ اس کی مالش کریں کہ عضو مخصوص کی نخلی رگ جو کہ خسیوں کے محاذی (برابر) ہے وہ اور حشفہ طلا سے بالکل محفوظ رہے، پھر اسے ہرنولی کے پتے سے ڈھانپ کر بند کر دیں، پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح گرم پانی سے دھو کر طلا کریں۔

چند تفسیری اور فقہی نکات:

اور نیز میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا آفٌ

(ماں باپ کو آف نہ کہو) میں کلمہ آف کہنے سے صراحتاً اور گالی گلوچ مار پیٹ

وغیرہ سے دلالت (ممانعت) آئی ہے (جو کہ دونوں قطعی ہیں)

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

قرآن مجید کی اس آیت

لِلَّذَكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيْنِ

((وراثت میں) مذکر کیلئے دو مؤنہوں کے برابر حصہ ہے)

میں دو حقیقی لڑکیوں کا حصہ ثلثان ۲/۳ بطور اشارۃ النص ثابت ہے کیونکہ کم

از کم احتراز ایک مذکر اور ایک انثیٰ کا ہو سکتا ہے، اس صورت میں مذکر کو ثلثان ۲/۳

مونث کو ثلث ۱/۳ ملے گا۔

(اب سنئے!) قرآن مجید نے فرمایا لِّلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيْنَ (ایک مذکر کو

دو مونثوں کے برابر ملے گا) جب ایک مونث کا حصہ ثلث ۱/۳ تھا جب دو ہونگی تو پھر ثلثان

۲/۳ ہو جائے گا۔

(اور نیز عبارت النص، اشارة النص، دلالة النص کی مثالیں سمجھانے کے بعد فرمایا)

اقتضاء النص کی (مثال) یہ ہے کہ اگر ایک شخص دوسرے کو کہے

أَعْتَقْتُ (أَيُّ عَبْدِكَ) عَنِّي بِأَلْفٍ

(ہزار کے بدلے میری جانب سے تو اپنے غلام کو آزاد کر دے)

اسکے جواب میں دوسرے نے کہا أَعْتَقْتُهُ (میں نے اُسے آزاد کیا) تو شرعی حکم

اس کا یہ ہے کہ وہ غلام متکلم کی طرف سے آزاد سمجھا جائیگا نہ کہ مخاطب کی جانب

سے، اور ملکیت متکلم بطور شراء (خرید) ثابت ہوگی۔ (جو کہ اصول فقہ کے اعتبار سے اقتضاء

النص کہلاتی ہے) کیونکہ بغیر ملکیت کے غلام آزاد نہیں کیا جاسکتا (اور متکلم کو ہزار روپے

مخاطب کو دینے ہونگے کیونکہ مخاطب نے متکلم کے جواب میں غلام آزاد کیا ہے اور تفصیل کتب

اصول میں موجود ہے)۔

اپنے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں ایک سفر کی روداد:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میرے شیخ کریم (شیخ المشائخ، غیاث العاشقین، سند اکاملین، محب اللہ المتعال،

حضرت خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا معمول کچھ اس طرح ہوتا تھا کہ جب آپ

کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے تھے، ایک دن میں مسجد

میں آپکی خدمت میں حاضر تھا، جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو میں بھی ساتھ آیا، اس وقت میرا لباس ایک ٹوپی ایک چادر اور ایک پاجامہ پر مشتمل تھا۔

(مسجد سے نکل کر) آپ ایک جانب روانہ ہونے لگے تو میں بھی آپ کے ہمراہ ہو گیا (کچھ دیر کے بعد) ایک آدمی سے آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا: ”ان (یعنی حضرت سراج الواصلین، فخر العاشقین، سند العارفین، محبوب اللہ، حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر پر جا کر اطلاع دیدینا کہ وہ ان کا انتظار نہ کریں، یہ ہمارے ہمراہ شجاع آباد تک جا رہے ہیں“

جب کچھ سفر طے ہو چکا تو آپ نے حضرت سیدنا خواجہ اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز والے روٹی کے چند ٹکڑے جو آپ کے ہمراہ تھے نکال کر کچھ خود تناول فرمائے اور کچھ مجھے عطا فرمائے جن سے میں بھی فیضیاب ہوا۔

اُس روز گرمی کی بہت شدت تھی، ایک کمبل جو کہ آپ کے پاس آپ کے شیخ قدوة السالکین، شمس العارفین، حضرت خواجہ نور محمد قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبرکات میں سے تھا اور اُن کو اُن کے شیخ، فخر الاولین والآخرین، محبت النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) حضرت شیخ المشائخ، خواجہ محمد فخر الدین دہلوی اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک خاص حالت میں عطا ہوا تھا اور جس کو قبلہء من حضرت محبت اللہ المتعال، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شادی کے دن بھی پہنا تھا، وہی کمبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرمی سے بچاؤ کے لئے اس روز مجھے عطا فرمایا تاکہ میں اسے سائبان بناؤں، (لیکن) میں نے (بپاسِ ادب) اس کمبل کو لپیٹ کر اپنی بغل میں چھپالیا۔

جب ہم حضرت میاں صاحب مولوی علی محمد لاہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکان پر پہنچے تو انہوں نے کھانا تیار کروانے کی خواہش ظاہر کی (لیکن) آپ نے فرمایا: ہم نے کھا لیا ہے، پھر ہم وہاں سے آگے روانہ ہو گئے اور بوقتِ عصر شجاع آباد پہنچ گئے۔

اس سفر سے آپ کی غرض ایک آدمی سے ملاقات تھی جو کہ شجاع آباد کے

مضافات میں رہتا تھا۔

رات ہم نے شجاع آباد کی ایک مسجد میں بسر کی، وہاں کچھ لوگ حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دبانے لگے، انہیں میں سے ایک شخص کو آپ نے (میرا نام لے کر فرمایا) ان کو بھی دباؤ، وہ شخص میرے پاس آ کر مجھے دبانے لگا، جس سے میرے جسم میں درد ہونے لگا لیکن ادب کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکا، اسی دوران ایک اور صاحب تشریف لائے جن کے لئے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے، میں بھی آپ کی متابعت میں کھڑا ہو گیا، اس کے بعد بقیہ رات میں سو نہ سکا۔

جس پر کرم ہو جائے خوش نصیب وہی ہے:

بعد ازاں قبلہء من حضرت محبت اللہ المتعال، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال

صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک مرتبہ حضرت قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاکپتن شریف سے

”ماڑی“ نامی بستی کے راستے جو کہ مہار شریف سے بیس کوس کے فاصلہ پر ہے واپس

تشریف لا رہے تھے، میرے دل میں یہ خیال گردش کرنے لگا کہ اگر آپ نے مجھے

سواری کیلئے گھوڑا عنایت فرمایا تو میں اسے تیز رفتار کیسے کر سکوں گا (کیونکہ رواج اس

طرح ہے کہ مشائخ کو اچھی سواری پیش کی جاتی ہے اور خادموں کو عام، لیکن آپ چونکہ میری دلی

کیفیت پر آگاہ تھے، اس لئے) مجھے ایک تیز رفتار گھوڑا عطا فرمایا اور خود بھی ایک سبک رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے۔

راتے میں مولوی الیاس نامی ایک شخص آپ کی ملاقات سے مشرف ہوا، جو کہ بہت خوش مزاج اور خوش طبع تھا، آپ (قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس کے گھر کا ارادہ فرمایا اور گھوڑے کی لگام اس طرف موڑی تو وہ ازراہ خوش طبعی کہنے لگا حضور! راستہ اسی طرف ہے (جس طرف آپ تشریف لئے جا رہے ہیں، میرے گھر کی طرف نہیں) آپ نے فرمایا:

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد

فدائے یک تن بیگانہ کا شنا باشد

ہزار اپنے، جو کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے بیگانے ہوں اس ایک بیگانے پر قربان جو کہ خدا شناس ہو۔

(یعنی تیرا مقصد یہ ہے کہ ہم چونکہ تیرے رشتہ دار نہیں ہیں اس لئے تیرے گھر نہیں جائیں گے، سنو! اگرچہ ہم نسب میں بیگانے ہیں، لیکن خدا شناس ضرور ہیں)

(حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے (اپنے دل ہی دل میں) کہا جس پر کرم ہو جائے طالع مند (خوش نصیب) وہی ہے۔

بارش طلب کرنے کا منفرد انداز:

نیز آپ (قبلہء من خولجہ حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا:

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت نواب جیو صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بادشاہ وقت

کے پاس بیٹھے تھے اور عہدہء وزارت پر فائز تھے، اسی دوران لوگوں نے حاضر ہو

کر بارش نہ ہونے اور قحط سالی کی شکایت کی۔

نواب صاحب نے فرمایا کل بارش ہو جائیگی، نواب صاحب کے اس جواب سے لوگ بہت متعجب ہوئے کہ آپ کس طرح یہ غیب کی خبر دے رہے ہیں۔ اگلے روز نواب صاحب نے فقراء و علماء کی دعوت فرمائی اور بہت پر تکلف کھانے از جنس پلاؤ اور گوشت وغیرہ وغیرہ مختلف شکلوں میں تیار کروائے اور ان سب چیزوں کو لے کر علماء و فقراء کے ہمراہ جنگل میں تشریف لے گئے، جہاں آس پاس پانی کا وجود نہ تھا، جب سب نے کھانا کھانے کے بعد پانی طلب کیا تو نواب صاحب نے فرمایا: پانی اب اللہ تعالیٰ سے مانگئے، چنانچہ اسی وقت غیب سے بارانِ رحمت کا سلسلہ شروع ہو گیا (اور اتنی بارش ہوئی کہ زمینیں سیراب ہو گئیں اور لوگ بھی)۔

مرنے کی اتنی جلدی کیوں؟:

مزید آپ (قبلہ من خواجہ حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ارشاد فرمایا کہ: ایک بار ایک واعظ نے وعظ کرتے ہوئے جمعہ کے دن مرنے کے فضائل بیان کئے، چنانچہ ایک (جاہل) آدمی جس کی گردن میں ریت سے بھرا ہوا ایک مٹکا تھا، اس نے اس واعظ کی گفتگو سن کر اپنا مٹکا پھینکا اور خود کو ایک گہرے پانی میں غرق کرنے لگا، میاں محمد یار نے جو کہ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم تھے، اسے پکڑ کر باہر نکالا (کہ موت کے فضائل کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم خودکشی کر لو اور حرام موت مرو)

قبلہ عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذوق سماع:

نیز قبلہ من خواجہ حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

نواب صاحب مذکور (حضرت نواب جیو صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ) ایک بار ایک غزل

لکھ کر بخدمتِ قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، وہ یہ غزل آپ کو (اپنے ہاں لے جا کر) سنوانے کا ارادہ رکھتے تھے، جس وقت کہ آپ مجلس برخواست کرنا چاہتے تھے عین اسی وقت نواب صاحب نے ایک مصرع کاغذ پر لکھ کر آپکی خدمت میں پیش کیا:

خدا را سوائے مشتاقاں نگاہے

”اللہ تعالیٰ کے لئے ہم عاشقوں پر بھی نظرِ شفقت فرمائیے“

آپ نے وہ کاغذ اپنی کمر پر لنگی درست کرتے ہوئے مجھے دیا، مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ مذکورہ نواب صاحب کی دعوت پر مجھے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں، پھر بھی میں نے اشارتاً عرض کیا کہ آپ کی نعلین سیدھی کر دوں، جواباً آپ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (کردو) میں نے آپ کی نعلین درست کیں، (اسی وقت) آپ اٹھے اور نواب صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہاں (دعوت گاہ میں) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہ فقیر اور نواب صاحب کے علاوہ کوچھوٹھانہ تھا، نواب صاحب کے قوالوں نے وہی غزل پڑھی، جس کی وجہ سے مجلس بہت پر ذوق رہی۔

دورانِ مجلس ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ اہل علاقہ کے امراء میں سے ایک آدمی آپ کی زیارت کا منتظر ہے، آپ نے فرمایا: فی الحال (ملاقات کا) وقت نہیں حتیٰ کہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

استاد کوشاگردوں کے حوالے کر دیا گیا ہے:

نیز آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نقل فرماتے تھے کہ ایک بار حضرت قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے قبلہ گاہ (حضرت محبت

اللہ المتعال، حافظ محمد جمال صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف تین طلباء کو بھیجا کہ انہیں اس دعا گو (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سپرد فرمادیں اور ان کی تعلیم میں کوتاہی نہ کی جائے۔

جب اس دعا گو کو اس بات کا علم ہوا تو سوچا کہ قبلہ گاہ (حضرت حافظ صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شاید میری طرف آنے کی زحمت فرمائیں، لہذا میں خود ہی آکر زیارت سے مشرف ہوا اور تسلی دی کہ ان کی تعلیم میں پوری توجہ دی جائیگی۔ اس کے بعد میرے قبلہ گاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عریضہ (خط) لکھا کہ:

”میں نے (حضرت خواجہ) خدا بخش (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو طلباء کے حوالے کر دیا ہے“

جب وہ عریضہ حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ اور دیگر حاضرین مجلس حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس حسن ادب سے بہت متعجب ہوئے کہ ”استاد کو شاگردوں کے حوالے کر دیا گیا ہے“ اور بہت خوش ہوئے۔ اسی سلسلے میں آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ:

حضرت مخدوم شرف الدین حسین رحمہ اللہ تعالیٰ عالم تھے اور حدیث شریف پڑھنے پڑھانے میں بہت مشغول رہتے تھے، چنانچہ بکثرت مولوی صاحبان استفادہ کیلئے انکے پاس آتے تھے، بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مخدوم صاحب پڑھتے ہیں اور آنے والے مولوی صاحبان پڑھاتے ہیں، لیکن درحقیقت معاملہ اسکے برعکس تھا

حضرت مخدوم صاحب استاد ہوتے وہ شاگرد، و نیز مخدوم صاحب ان کی مالی خدمت بھی کرتے تھے، کسی کو پانچ روپے ماہوار، کسی کو تین روپے اور کسی کو دو روپے ماہوار وظیفہ عطا فرماتے تھے۔

آپ دوائی کیوں نہیں استعمال فرماتے؟:

نیز آپ (حضرت خواجہ خدام بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نقل فرماتے

تھے کہ:

ایک مرتبہ حضرت قبلہ، عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاور میاں محمد غلام رسول صاحب میرے قبلہ گاہ (حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس ملاقات کیلئے تشریف لائے اور عرض کی کہ آپ بہت نحیف (کنزور) ہو چکے ہیں پھر بھی دوائی استعمال نہیں فرماتے؟ آپ نے فرمایا: اگر کوئی مجھے یہ بات لکھ دے کہ آپ کو اس دوائی سے (ضرور بالضرور) صحت ہو جائے گی تو کر لوں گا (اور ایسا ممکن نہیں)

بھوک کم ہو تو بہتر ہے:

نیز فرمایا:

میں یہ چاہتا ہوں کہ بھوک کی مقدار کم ہونی چاہیے نہ کہ زیادہ (تا کہ کم سے کم کھانا کھایا جائے)۔

نیز فرمایا:

ایک بار کسی حکیم نے کہا میرے پاس ایک دوائی ہے جو کہ مقوی (طاقت دینے والی) ہے اور میں اسے ایک روپے کے بدلے ایک روپے کے وزن برابر دیتا ہوں۔ اگر آپ کے مزاج میں آئے تو لے لیں اور روزانہ اس سے ایک لکھ (تھکے) برابر

بتاشے پر ڈال کر کھالیا کریں (انشاء اللہ تعالیٰ) بھر پور قوت ہوگی۔

اتنے میں ایک شخص بازار سے غالباً ”بیچ قیصرہ“ بتاشے خرید لایا اور میرے سامنے رکھ دیے، میں نے ساری دوائی ان بتاشوں پر ڈال کر انہیں پیس کر یکبارگی ہی کھالی اور اپنے دل میں خیال کیا کہ کون روزانہ حرج میں پڑے اور تازہ اسباب مہیا کرے، اسپر کسی نے پوچھا حضور! اس دوائی سے کچھ فائدہ بھی ہوا؟ فرمایا بالکل نہیں۔

عشق الہی ہر تکلیف کا علاج ہے:

ایک بار اس بے بیچ (کاتب الحروف، فانی فی اللہ، باقی باللہ، خواجہ خواجگان، مولانا عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں عرض کی کہ:

چونکہ آپ کو خشک کھانسی ہے اور نقاہت بھی بہت ہے، لہذا ”لعاب ہی دانہ“ بہت اچھی دوا ہے اور اس مرض کے لئے بہت مفید ہے۔

(اسکے جواب) میں آپ نے مثنوی شریف کا یہ شعر پڑھا:

اے دوائے نخوت و ناموس ما

اے تو افلاطون و جالینوس ما

اے عشق! (عشق الہی کی طرف اشارہ ہے) تو ہی ہمارے ناز و ناموس کی دوا

ہے (اے عشق!) تو ہی ہمارے لئے جالینوس و افلاطون (حکمائے یونان کے نام) ہے۔

نیز آپ نے فرمایا:

میں نے کبھی خواہش نفس کیلئے دوا نہیں لی، اور نہ ہی قوتِ باہ کیلئے کوئی چیز

استعمال کی، اگر کہیں سے کبھی کوئی دوا ہاتھ آتی بھی تو دوسروں کو دے دیتا۔

صدقہء جاریہ کے لئے تعمیرات کرواتے:

ایک بار آپ (حضرت خواجہ خدامش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بارگاہ میں حضور میاں خواجہ المعروف عبداللہ نے عرض کی حضور! میں نے آپ کی زبان معجز بیان سے ایک بار سنا تھا کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ دولت عطا فرماتا ہے تو وہ اسے ان چند چیزوں پر خرچ کرتا ہے یا تو بنائے خوب (خوبصورت مکانات کی تعمیر) میں، یا غذائے لذیذ میں، یا قوتِ باہ میں، یا نکاحِ ثانی میں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میاں عبداللہ کو جواب عطا فرمایا کہ:

مجھے بھی ایک علت (عادت) ہے جس کو ختم کرنے کی کوشش بہت کرتا ہوں پر

کہ نہیں پاتا، وہ یہ کہ جب بھی کوئی رقم آتی ہے تعمیر مکانات پر خرچ کرتا ہوں۔

اس بے ہتج (کاتب الحروف) نے عرض کی حضور! یہ بھی آپ کا بے حساب

فیض ہے، کیونکہ حضور کا مکانات تعمیر کروانا یا تو مہمان خانوں کی شکل میں ہوتا ہے، یا

کوئی اور فیض عام، مثلاً خانقاہِ مطہرہ کی تعمیر، کنویں کھدوانا (چونکہ اُس دور میں پانی کا ذریعہ

یہی ہوا کرتا تھا) اور مساجد بنانا وغیرہ وغیرہ۔

نیز آپ ان تعمیرات میں اسراف کو بھی پسند نہیں فرماتے کہ عمارت کو بہت

خوبصورت بنایا جائے اور بے فائدہ تکلیف اٹھائی جائے۔

چوروں پر بھی شفقت فرمائی:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی ایک بار فرمایا کہ:

حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہء اکبر حضرت نور محمد ثانی نارو والہ

صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرزند ارجمند کی شادی کرنا چاہتے تھے اور اس کے لئے تمام

تیار ہی بھی مکمل فرما چکے تھے کہ اچانک بلوچ ڈاکوؤں کا ایک گروہ جو کہ چوری اور غارت گری میں مشہور تھا وہ سارے کا سارا سامان چوری کر کے لے گیا۔

انہیں چوروں میں سے ایک آپ کے حجرہء خاص میں آ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ شاید یہاں سے بھی کوئی چیز مل جائے لیکن اسے وہاں سے کچھ نہ ملا، جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے اُسے بلا کر کہا ”اس مٹکے میں ایک لنگی پڑی ہے وہ لیتے جاؤ“ وہ لنگی آپ کے خادم نے اس سے قبل گھڑے میں ڈال کر گھڑے کو الٹا کر دیا تھا، چنانچہ چور اُس لنگی کو اٹھا کر لے گیا۔

آپ نے فرمایا: لیکن خدا تعالیٰ بڑا کارساز ہے، مقررہ مدت پر بامر الہی پہلے سے بھی کہیں زیادہ اسباب مہیا ہوئے اور شادی بخوبی سرانجام پائی۔

شیخ و مرید کے تعلق کا ایک انداز:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کاتب الحروف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور مخدوم سید حامد جیو صاحب کو ”ظریف خان کے باغیچے“ (ملتان کے ایک مقام کا نام) میں شرفِ رخصت سے نوازا اور خود ملتان سے باہر کسی صاحبِ دعوت کی طرف تشریف لے جانے لگے۔

اس بے ہیج نے عرض کی حضور! بدنی رخصت گوارہ ہو سکتی ہے لیکن روحانی نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

قربِ روحی بَشْمَا دارم و فقیدِ بدنی

ہمچو در وقتِ نبی خواجہ اولیس قرنی

اگرچہ میرا جسم آپ سے دور ہوگا لیکن میری روح آپ سے قریب رہے گی
جیسا کہ حضور نبی مکرم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ ظاہری حیات میں
حضرت خواجہ اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نیز ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خانقاہِ معلیٰ میں اس بے ہیج کو
مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

مجھے (مرتبے میں) کہاں تک پہنچانا چاہو گے؟ (یعنی میری اتباع کہاں تک کرو
گے؟ کیونکہ شاگرد و مرید کا اپنے استاد و شیخ کے تعلیمی اصول پر عمل کرنا استاد و شیخ کیلئے صدقہء جاریہ
کے طور پر ترقی و درجات کا سبب ہے)

اس درویش نے عرض کی جیسے آپ کی مبارک مرضی ہوگی۔

(جواب میں) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مصرع زبان پر لائے:

نہ مثل زبیدہ است ہر بیوہ ۶

”ہر بیوہ بی بی زبیدہ کی طرح نہیں ہوتی“

کاتب الحروف کہتا ہے آپ کی مراد اس مصرع سے غالباً اس حدیث شریف
کی طرف اشارہ ہے۔

عَلَيْكُمْ بَدِيْنِ الْعَجَائِزِ

”بوڑھی عورتوں کے دین کو مضبوطی سے پکڑو“

(کیونکہ وہ عقیدت و محبت اور دین میں دوسروں سے زیادہ پختہ ہوتی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم)

اخلاقی اقدار کی پاسداری:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کسی نے حضرت محبت النبی (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ والہ وسلم) فخر المحبوبین، مولوی فخر الدین صاحب (اورنگ آبادی ثم الدہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حضور (سامنے) کسی کے منہ پر طمانچہ مارا، آپ اس پر بہت خفا ہوئے۔

(کیونکہ یہ مجالس اہل اللہ کے احترام کے خلاف ہے اور اس میں اہل اللہ کی توہین و گستاخی بھی ہے، اور ہر ذی شعور باادب الشریعہ اس سے آگاہ ہے)۔

تعویذ ہر کارہ کی سند:

نیز ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

تعویذ اسم ذات (تعویذ ہر کارہ) بایں صورت اللہ
اللہ
اللہ

(کہ تین مرتبہ اوپر نیچے اللہ اللہ اللہ لکھا جاتا ہے) حضرت (شیخ المشائخ، غریق الحبیب، امام العارفین، سلطان الزاہدین، خواجہ خواجگان،) حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انکے مرشد (شیخ المشائخ برہان چشتیاں، شہید الحبیب، وکیل الباب، حضرت خواجہ خواجگان، قطب الحق والدین) حضرت خواجہ بختیار کاکی اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عطا ہوا تھا۔

کشف سے دلی کیفیت کو جان لیا:

ایک مرتبہ آپ (میرے مرشد کریم، حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی

اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ:

ایک روز حضرت خواجہ خواجگان قبلہء عالمیان، شیخ المشائخ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام خلفاء کے ساتھ ملتان تشریف لائے، درآں حالیکہ تھوہی تھوڑی بارش ہو رہی تھی، پھر جب آپ واپس جانے لگے تو یہ درویش آپ کے پیچھے روانہ ہوا، جب آپ ”باغ شیرخان“ میں پہنچے تو اپنے گھوڑے کو روک لیا، سب

لوگ حیران تھے کہ آپ کس لئے یہاں رکے ہیں۔

بعد ازاں آپ نے اس فقیر کو (بلا کر) رخصت فرمایا (یعنی تم اپنے گھر چلے

جاؤ) اور دو روپے بطور انعام مرحمت فرمائے۔ (آپ کی یہ سب کرم نوازی اس لئے تھی کہ)

میرے بھائی بیمار تھے (اور مجھے وہاں پہنچنا تھا، یہ سب آپ کا کشف تھا)۔

امان ما حوالہ خدائے تعالیٰ:

یہ بھی آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ:

یہ کلام جو لوگوں میں مشہور ہے اور اکثر لوگ اُسے اپنی زبان پر بھی لاتے ہیں

أَمَانِ مَا حَوَالَهُ خُذْ اِنَّ تَعَالَى

”ہماری امانت اللہ تعالیٰ کے سپرد“

یہ اچھے الفاظ ہیں اور اسی طرح حدیث شریف میں بھی ہے کہ:

رات کو سوتے ہوئے یہ پڑھ لیا کریں:

وَأَنَا أَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللَّهُ بِهِ وَأَسْتَوْدِعُ اللَّهَ هَذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ لِي

عِنْدَهُ وَدِيْعَةٌ

اور میں گواہی دیتا ہوں اس (بات) کی جس کی اللہ تعالیٰ نے خود شہادت دی ہے اور

وہی شہادت میں اللہ تعالیٰ کو بطور امانت پیش کرتا ہوں اور یہ میرے نفع کے لئے میرے اللہ تعالیٰ

کے پاس امانت ہے

اسکے بعد یہ آیت تلاوت کریں

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ وَالْقَدِيمُ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ

إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اللہ تعالیٰ امانتوں کی حفاظت فرماتا ہے:

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حوالے سے ایک قصہ بھی ذکر فرمایا جو کہ ”عوارف المعارف“ شریف (تصوف کی ایک مشہور کتاب جو کہ شیخ المشائخ، خواجہ خواجگان حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیفِ لطیف ہے) میں مذکور ہے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہء خلافت میں دو مرد آپ کی بارگاہ میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک باپ تھا جبکہ دوسرا بیٹا۔ یہ دونوں اور لوگوں کی نسبت ایک دوسرے کے ساتھ شکل و صورت میں بہت زیادہ مشابہ تھے۔

آپ نے اس حیرت انگیز مشابہت کا سبب ان سے دریافت کیا، باپ نے عرض کی حضور! میں ایک تاجر ہوں، ایک بارتجارت کے سلسلہ میں اپنے وطن سے باہر گیا، جاتے وقت میری بیوی حاملہ تھی، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ ”اے اللہ! اس عورت کے حمل کو میں نے تیرے سپرد کیا“ پھر میں سفر پر روانہ ہو گیا۔

جب میں سفر سے واپس آیا تو پتہ چلا کہ میری بیوی فوت ہو چکی ہے، میں نے حمل کے بارے میں دریافت کیا، تو کہا گیا کہ وہ حمل ہی کی حالت میں فوت ہو گئی تھی، جب میں اسکی قبر پر گیا تو مجھے قبر کے اندر سے بچے کی آواز سنائی دی جس کو اور لوگوں نے بھی سنا، جب ہم نے قبر کھودی تو اس میں ایک بچے کو زندہ پایا، غیب سے یہ آواز سنائی دی کہ ”تو نے بیوی کے حمل کو ہمارے سپرد کیا تھا جسے ہم نے باسلامت تجھے واپس لوٹا دیا، اگر بیوی بھی ہمارے سپرد کر جاتا تو اسے بھی باسلامت

پالیتا“ حضور! یہ وہی میرا لڑکا ہے۔

میرا حال حجر اسود کی طرح ہے:

نیز ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

”میرا حال حجر اسود جیسا ہے جسے لوگ چومتے ہیں اور وہ خود سیاہ ہے“

کاتب الحروف (حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتا ہے ہو سکتا ہے کہ آپ کا یہ

مقولہ حضرت شیخ ابو مدین مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقولہ کی طرح ہو، جو کہ فرماتے تھے

”میری مثال حجر اسود کی سی ہے یعنی جو کچھ بھی میرے پاس ہے میرا اپنا نہیں ہے بلکہ یہ

سب سیاہی مخلوق کے اعمال کی وجہ سے ہے“

(مترجم غفرلہ عرض کرتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی قدم بوسی یا دست بوسی

سیاہ کاروں کے گناہوں کا کفارہ ہے، لیکن ان کا یہ فرمانا کہ ”ہم سیاہ ہیں“ بطور کمال انکساری ہے،

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آمین! بجاہ النبی الامین وایۃ اللہ المسبین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

اولیاء اللہ کا جذبہ ایثار ہر ایک سے ممتاز ہے:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

میرا حال اُس شخص جیسا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ سے ان تین دعاؤں کے علاوہ

کچھ نہیں مانگتا۔

(۱) اے اللہ! عزوجل ابلیس کو موت دے دے۔

(۲) اے اللہ! عزوجل جہنم کو بچھا دے۔

(۳) یا میرے جسم کو اتنا وسیع و عریض فرما دے جو کہ دوزخ کو بھر دے، تاکہ

دوسرے لوگ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہیں۔

(پھر فرمایا) میرا حال بھی یہی ہے کہ میں چاہتا ہوں تمام لوگ عذاب سے محفوظ رہیں اور جو بھی تکلیف و عذاب ہے وہ مجھے مل جائے۔

خواص کی باتیں خواص ہی جانتے ہیں:

نیز فرمایا کہ ایک شخص یہ مولود (نعت) شریف پڑھ رہا تھا کہ:

شدرخ یاربے حجاب، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

دوست (یعنی اللہ تعالیٰ) کے انوار و تجلیات بے حجاب ہو گئے، حضرت محمد صلی

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو، یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ظہور ظہورِ حق ہے۔

اس شعر پر کسی نے اعتراض کیا تو میں نے اُس سے کہا کہ تم نے اسکا مطلب

بھی سمجھا ہے یا خواہ مخواہ اعتراض کر رہے ہو؟ حضرت (خواجہ، خواجگان، شیخ المشائخ نور محمد

صاحب) نارووالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ: اس حوالے سے گفتگو کرنا مناسب نہیں۔

اور اسی طرح کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ:

ایک مرتبہ (خانقاہِ معلیٰ، حضرت شیخ المشائخ، خواجہ، خواجگان، قبلہ، عالمیان، خواجہ نور

محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر) مولوی احمد یار صاحب فتح آباد سے جبکہ ایک دوسرے مولوی

صاحب جن کا نام غلام محمد تھا حاضر تھے، وہ دونوں ”وحدت الوجود“ کے موضوع پر ایک

دوسرے سے مختلف سوچ رکھنے کے باعث اختلاف رکھتے تھے، ان دونوں نے وہیں

”خانقاہِ معلیٰ“ پر اسی موضوع پر جنگ و جدل شروع کر دی، یہ بے ہیج (غالباً حضور فانی فی

اللہ، باقی باللہ خواجہ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی اس گفتگو میں شامل تھا، آپ (میرے شیخ

کریم حضرت خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جب یہ معاملہ دیکھا تو) مجھے بطورِ وعظ فرمایا کہ اس باب میں گفتگو کرنا مناسب نہیں (بلکہ یہ انداز ہونا چاہیے)

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ

”تمہارا دین تمہارے لئے میرا دین میرے لئے“

اور اسی طرح ایک مرتبہ جبکہ مولوی قاسم اور مولوی عبدالرحمن بھڈیرا اسی ”وحدت الوجود“ کے موضوع پر سوال و جواب کا سلسلہ شروع کئے ہوئے تھے اور یہ بے پٹیج (راقم الحروف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی بطورِ تماشائی سوال و جواب سننے کے قصد سے وہاں موجود تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں بھی مجھے اس گفتگو میں شرکت سے منع فرمایا۔

الاستقامة فوق الكرامة:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک شخص جو کہ شیخ المشائخ مولوی (محب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، خواجہء خواجگان) حضرت فخر الدین محمد دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں سے تھا اور صاحب خوارقِ عادات بھی، جس کا نام غلام محمد ^{صلح} تھا، ایک بار حضرت قبلہء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کرامات کا ذکر کرنے لگا کہ میں نے اس طرح کیا، اس طرح کیا، حضرت قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تم اسی (ادنیٰ) مقام میں ہو، یہ سن کر انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کا بہت شکر یہ ادا کیا۔

عجب اور تکبر حرام ہے:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمایا کہ:

حضرت قبلہء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید تھے جو کہ آٹھ پہر میں ایک بار کھانا تناول فرماتے تھے، ایک دن اُن کے ہاں ایک مہمان آیا جو کئی دنوں سے فاقہ سے تھا، انہوں نے اپنا کھانا آنے والے مہمان کو پیش کر دیا، اس طرح ان پر اسی بھوک کے عالم میں سولہ پہر گذر گئے، پھر جو کھانے کا وقت آیا تو ایک سائل اور آ پہنچا، انہوں نے پھر اپنا کھانا اس دوسرے سائل کو دے دیا، اسی طرح کرتے کرتے آٹھ دن گذر گئے اور انہوں نے کھانا نہیں کھایا، لیکن ان کی قوت اسی طرح بحال رہی، آٹھویں دن وہ مرید قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو حاضر ہوئے (چونکہ باطنی طور پر آپ کو سارا علم ہو چکا تھا اس لئے) آپ نے اُس کے کھانے میں جلدی فرمائی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ ”اتنے دنوں بھوکا رہنا اچھا نہیں، کیونکہ عجب نفس (خود پسندی) اور فخر کا موجب ہے۔“

قناعت بہر حال اولیٰ تراست:

قاضی سلطان اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ حضرت شیخ علی حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتہ داروں میں سے تھے فرماتے ہیں کہ:

جس زمانے میں سکھوں نے قلعہء ملتان کی تخریب و غارت کی، حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نہایت پریشانی کے عالم میں حضرت محبت اللہ المتعال، خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ مبارک کے قریب ایک حویلی میں نزول فرمایا، آپ یہاں سے بہاولپور جانے کا ارادہ رکھتے تھے، اس وقت آپ کے تمام متعلقین کا کھانا قطب الدین قصوری کے گھر سے بھیجا جاتا تھا اور اُن کی خواہش تھی کہ آپ قصور یا لاہور تشریف لے چلیں، لیکن

آپ نے وہاں جانے سے انکار کر دیا اور بہاولپور ہی جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔

ایک دن عبدالصمد خان نے آدمی بھیج کر کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی استدعا بھی رد فرمادی اور صاف انکار فرمادیا، جب اس کا قاصد چلا گیا تو آپ نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ اس خستہ حالی میں جانا مناسب نہیں اور اس پر (عاجزی کرتے ہوئے) یہ شعر بھی آپ نے فرمایا۔

گر گدا پیش رو لشکرِ اسلام بود

کافرا ز بیم توقع برود تا دژ چین

اگر لشکرِ اسلام کا پیشرو (کوئی مانگنے والا) گدا گر ہو، تو اس کی (سوالوں کے

پورے ہونے کی) امید سے ڈر کر کافر دیوارِ چین تک بھاگ نکلیں گے۔

اور آپ نے خود ہی فرمایا انکا بھاگنا اسکے سوال کے خوف سے ہوگا نہ کہ تلوار

کے خوف سے۔

ایک مسئلہء وراثت بشکل پہیلی:

اور یہ بھی منقول ہے کہ جن ایام میں حضرت محبت اللہ المتعال، حضرت خواجہ

حافظ محمد جمال اللہ صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

زیارت کو اکثر آیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم

الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی ساتھ جانے کا مصمم ارادہ کر لیا، انھیں دنوں میں ایک

افغانی مولوی جو کہ اخوند کے نام سے مشہور تھا اور ”اندر کوٹ“ کا رہنے والا تھا اور آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب ”خلاصۃ الحساب“ پڑھتا تھا، ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خدمت میں عرض کرنے لگا کہ ایک فتاویٰ میں میں نے ایک عجیب مسئلہ دیکھا ہے، وہ

یہ کہ ایک شخص مر جاتا ہے اور اپنے ورثاء میں ایک حقیقی (سگا) بھائی اور ایک اپنی زوجہ کا بھائی چھوڑ جاتا ہے، اسکا ترکہ سارے کا سارا اُس کی بیوی کے بھائی کو ملے گا اور مرنے والے کا سگا بھائی وراثت سے محروم رہے گا۔

(اس سے پہلے کہ آپ اس کو کوئی جواب دیتے) اچانک آپ کو حضرت میاں صاحب، والا مناقب، مولوی عبدالرزاق جیو صاحب (جو کے قلعہ میلیاں کے رہنے والے تھے) کے ہمراہ مہار شریف کا سفر درپیش ہوا۔

جب آپ اور مولوی صاحب ممدوح حضور قبلہء عالم کی زیارت سے مشرف ہو کر کچھ دنوں بعد مہار شریف سے واپس ملتان کی طرف روانہ ہوئے تو اسی دن حاصل پور کے نواح میں موضع ”چھومن“ کی ”وہیل“ نامی بستی میں آہنچے اور سفر کی تھکان کی وجہ سے چار پائیوں پر لیٹ گئے۔

اتنے میں مذکورہ بستی کی مسجد کا امام ”سلطان“ نامی آیا اور میاں صاحب عبدالرزاق جیو کی پائنتی بیٹھ کر اُنکے پاؤں دبانے لگا اور پورے شوق و ذوق اور اعضاء کو حرکت دیتے ہوئے (جموتے ہوئے) یہ ابیات جو کہ مختلف الانواع ہیں پڑھنے لگا۔

اے ماما ہوں چاچا تیرا

تیکوں سڈے بابا میرا

سووی ہووے ڈاڈا تیرا

ایہ معما سنیو بھائی

ہکو سو ہرا ہکو جوائی

ایہ عجائب ہین سمجھ آئی

سکی نانی سکی بھر جانی
 ایہ عجائب سن توں بھیا!
 سکا ڈاڈا سکا بہنڑ ویا
 سینو لوگو! ایہہ معما
 اوہی سس تے نوہ سکی اماں
 جیکوں ملا کرے بیان
 ودہی عاقل کھڑا پچان

اور فخر سے کہنے لگا کہ یہ اشعار بہت مشکل ہیں کون اس معنی کو بیان کر سکتا ہے، میاں صاحب میلیاں بھی ان اشعار کی سماعت کے بعد متعجب و متفکر تھے کہ اسی وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان مبارک معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ:
 یہ بھی عجیب ہے لیکن ایک اور صورت اس سے بھی عجیب تر ہے، وہ یہ کہ ایک آدمی فوت ہوا اُس کے ورثاء میں ایک حقیقی بھائی اور دوسرا اُس کی بیوی کا بھائی ہے، ترکہ کا وارث اس کی بیوی کا بھائی اکیلا بنے گا اور اس کا اپنا حقیقی بھائی محروم رہے گا۔
 جب مولوی سلطان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے یہ مذکورہ فتویٰ سنا تو ٹھنڈے سانس لینے لگا اور دونوں ہاتھ رانوں پر مار کر کہتا تھا ہائے! ہائے!
 آپ نے اسی صورتِ ابیات کو بیان کر دیا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی صرف اتنی بات سن کر جان لیا کہ ہونہ ہو یہی ابیات والی صورت اسی میراث والی صورت کے ضمن میں صاف (ظاہر) ہوگی۔ تو آپ نے اپنی ادنیٰ سی توجہ سے میراث والی صورت کو ان اشعار کیساتھ منطبق کر کے بیان کر دیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (اب اس کو اس مثال سے سمجھو)
 دو شخص باپ بیٹا ہیں، باپ کا نام ”بخشو“ اور بیٹے کا نام ”گاماں“ ہے، یہ
 دونوں باپ بیٹا لاہور سے ملتان آئے، یہاں دو عورتیں ماں بیٹی رہتی ہیں، ماں کا نام
 ولایت اور بیٹی کا نام عظمت ہے

(صورتِ حال یہ بنی کہ) بخشو (گاماں کے باپ) نے عظمت (ولایت کی
 لڑکی) سے نکاح کر لیا، اور گاماں (بخشو کے لڑکے) نے ولایت (عظمت کی ماں) سے
 نکاح کر لیا۔

بخشو کے ہاں ایک لڑکا عیسیٰ نامی پیدا ہوا اور گاماں کے ہاں ایک لڑکا موسیٰ
 نامی متولد ہوا، اب اگر بخشو فوت ہو جائے (اور گاماں اور عیسیٰ پہلے ہی فوت ہو چکے
 ہوں) اور اُس کے ورثاء میں اس کی زوجہ عظمت کا (ماں شریکِ اخیانی) بھائی موسیٰ حیات
 ہو اور بخشو کا ایک سگا بھائی ”عمر“ نامی بھی موجود ہو، تو وراثت موسیٰ کو ملے گی نہ کہ عمر کو،
 کیونکہ موسیٰ بخشو کے بیٹے گاماں کا بیٹا ہو کر بخشو کا پوتا ہوا اور پوتے کے ہوتے ہوئے
 میت کا بھائی وراثت سے محروم رہتا ہے۔

(وراثت کا حکم اب ایک طرف کر لیجئے اور دوسری طرف ذہن کو منتقل کیجئے کیونکہ موسیٰ
 کے بخشو کا وارث بننے کے لئے بخشو کے دونوں بیٹوں گاماں اور عیسیٰ کا نہ ہونا ضروری تھا، لیکن
 اشعار میں صرف رشتوں کا بیان ہے جو کہ بڑا دلچسپ ہے)

اے ماما ہوں چاچا تیرا

عیسیٰ موسیٰ کو کہے گا تو میرا ماما ہے (کیونکہ میری ماں عظمت کا تو بھائی ہے)

اور میں تیرا چچا ہوں (کیونکہ میں تیرے باپ گاماں کا پدری بھائی ہوں)

تیکوں سڈے بابا میرا

اور بخشو میرا تو باپ ہے۔۔۔

سووی ہووے ڈاڈا تیرا

مگر تیرا دادا ہے۔۔۔ (کیونکہ وہ تیرے باپ گاماں کا باپ ہے)

ایہ معما سنیو بھائی

ہکو سوہرا ہکو جوائی

اور سمجھو! وہی بخشو ولایت کا گاماں کی نسبت سے سر اور عظمت کی نسبت

سے داماد ہے۔

ایہ عجائب ہین سمجھ آئی

سکی نانی سکی بھر جائی

اور ولایت عظمت کی نسبت سے عیسیٰ کی نانی اور گاماں کی نسبت سے جو کہ

عیسیٰ کا پدری بھائی ہے عیسیٰ کی بھابھی ہوئی۔

ایہ عجائب سن توں بھیا!

سکا ڈاڈا سکا بہنڑ ویا

وہی بخشو موسیٰ کا گاماں کی نسبت سے حقیقی دادا اور بخشو موسیٰ کا عظمت کی

نسبت سے بہنوئی ہوا۔

سنیو لوگو! ایہ معما

اوہی سس تے نوہ سکی لمان

اور ولایت بخشو کی عظمت کی نسبت سے ساس، اور گاماں کی نسبت سے بہو

ہوئی اور عیسیٰ کی سگی ماں (یعنی نانی)۔

جیکوں ملا کر کے بیان

و وہی عاقل کھڑا پہچان

اس معنی کو جو کوئی عالم حل کر دے، اسے بہت بڑا عاقل سمجھو۔

اس تفصیل کی مختصر صورت یہ ہے:

گاماں بن بخشو

(نکاح) (نکاح)

ولایت مادرِ عظمت

(بیٹا موسیٰ) (بیٹا عیسیٰ)

شوق نماز باجماعت پر ایک حکایت:

نیز آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مرتبہ

فرمایا کہ:

ہمارا ایک ہمسایہ نماز باجماعت کا بہت شوقین اور پابند تھا اور گھر والوں کے ساتھ اسی نماز باجماعت کی پابندی کی وجہ سے اس کا جھگڑا رہتا تھا، جب وہ بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا تو اس نے (باجماعت نماز کے شوق میں) مسجد ہی میں سکونت اختیار کر لی، ایک تہہ ایسا ہوا کہ ادھر عشاء کی جماعت تیار تھی ادھر یہ بھوک کی وجہ سے بہت ناطقت ہوا بیٹھا تھا، بار بار زبان سے یہ کہتا تھا ”بگھ ووبگھ“ ”نماز وونماز“ (یہ ایک حسرت کا انداز تھا کہ ہائے بھوک بھی بڑی شدید ہے اور نماز باجماعت کا بھی وقت ہے اور چونکہ مجھے کھانا میسر نہیں اور کمزوری بہت زیادہ ہے، جماعت ہو جائیگی اور میں نہیں پڑھ سکوں گا، کھانا کھا

لوں تو کچھ طاقت آجائے کہ نماز باجماعت پڑھ سکوں)

آپ نے فرمایا:

اُس کے شوق کو دیکھتے ہوئے میں نے ایک پیالہ اٹھایا اور ہمسایوں سے پوچھتا تھا کہ آیا کسی نے بھات پکایا ہوا ہے؟ ایک ہمسائے کے گھر سے مجھے بھات مل گیا، میں نے لا کر اُسے کھلایا، جب اسکے بازوؤں میں کچھ طاقت موجود ہوئی تو اس نے نماز ادا کی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ اُس وقت سنایا جبکہ آپ خود بہت کمزور ہو چکے تھے، روٹی کھانے اور چبانے کی قوت بھی نہ رہی تھی، گویا آپ اس طرف اشارہ فرما رہے تھے کہ کوئی غلام آپ کی خدمت سے بھی فیضیاب ہو، لیکن صورتِ حال یہ تھی کہ بہت کم لوگ تھے جو آپ کی ضرورتوں پر نظر رکھتے ہوئے خدمت بجالاتے تھے، ہر شخص اپنے کاروبار اور دھندے میں مصروف تھا۔

فقاہت فقہاء (ایک عجیب فیصلہ):

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک سفر میں فرمایا:

”صواعقِ محرقہ“ (ایک کتاب کا نام) میں نقل ہے کہ:

دو آدمی ایک سفر میں اکٹھے کھانا کھانے کے ارادے سے بیٹھے، ایک کے پاس پانچ روٹیاں جبکہ دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں، اچانک ایک اور آدمی بطور مہمان ان کے پاس آ پہنچا اور اس نے ان کے ساتھ ملکر کھانا کھایا، فراغت کے بعد اس نے جاتے ہوئے آٹھ درہم بطور ہدیہ ان دونوں کو پیش کئے اور چلا گیا۔

اب اُن دونوں کے درمیان میں ان درہموں کی تقسیم کا تنازعہ کھڑا ہو

گیا، پانچ روٹی والے کی رائے یہ تھی کہ مجھے پانچ درہم ملنے چاہئیں اور تین روٹی والے کی رائے یہ تھی کہ برابر تقسیم ہو، پانچ روٹی والے نے اسکی تجویز قبول نہ کی اور قاضی کے پاس جانے کا ارادہ کیا، قاضی نے معاملہ سماعت کرنے کے بعد فیصلہ یوں سنایا کہ:

”تین روٹی والے کے لئے ایک درہم اور پانچ روٹی والے کے لئے سات

درہم، کیونکہ حساب اسی طرح بنتا ہے۔“

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آٹھ روٹی کو تین آدمیوں نے مل کر کھایا تو ہر ایک نے گویا دو دو روٹیاں اور ایک روٹی کی دو تہائی کھائی، پس جس آدمی کے پاس تین روٹیاں تھیں اس نے اپنی ملکیت سے خود دو روٹیاں اور دو تہائی ایک روٹی کی کھالیں، بقایا اُس کی بچی ہوئی صرف ایک تہائی مہمان نے کھائی، اور پانچ روٹیوں والے نے خود دو روٹی اور دو تہائی کھائی جبکہ بقایا اسکی دو روٹیاں اور ایک تہائی مہمان نے کھائیں۔

مزید وضاحت اس کی یہ ہے کہ:

کل آٹھ درہم تھے اور آٹھ ہی روٹیاں تھیں، جب ہم ان میں سے ہر ایک روٹی کے تین حصے کریں گے تو مکمل چوبیس حصے ہو جائیں گے، اور ہر ایک نے ان میں سے آٹھ حصے کھائے۔

اب پانچ روٹیوں کے پندرہ حصے ہوئے ان میں سے آٹھ حصے اُس (پانچ روٹیوں والے) نے خود کھائے جبکہ بقیہ سات حصے اس کے مہمان نے کھائے، لہذا اسے سات درہم ملیں گے جو اس کے حصوں کا ثمن (قیمت) ہے۔

اور تین روٹیوں والے کے کل نو حصے تھے جس میں سے آٹھ حصے اس نے خود کھائے جبکہ صرف ایک حصہ مہمان نے کھایا، لہذا اس (تین روٹیوں والے) کو ایک

درہم ملے گا جو کہ اسکے حصے کا ثمن (قیمت) ہے۔

شوق و ذوقِ تعلیم:

اور یہ بھی میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، فرماتے تھے:
جب ہم کتابیں پڑھا کرتے تھے، مطالعہ میں اس قدر محنت کیا کرتے کہ
جب استاد صاحب کے سامنے سبق پڑھنے کو بیٹھتے تو استاد صاحب واہ! واہ! فرمایا
کرتے اور سبق کے بعد کبھی دوبارہ کتاب کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے (کہ ایک مرتبہ پڑھنے
سے ہی یاد ہو جاتی تھی)۔

ایک شاگرد کی طرف سے لسی کی ضیافت:

مجھے اس طرح یاد پڑتا ہے کہ ایک بار میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا
فرماتے تھے کہ:

ایک مرتبہ میں ملتان شریف اور خیر پور شریف کے درمیان سفر کر رہا تھا اور
مجھے بخار اور اسہال کی تکلیف تھی، ہم ایک سید صاحب کے مکان پر پہنچے، جو کہ کچھ
عرصہ قبل میرے پاس پڑھتے رہے تھے، مجھے فرمانے لگے حضور! آپ (دہی کی) لسی
پسند فرمائیں گے؟ میں نے کہا جی بڑی خوشی سے، وہ گھر سے لسی تیار کر کے لے آئے،
جب ہم نے اس کو پیا تو سب تکلیف جاتی رہی۔

تعظیم سید اور تحمل و بردباری:

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگوں میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص جو اپنے آپ
کو سید کہتے تھے، تشریف لائے، آپ نے اُن کو بطور تعظیم و تکریم اپنے پاس بٹھا لیا،

لیکن وہ آدابِ مجلس کو ملحوظِ خاطر نہ رکھتے ہوئے اپنے زانو کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر رکھتے ہوئے بصورتِ متکبرانہ بیٹھ گئے اور اپنی نسوار کی ڈبی سے نسوار لینا شروع کر دی، چنانچہ نسوار کی بوساری مجلس میں پھیل گئی اور آپ کو اس سے بہت اذیت اٹھانی پڑی اور کھانسی بھی شروع ہو گئی، لیکن آپ اس ناگوار کیفیت کو برداشت کرتے رہے، اہل مجلس بھی آپ کے ادب کی وجہ سے اُن کو کچھ نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ آپ اس سے خفا ہوتے تھے۔

آپ کا حلم و حوصلہ کچھ اس طرح کا ہوتا تھا کہ کسی دوسرے کی تکلیف گوارا نہ فرماتے تھے بلکہ جو کچھ بھی ہوتا خود برداشت فرما لیتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند کرامات:

ایک بار میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ عالیہ پر خیر پور شریف میں حاضر تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندرونِ خانہ تشریف فرما تھے۔

میرے دل میں خیال آیا کہ اگر آج میں اپنے گھر پر ہوتا تو سویاں کھاتا، آپ نے اندر سے اُسی وقت آواز دی عبید اللہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جب میں دروازے پر حاضر ہوا تو آپ نے سویوں سے بھرا ہوا ایک تھال عطا فرمایا اور فرمایا: ”اسے کھا لو“، تو میں نے اُسے کھایا۔

ایک مشہور واقعہ یہ ہے کہ:

خیر پور شریف کی غربی جانب ایک بستی ”بھوہر“ یا ”بیانری“ میں لوگوں نے

ایک کنواں کھودا لیکن اس کا پانی کڑوا نکلا۔

وہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساتھ چلنے کی استدعا کی، آپ نے ان کی عرض منظور فرمائی اور ساتھ تشریف لے گئے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں جا کر آس پاس جگہ کی جستجو کرنے کے بعد فرمایا اس جگہ دوسرا کنواں کھودو، انہوں نے اسی طرح کیا تو اس کا پانی بہت اچھا نکلا۔
نیز یہ بھی مشہور ہے کہ:

دریائے گھارا جب علاقہ ”ڈرپور“ کے قریب آپہنچا اور درختوں اور زمینوں کو برباد کیا تو وہاں کے لوگ آپ کو موقع پر لے گئے۔

آپ نے وہاں جا کر فاتحہ خوانی کروائی اور دعا فرمائی، تو پھر اس جگہ سے دریا آگے نہیں بڑھا جہاں آپ کی چار پائی بچھائی گئی تھی۔

سادگی و کسرت نفسی:

جب یہ درویش کاتب الحروف (حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ خواجہ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پہلی بار ”احمد پور“ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو حاضر ہوا تو مغرب یا اس سے قدرے بعد کا وقت تھا۔

آپ بنفس نفیس اندر سے ایک چار پائی لائے، جس کا بان پرانا اور ٹوٹا ہوا تھا تھا، پھر دوسری چار پائی لائے اس کی حالت بھی پہلی چار پائی جیسی تھی، شاید اس وقت ایسی ہی چار پائیاں آپ کے ہاں موجود تھیں۔

پھر اندر سے میرے لئے کھانا لائے، جس میں سالن شلجم خشک تھا یا کوئی خشک سبزی یا کوئی اور دوسری چیز تھی۔

غرضیکہ سب کام آپ خود کرتے تھے، دوسرا کوئی شخص خدام یا متعلقان سے

موجود نہیں ہوتا تھا، نیز یہ کہ ضعف (کمزوری) بھی اس وقت بہت تھاتی کہ بے طاقتی کی آواز بے اختیار آپ سے صادر ہو جاتی تھی۔

فنائیت واستغراق:

حکیم خدا بخش رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا کہ:

ایک روز میرے گھر سے پکی ہوئی مچھلی کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کھانا بھیجا گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے اپنے اہل خانہ کے ساتھ مل کر تناول فرمایا، مائی صاحبہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: وہی اور مصالحہ خوب ہے، یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مجھے آپ کے کہنے کی وجہ سے اب لذتِ مصالحہ معلوم ہو رہی ہے، بیشک خوب ہے۔

مقام کشف:

یہ بھی مرحوم حکیم صاحب نے نقل فرمایا کہ:

بہت امور پر آپ کو کشف حاصل تھا لیکن اس کے اظہار سے آپ بہت احتیاط فرماتے تھے اور زبانِ مبارک پر بھی نہیں لاتے تھے اور اپنی زندگی گزارنے کا انداز عوام جیسا رکھتے تھے۔

ایک روز آپ ملتان میں جبکہ (سکھوں کی عملداری سے پہلے) اہل اسلام کی حکومت تھی، اپنے بھانجے (حضرت) مولوی غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو سبق پڑھا رہے تھے اور مولوی صاحب موصوف کسی خیال میں ڈوبے ہوئے تھے۔

آپ نے اُن کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: ”لنگی کے خیال سے ابھی دل کو فارغ رکھو وہ مل جائے گی، فی الحال سبق کی طرف توجہ دو“۔

لیکن اس کے بعد آپ بہت متحیر اور حیران ہوئے کہ بے ساختہ مجھ سے اس کا اظہار کیسے ہو گیا اور مولوی غلام محمد صاحب بھی آپ کی اس گفتگو سے تعجب کرنے لگے (کہ آپ نے میرے دل کی بات کو بھی جان لیا اور خلاف عادت اظہارِ کرامت بھی فرمایا) اور لنگی کا معاملہ کچھ یوں تھا کہ:

حضرت مولوی غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت محبت اللہ المتعالیٰ، خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت دامادی حاصل ہو چکی تھی، انہی دنوں ایک عقیدت مند شخص نے حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بطور ہدیہ و نذرانہ دو عدد لنگیاں پیش کی تھیں، آپ نے اُن لنگیوں کو ایک حافظ صاحب کے پاس بطور امانت رکھوا دیا۔

پھر جبکہ مولوی غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے تو آپ نے اُس حافظ کو (جن کے پاس لنگیاں امانت تھیں) حکم فرمایا کہ ایک لنگی مولوی صاحب موصوف کو اور دوسری فلاں شخص کو دے دو، انہوں نے تعمیل حکم کی۔

مولوی غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب اپنے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ انہیں کم قیمت لنگی ملی ہے، جبکہ دوسری لنگی اس سے زیادہ قیمتی اور ریشم دار تھی، مولوی صاحب دل ہی دل میں خیال کرتے رہے کہ میں تو حضرت محبت اللہ المتعالیٰ، خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت

(دامادی) رکھتا ہوں اور آپ نے (پتہ نہیں کیوں) حافظ مذکور (لنگیوں کے امین) کو مطلقاً تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا، پھر اس نے مجھے کم قیمت کیوں دی، دوسرے کو بیش قیمت کیوں دی، میں (اس بات کی شکایت) حضرت محبت اللہ المتعال، خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضرور کروں گا۔

سبق پڑھتے ہوئے حضرت مولوی غلام محمد صاحب انہیں خیالات میں گھرے ہوئے تھے، پھر انہیں اس بات کا تعجب ہوا کہ جو بات میرے دل میں گردش کر رہی تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی خبر دے دی۔

آپ کی فقاہت اور جھوٹ سے نفرت:

حکیم خدا بخش رحمہ اللہ تعالیٰ مزید نقل فرماتے ہیں کہ:

آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کبھی اپنی زبان پر جھوٹ نہ لاتے تھے، چنانچہ ایک روز نماز مغرب کے بعد بندہ (حکیم) خدا بخش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اتنے میں حافظ دائم صاحب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فرمائش پر آپکے حساب (کھاتے) میں سے ایک آنہ کی مٹھائی بازار سے خرید لائے اور آپ کی خدمت میں پیش کی۔

آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا ”یہ شیرینی (مٹھائی) میں نے تمہاری ملک کی“ اس بات کو آپ نے دوبار ارشاد فرمایا۔

حافظ دائم صاحب تعجب میں تھے، آپ نے پھر فرمایا میں نے قبول کیا کیوں نہیں کہتے ہو؟

حافظ دائم صاحب نے عرض کی حضور! میں نے قبول کی (پھر) آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنی لنگی کا کونہ پھیلاتے ہوئے فرمایا: ”اب اسے مجھے دے دو“
 پھر آپ مٹھائی لے کر گھر تشریف لے گئے، بندہ نے اپنے کانوں سے
 سنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ مٹھائی مجھے حافظ دائم نے دی ہے۔
 (پھر) مجھے پتا چلا یا غالباً میں نے خود سنا تھا کہ (اس سے پہلے) مائی صاحبہ
 فرما رہی تھیں میں نہیں کھاؤں گی آپ بے فائدہ مال خرچ کرتے ہیں۔

اس واقعہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں

پہلی یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے سے معلوم تھا کہ اندرون خانہ یہ بات
 کہیں گے (اور آپ انہیں کسی وجہ سے مٹھائی کھلانا چاہتے تھے) دوسری بات یہ کہ آپ
 جھوٹ سے بچنا چاہتے تھے اسی لئے حافظ دائم کے ساتھ مٹھائی کی تملیک کا شرعی حیلہ
 فرمایا۔ (اس واقعہ سے آپ کی اہل خانہ کے ساتھ شفقت کا بھی اندازہ ہوا اور فقاہت کا بھی)

حالتِ استغراق میں بھی پابندیء شرع ملحوظ خاطر رہی:

یہی حکیم خدا بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ
 (یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جن ایام میں آپ پر حالتِ استغراق طاری تھی) میں نماز
 مغرب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ پڑھا کرتا تھا، (اور کبھی ایسا ہوتا
 کہ) امام کبھی دو رکعت کبھی ایک رکعت ادا کر چکا ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے
 باہر آجاتے، اور یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ آپ کا استغراق حدِ انتہا کو پہنچا ہوا تھا، حتیٰ کہ
 نماز کی امامت و قرأت کسی دوسرے کے سپرد تھی، کیونکہ (عوام اور اہل اللہ کے حال سے
 بے خبر) لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ آپ (شاید) اپنی طاقت اور ہوش حواس سے باہر
 ہیں، لیکن معاملہ کچھ اور تھا۔

کئی بار ایسے ہوا کہ جب آپ نماز (ختم ہونے سے پہلے نماز) سے باہر آتے تو امام بھی آپ کی اتباع کرتے ہوئے نماز توڑ دیتا، (اور اسی مذکورہ کیفیت میں) ضعف کی وجہ سے آپ لفظ آہ بھی زبان پر لاتے تھے۔

ایک بار مولوی عبدالغفار صاحب مرحوم آپ کی دائیں جانب اور غلام (حکیم) خدا بخش آپ کے بائیں جانب کھڑا تھا، مولوی محمد عثمان صاحب نماز پڑھا رہے تھے، اسی اثناء میں (آپ نے نماز توڑ دی اور آپ کی اتباع میں اووروں نے بھی) مولوی عبدالغفار صاحب مرحوم کو یاد آیا کہ وہ چادر جس پر نماز پڑھی جا رہی تھی ناپاک ہے، جب اس چادر کو تبدیل کیا گیا تو آپ نے نماز سکون سے ادا فرمائی، تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حکمت (در اصل) یہ تھی۔

کھیل سے بچپن ہی سے نفرت تھی:

نیز حکیم خدا بخش صاحب مزید نقل فرماتے ہیں کہ:

ایک بار یہ غلام آپ کی خدمت میں حاضری کے شرف سے مشرف تھا، آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میں نے پوری زندگی میں کوئی کھیل نہیں کھیلا، اور نہ ہی مجھے کسی کھیل کھیلنے کا

طریقہ معلوم تھا، حتیٰ کہ بچپن میں گلی ڈنڈا اور اخروٹ (ایک قسم کا کھیل) بھی کبھی نہیں کھیلے

اور نہ ہی اس کا طریقہ معلوم ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی ذات ہر قسم کے کھیل کود سے مبرا تھی۔

با ادب بانصیب:

نیز حکیم خدا بخش صاحب یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ:

بندہ ایک بار آپ کی خدمت میں مشرف بہ حضور تھا، آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ:

ایک بار میں مسجد میں مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد سنن یا نوافل (مجھے صحیح یاد نہیں کہ آپ نے کونسا لفظ فرمایا تھا، نوافل یا سنتیں) شروع کئے ہوا تھا کہ میرے عین پیچھے (پچھلی صف میں) میاں بہاؤ الدین نے جو کہ مولوی عبدالحکیم صاحب کے والد محترم تھے آکر نماز شروع کر دی، مجھے ادب دامن گیر ہوا کیونکہ وہ سفید ریش تھے، لہذا میں نے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جا کر نماز شروع کر دی، جب میاں بہاؤ الدین نماز سے فارغ ہوئے، تو میاں صاحب موصوف نے دعادی کہ ”اللہ تعالیٰ آپ کو بے شمار سعادتوں کے ساتھ خیر و خوبیء دارین نصیب فرمائے کہ آپ نے میری سفید داڑھی کو دیکھے ہوئے میری طرف نماز میں پشت کرنا بھی گوارا نہیں فرمایا“۔

برائی پھر برائی ہے:

نیز ایک حافظ صاحب (جن کا نام مذکور نہیں) جو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر بھائی تھے، نقل فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ:

ہمارا ایک ہمسایہ تھا جس نے اپنی بیوی کو فریب دیکر مہر بخشوا لیا، اور چند درویشوں کو گھر میں بلا کر کھانا کھلایا اور انہیں اس بات پر گواہ کر لیا۔

دوسرے دن اُس نے بیوی کو طلاق دے دی، اس کی بیوی نے عبرت کا م لیا اور اٹھ کر ہمارے گھر چلی آئی، دو دن بھی نہیں گذرے تھے کہ شخص مذکور کے گے بامر الہی غیب سے آگ لگ گئی اور وہ آدمی اپنے بچوں اور مال و متاع سمیت جل کر راکھ ہو گیا۔

فضولیات میں پڑنا مناسب نہیں:

نقل ہے کہ ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے کہ خیر پور شریف کے کچھ رہائشی لوگ جھگڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کو دور سے آتا دیکھ کر آپ نے جلدی سے اپنی جیب سے تسبیح نکالی اور کچھ پڑھنے لگے۔

پھر ان لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے باور کرایا کہ فی الحال تو میں وظیفہ پڑھ رہا ہوں بعد میں (اگر چاہو تو) آ جانا۔

وہ لوگ آپ کا اشارہ سمجھ کر فوراً واپس چلے گئے اور بعد میں نہ آئے، اُن کے چلے جانے کے بعد آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”اگر میں اس انداز سے کام نہ لیتا تو (ان کے فضول جھگڑے میں مبتلا ہوتا اور) ان کا جھگڑا لمبا ہو جاتا۔“

سماع کے حوالے سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرزِ عمل:

ہر کسی کو معلوم ہونا چاہیے کہ:

آپ (حضرت خواجہ خدابخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں اگر کوئی دوست (ملنے والا) دن کے وقت آ کر آپ کو قصوں یا اشعار کے سنانے کی خواہش کا اظہار کرتا تو آپ اس سے اس قسم کے کلام سن لیتے مگر رات کو نہیں سنا کرتے تھے، (کیونکہ آپ کی عادت اسی طرح مشہور تھی، آپ رات کو عبادات میں مشغول رہا کرتے تھے) ہاں! البتہ سفر میں رات کو بھی سن لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خواہش پر کبھی یہ نہیں فرماتے تھے کہ قوال کو بلاؤ اور کچھ سناؤ۔

ایک رات میں (حضور قانی فی اللہ، باقی باللہ خواجہ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خیر پور

شریف میں گیا ہوا تھا، کچھ لوگوں نے باہر کے مقام میں محفلِ سماع منعقد کر رکھی تھی، اس

وقت آپ اپنے گھر میں موجود تھے، جب آپ کی سماعت میں سرود کی آواز پہنچی تو فوراً قمیض پہنے بغیر ناراضگی کے عالم میں باہر تشریف لے آئے، یہ دیکھ کر سب اہل مجلس بھاگ نکلے (اس ناراضگی کا سبب یہ تھا کہ یہ محفل شرائطِ سماع سے خالی تھی)

نیز اس کاتب الحروف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جب ”توفیقیہ شریف“ کا ترجمہ ہندی زبان میں نظم کی صورت میں لکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آپ کی سماعت کی نذر کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اسے بہت مشکل کر دیا ہے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانشینی:

نیز اس فقیر (کاتب الحروف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جب آپ نے بیعت لیے کی اجازت بخشی تو (عاجزی کرتے ہوئے ارشاد) فرمایا:

”جب تک تم ہو میری کیا وقعت ہے کہ میں لوگوں کو بیعت کروں یا وظائف

بتاؤں۔“

نیز فرمایا:

باطل است آنچه مدعی گوید

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

جھوٹے دعویدار کا یہ کہنا غلط ہے کہ سوئے ہوئے کو سویا ہوا کیسے بیدار کر سکتا ہے۔

اس شعر کا حاصل یہ ہے کہ دوروں کو ہدایت کرنے کے لئے یہ شرط نہیں کہ

ہدایت کرنے والا کامل ہو اور سناہوں سے بھی پاک ہو، بلکہ اگر کوئی شخص ہادیء مطلق

اللہ تعالیٰ کو سمجھتا ہے اور خود کو گناہگار، اور خودی و خود بینی سے اجتناب کرتا ہے، اور کسی

دلہی کامل کی سرپرستی میں لوگوں کو اپنے مشائخ کے سلسلہ میں، صرف خیر خواہی کی بنا پر

اپنے شیخ کی وکالت کرتے ہوئے داخل کرتا ہے تو اُسے گناہ نہ ہوگا، اور آخر کار لوگ بھی اُس سے ہدایت پالیں گے۔

جیسا کہ سویا ہوا دوسرے سوئے ہوئے کو بغیر ارادے کے ٹانگ مار دے (یا کوئی اور ایسی حرکت کرے، جس کی وجہ سے) وہ نیند سے بیدار ہو جائے اگرچہ ٹانگ مارنے والا اُسی طرح سویا ہو۔ (یہ سب ان اکابرین علیہم الرضوان کے عاجزی کے انداز ہیں)

آپ کی استغراقی کیفیات:

نیز نقل ہے کہ:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر جا کر مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے دریافت فرمایا کہ کوئی چیز کھانے کو موجود ہے؟ مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے عرض کی کہ پلیٹ کے نیچے چاول رکھے ہوئے ہیں (حالانکہ مائی صاحبہ بھول گئی تھیں، کیونکہ وہ درحقیقت آٹے کا خمیر رکھا ہوا تھا) جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس (خمیر) کو تناول فرما چکے تو مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ ”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خوب گلے ہوئے گوشت کی بوٹیاں کھائیں ہیں، آج تک ایسی چیز میں نے نہیں کھائی“

مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ فرمانے لگیں ”شاید آپ نے آٹے کا خمیر کھا لیا ہے“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”مجھے اس کی کوئی خبر نہیں۔“

مشائخ کرام کے اتباع میں ڈیلے کھانا:

اس فقیر (حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ، خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اکثر

دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریر کے ڈیلوں کے موسم میں پکے پکے ڈیلے خرید کر کھایا

کرتے تھے، کیونکہ یہ (شیخ العالم، غریق المحبت، امام العارفین، سلطان الزاہدین) حضرت بابا صاحب (خواجہ، خواجگان مسعود فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سنت ہے، کیونکہ آپ کو اپنے مشائخ (کبار) سے بہت محبت تھی۔

خبر ہی نہیں کہ کیا کھایا:

یہ بھی روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرشد حضرت محبت اللہ المتعال، خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کی تقریبات میں شمولیت کے لئے ملتان پہنچے تو حضرت غلام مصطفیٰ خان رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ اس فقیر (کاتب الحروف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیر بھائی اور آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتان) ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مجاز (اجازت یافتہ) بھی تھے اور قوالی سے عقیدت بھی رکھتے تھے اپنے گھر سے ایک تھال لائے، جس میں بادام و ناریل و میوہ جات اور شیرینی وغیرہ دودھ میں ڈال کر پکایا گیا تھا اور یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب معمول تمام احباب کے ساتھ مل کر اسے تناول فرمایا۔

اس کے بعد حضرت خواجہ خواجگان حضرت حافظ محمد جمال اللہ ملتان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل خانہ نے پیغام بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو کھانا بھجوائیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہم نے کچھ چاول جن میں تھوڑا سا گھی ڈال کر پکایا گیا تھا کھالے ہیں۔“

(یہ بھی آپ کے استغراق کی وجہ سے تھا کہ آپ کو خبر ہی نہ تھی کہ کیا کھایا ہے)

کڑواہٹ کا پتہ ہی نہ چلا:

یہ بھی روایت ہے کہ:

آپ کسی جگہ مہمان تھے، صاحبِ بکوت نے رات کے وقت خوشی کی وجہ سے جلدی کرتے ہوئے ایک کٹورے میں دودھ ڈال کر اس میں بتاشے حل کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا، حالانکہ اس میں خشک حوض ("رسوت" مشہور کڑوی دوائی) جمی پڑی تھی (اور میزبان کو اندھیرے اور جلدی کی وجہ سے پتہ نہ چل سکا)۔

آپ نے اس میں سے تقریباً نصف نوش فرما کر بقیہ دودھ حضرت مولوی عبدالغفار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جو کہ آپ سے مجاز بہ بیعت (اجازت یافتہ) بھی تھے مرحمت فرمایا، جونہی حضرت مولوی صاحب ممدوح نے ایک گھونٹ پیا فوراً اسے باہر پھینک دیا اور "آخ" "آخ" کرنے لگے۔

اس واقعہ (اور پچھلے چند واقعات) کا حاصل یہ ہے کہ:

مشاہدہء حقیقی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استغراق کچھ اس طرح کا تھا جیسا کہ حضور، جانِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لا یذم ذواقاً (ذائقہ کو حقیر نہیں فرمایا کرتے تھے)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاقِ حسنہ بھی اسی سنت سے آراستہ تھے۔

چنانچہ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ایں مدعیوں در طلبش بے خبر اتند

کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

جھوٹے دعویدار اس کی طلب میں بے خبر ہیں، اور جن کو اس کی خبر مل گئی تو

پھر ان کی اپنی خبر ختم ہو گئی۔

نیز فرمایا:

یکے باز را دیدہ بر دوختہ

وگر دیدہا بازو پر سوختہ

ایک باز (شاہین) وہ ہے جس کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں، دوسرا وہ ہے جس کی آنکھیں تو کھلی ہوئی ہیں لیکن پر جلے ہوئے ہیں۔

مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَذُرْ

”یعنی جس نے کسی چیز کا ذائقہ نہیں چکھا وہ اس کی لذت کو نہیں جان سکتا“

کپڑا راہِ خدا میں تقسیم فرما دیا:

اور یہ بھی منقول ہے کہ:

ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل خانہ نے کچھ کپڑا فروخت کرنے کے لئے آپ کو دیا، لیکن آپ نے اپنی مسجد یا مدرسہ میں جا کر حسب الحاجت اسے فقراء پر تقسیم فرما دیا، جب اہل خانہ نے قیمت طلب کی تو فرمایا:

”کسی نے خریدا ہے قیمت دے دے گا“

اس کے بعد جب کچھ رقم بطور فتوح حاصل ہوئی تو آپ نے اہل خانہ کے

حوالے فرمادی۔

ایک مرتبہ فرمایا:

ایک دن مجھے نمازِ عصر بھول گئی کیونکہ مجھے بار بار گھر سے مسجد، مسجد سے گھر

جانا پڑا، اسی وجہ سے نماز بھول گئی، پھر میں نے بعد میں قضاء کی۔

(حضور رحمتِ عالم، امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رفع عن امة

الخطا والنسیان میری امت کو بھول اور نسیان کا گناہ نہیں)

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک شخص میرے لئے بتاشے لایا، میں نے کہا مجھے ایندھن (لکڑی وغیرہ) کی

ضرورت ہے تم بتاشے لائے ہو، جاؤ! اسے واپس کر کے ایندھن لاؤ۔

نیز فرمایا کہ:

جو شخص ہمارے پاس آئے (اُسے چاہیے) کہ اپنے ہمراہ صرف اتنا کھانا

لائے جتنا کہ اُسے اور ہمیں کافی ہو۔ (یعنی زیادہ تکلفات سے پرہیز کرے، کیونکہ شیخ کی

خدمت میں آنے والے ضرور کوئی نہ کوئی چیز لاتے تھے)

مال دنیا سے بے نیازی:

روایت ہے کہ:

جب ملتان غارت ہوا تو آپ نے کچھ عرصہ کیلئے ”چیلہ واہن“ میں سکونت

اختیار کر لی، جب کچھ عرصہ گزرا تو کسی سرکاری اہلکار نے نواب آف بہاولپور محمد صادق

خان عباسی مرحوم کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ”چیلہ واہن“ میں آمد کی خبر پہنچائی، اس زمانے

میں چونکہ اس طرف کی کنارہء آب والی زمین انہیں کے زیر نگین تھی تو نواب صاحب

نے ایک خط اُس علاقے کے حاکم کے نام بطور حکم تحریر فرمایا کہ:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزینہ مقرر کیا جائے، جب انہوں نے آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے اخراجات پوچھے تو آپ نے اپنے تمام افراد مرد و عورت جمع کر کے ہر ایک

کیلئے ایک پاؤ آنا سن . یہ پاؤ سام شمار فرمایا، جو کہ بطور قناعت تھا جس میں آپ

نے اپنے نام و ناموس (عزت و شہرت) اور حاکم کے علو رتبہ (مالی طور پر مستحکم ہونے) کا لحاظ بالکل نہیں کیا تھا، جیسا کہ طالبان دنیا و اہل ننگ و ناموس کا طریقہ ہے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شماری (گنتی) کے مطابق سرکاری اہل کاروں نے چھ آنے یومیہ آپ کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ یہاں (فرض کیجئے) اگر کوئی اور اہل طمع، طالب دنیا اور اہل ننگ و ناموس ہوتا تو زیادہ نہ سہی تھوڑے سے تھوڑا بھی اگر وظیفہ مقرر کرواتا تو تین یا چار روپے روزانہ ضرور مقرر کرواتا۔

غرض یہ کہ آپ کی حالت (دنیا داروں کے مقابلے میں) وہی تھی جیسا کہ حضرت (غوث الاغیث، قطب الاقطاب، محبوب سبحانی، قطب ربانی، الشیخ محی الدین ابو محمد) عبدالقادر جیلانی (السید الحسنی والحسینی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجالس وعظ و تذکیر اور اپنے ملفوظات میں (دنیا داروں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا تھا کہ:

اگر حضور سراپا نور، محبوب رب غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کوئی ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے دور میں اگر (بالفرض) تشریف لے آئیں تو تمہارے بارے میں یہ گمان کرنے لگیں کہ ان لوگوں نے ایک لحظہ کیلئے بھی اپنے رب کو نہیں مانا اور نہ ہی یہ لوگ ایمان والے ہیں، اور تم انہیں (اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) مجنون تصور کرنے لگو گے“ (کیونکہ وہ دنیا سے بالکل بے نیاز اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں گے)۔

عرس خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ کی شرکت کا انداز:

روایت ہے کہ:

جب محبت اللہ بالکمال، حضرت خواجہ خواجگان حافظ محمد جمال اللہ صاحب ملتان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا عرس شریف ہوا تو قبلۃ المریدین، رئیس المتوکلین، حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان (تونسوی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرس میں شرکت کے لئے تشریف لائے، عرس پاک میں ان کی موجودگی میں محفل سماع بالآلات بھی منعقد ہوئی، لیکن اس فقیر (کاتب الحروف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قبلہ گاہ (مرہد گرامی حضرت خواجہ خدابخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سماع بالآلات کی وجہ سے محفل میں تشریف نہیں لائے (یہ صورت حال دیکھ کر) حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (اگر صاحب سجادہ تشریف نہیں لائے تو) ہم بھی آج کے بعد اس عرس میں شرکت نہیں کریں گے۔

(کیونکہ جب میر مجلس، جانشین صاحب عرس، منظور نظر حضور قبلہء عالم مہاروی قدس سرہ العزیز شرکت نہیں فرماتے تو پھر ہماری شرکت کس لئے؟) چنانچہ حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی ؒ جب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اقرار کے مطابق دوبارہ عرس میں شریک نہ ہوئے۔

لیکن اس کے بعد حضرت (الشیخ) منشی غلام حسن (شہید، جامی، وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وغیرہ دوسرے خلفاء حضور محبت اللہ بالکمال، حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کے ساتھ (چونکہ یہ حضرات سماع بالآلات کو پسند فرماتے تھے) ہر سال (تسلل سے) سماع کی محفل منعقد ہوتی رہی۔

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت خواجہ خدابخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ملتان کی غارت (سکھوں کے قبضہ) کے بعد خیر پور شریف سے اپنی اہلیہ محترمہ علیہا الرحمہ اوفات تک کبھی عرس میں شرکت کیلئے تشریف نہ لائے۔

پھر اس کے بعد بھی جب آپ تشریف لاتے تو دن میں ہونے والی سماع کی محفل میں شرکت تو فرماتے لیکن ایک پہر (غالباً تین گھنٹے) مکمل نہیں بیٹھتے تھے، اور رات کی محفل قدر جو کہ خانقاہ معلیٰ پر ہوتی بالکل ہی شرکت نہ فرماتے۔

غلبہء استغراق:

روایت ہے کہ:

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت مولوی قادر بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ہوئی اور لوگ ان کے جنازہ کو لے کر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کسی چیز کی انتظار میں ہیں، پوچھا تو فرمایا ”میرے بھائی تشریف لا رہے ہیں“ لوگوں نے عرض کی: حضور! یہ آپ کے بھائی ہی کا جنازہ ہے، اس کے بعد آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نیز جب آپ ملتان تشریف لاتے یا کہیں اور تو پوچھتے کونسا مقام ہے؟ نیز جو امور خیر پور شریف سے متعلق ہوتے ان کے متعلق ملتان شریف میں سوال فرماتے اور جو امور ملتان شریف سے متعلق ہوتے ان کی بابت خیر پور شریف میں سوال فرماتے، لوگ عرض کرتے کہ حضور! یہ تو فلاں جگہ ہے۔

حاصل کلام یہ کہ آپ کے استغراق کی کیفیت اس طرح کی تھی کہ جو چیزیں آنکھوں سے دیکھی جاتی ہیں وہ بھی آپ کی آنکھوں سے گم ہو جاتی تھیں۔

مظلوم کی مدد کا ایک خاص انداز:

روایت ہے کہ:

جب حضرت مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب بھڈیرا کو بعض رعایا اور سرکاری اہل کاروں کی شکایت پر نواب محمد صادق خان عباسی مرحوم نے قید خانہ

میں بھیج دیا تو اُن کے علاقے کے تمام علماء و فضلاء نے اور دیگر علاقوں کے مشائخ و مولوی صاحبان نے مل کر نواب صاحب سے مولوی صاحب موصوف کی رہائی کے لئے گفتگو کرنے کے لئے احمد پور موضع کچہری میں ایک اجتماع کیا، جس میں ہر ایک نے اپنا مشورہ نواب صاحب کو پیش کیا اور اس سلسلے میں سوال جواب بھی ہوتے رہے۔

(لیکن) آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مشاورت کا راستہ ترک کر کے نواب صاحب کے سامنے یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے:

بامن اول آں ہمہ رسم وفاداری چہ بود

بعد ازاں بے موجب چندیں جفا کاری چہ بود

اولاً ہم سے وہ تمام وفاداری کی رسمیں کیا تھیں؟ بعد میں بے سبب اتنا ظلم

کیوں ہوا؟

آشتی بگذاشتی تیغ جفا برداشتی

آں عنایتہا کجا شد و ایں ستمگاری چہ بود

آپ کی وہ عنایتیں اب کہاں ہیں؟ اور یہ ستمگاری کس لئے؟، اب آپ

نے صلح کا راستہ ترک کر کے کیا جفا کی تلوار اٹھالی ہے؟

حالیا ایں مردم چشمت بخون آغشته اند

جان من و اگو کہ چندیں مردم آزاری چہ بود

فی الحال جو یہ سب لوگوں کی آنکھیں خون آلودہ ہیں، میری جان کھل کر کہو

مردم آزاری کس لئے؟

جوں ہی آپ نے یہ اشعار اپنی زبانِ درفشوں سے مکمل فرمائے نواب

صاحب نے حکم صادر کیا کہ مولوی صاحب موصوف کو رہا کر دو۔۔۔۔۔

فقراء کو نفس کی لذتوں سے کیا کام:

پھر نواب صاحب نے اپنے طعام سے ایک خاص خوانچہ آپ کی خدمت میں بھیجا، اب وہ تمام لوگ جو آپ سے متعلق تھے اس خواہش میں تھے کہ وہ کھانا انہیں ملے گا، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا خوانچہ مولوی غوث بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج دیا جو کہ حضرت قبلہ عالم مہاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے اور حکومت وقت میں بہت معتبر سمجھے جاتے تھے اور آپ کے متعلقین و خدمت گزاران سب ناامید و محروم رہے۔

دراصل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام افعال بشمول اس فعل کے حکمت سے خالی نہیں ہوتے تھے، اس کام میں کمترین حکمت یہ تھی کہ فقراء کو نفس کی لذتوں سے کیا کام۔

جانوروں پر ظلم سے ناراضگی:

ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کتے کو مارا جس سے کتے کی بے اختیار آواز نکل گئی یہ دیکھ کر آپ لرز اٹھے اور اس بات پر خفا ہوئے۔

حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ شریف کی تعمیر میں آپ کا حصہ:

روایت ہے کہ:

جب خواجہ خواجگان، حضرت محبت اللہ بالکمال، حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین نے ان کے روضہ شریف کی تعمیر میں کوشش کی اور میاں عبد اللہ تاجر مرحوم کو منظم اعلیٰ بنایا تو بہت زیادہ سرمائے کے باوجود روضہ شریف کی تکمیل نہیں ہو رہی تھی۔

آخر کار حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہء محترمہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتظم بنانا چاہا، لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کام میں دخل اندازی اس وقت کر سکتا ہوں جب کہ مجھے اختیارِ کلی دے دیا جائے کہ میں جو کچھ کروں اس پر کسی کو اعتراض نہ ہو۔

آخر آپ نے تھوڑی سے مدت میں تعمیر مکمل کروالی، اَوَّلًا آپ نے قبر مبارک جو بہت اونچی تعمیر کی گئی تھی اس کو سنت کے مطابق ایک بالشت کے چبوترے پر تعمیر کیا، اور قبر مبارک کے عین اوپر آپ نے روضہء مبارکہ میں ایک روشن دان رکھوا دیا کہ جس سے بارش، ہوا اور روشنی اندر پہنچتی رہے۔

ناراضگی میں بھی تبسم:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ: بہت مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ میں جب کسی پر خفگی کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو میرے منہ پر تبسم آجاتا ہے۔

”جی“ کہ کر جواب مرحمت فرمایا:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کسی نے ایک شخص کو آواز دی جس کا نام بھی ”خدا بخش“ تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے جی! کہ کر جواب دیا، اس کے بعد اس نے کئی بار تکرار کی اور آپ ہر بار اسے جی! جی! کہ کر جواب دیتے رہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ بلانے والے کو جواب دینا ایک اخلاقی فریضہ ہے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ میں عالم اور بزرگ ہوں مجھے کوئی فقط میرے نام کے ساتھ کیسے پکارے گا۔

اپنی چیزوں کی حفاظت خود کرو:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

اپنی چیزوں کی تمام لوگوں سے حفاظت کرنی چاہیے، اور ان چیزوں کے گم ہونے سے پہلے سب لوگوں کو چور ہی گمان کرنا چاہیے، یوں گمان کرنا گمان بد نہیں کہلاتا۔ فرماتے تھے:

نگہدار آں شوخ در کیسہ دُر

کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

موتی کی تھیلی وہی شخص محفوظ کر سکتا ہے جو کہ سب کو جیب کتر اگمان کرتا ہو۔

اپنی موت کو یاد رکھنا چاہئے:

نیز فرمایا کہ:

قوت و صحت کے کامل ہوتے ہوئے بھی اپنی صحت پر اعتماد نہیں ہونا چاہیے (کہ مجھے ابھی موت نہیں آئے گی) بلکہ موت کو نزدیک سمجھنا چاہیے اور مریض اگرچہ قریب الوقات ہو زندگی کی امید پھر بھی رکھنی چاہیے۔

مرض نارو کا علاج:

نیز مرض نارو (جسے فارسی میں رشتہ کہتے ہیں، جس میں پنڈلی پر باریک سی دھاری

نمودار ہو کر ٹانگ کو بے کار کر دیتی ہے) کا ایک نسخہ آپ نے بیان فرمایا کہ:

گوشت بکرا آدھی چھٹانک جو کہ سرخ ہو اور چربی اس میں ہرگز نہ ہو، اور دو

رتی اس میں پارہ ملا کر اس کی گولیاں بنا لیں، پھر روزانہ ایک گولی بوقت عصر پانی کے

ساتھ لے لیں، اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ گولی دانتوں سے چپک نہ جائے

کیونکہ پارہ دانتوں کیلئے ٹھیک نہیں ہے، اسی طرح تین دن تک کریں۔

آنکھوں کی بینائی تیز کرنے کے لیے ایک نسخہ:

روشنی چشم کے لئے فرماتے تھے:

چنبیلی کے پھول ایک سو (تعداد میں) اور تلوں کے پھول بھی ایک سو، اور کالی

مرچ بھی ایک سو مائل بہ سفیدی ہو، اور پھلہ پھٹکڑی ایک تولہ، ان سب چیزوں کو

لیموں کے آدھا پاؤرس میں کھرل کریں حتیٰ کہ گولی بننے کے قابل ہو جائے۔

پھر اسکی گولیاں کالی مرچ کے تہائی حصہ کے برابر بنا کر دوپہر سے تھوڑا پہلے

ایک گولی تھوڑے سے پانی میں حل کر کے آنکھوں میں سلائی کے ذریعے ڈالا جائے،

لیکن یہ احتیاط کریں کہ اس کے بعد منہ پر کم از کم دو گھنٹے تک پانی نہ ڈالیں، بعد میں

کوئی حرج نہیں۔

روشنی چشم کے لیے ایک روحانی نسخہ:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برائے روشنی چشم فرماتے تھے کہ:

آنکھوں میں جب سرمہ لگاؤ تو ایک بار

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نُورُ الْعَيْنَيْنِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ (صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

پڑھ کر سلائی پر دم کر کے آنکھوں میں لگاؤ۔

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لئے سرمہ اور مغز شمیرج (سفانج) کو برابر مقدار

میں پیس کر پاس رکھا کرتے تھے اور اسے ہر رات اپنی آنکھوں میں لگاتے تھے۔

نسخہ برائے زخم:

نیز ہلکے زخم کیلئے اُس پر بول کرنے اور اس کے بعد شور کی مٹی اُس پر ڈالنے کو

فرماتے۔

اور اگر زخم کچھ زیادہ ہوتا تو فرماتے قیتہ سے کپڑا آلودہ کر کے زخم پر چسپاں

کردو۔

اگر اس سے بھی کچھ زیادہ ہوتا تو فرماتے کالی مرچ کا سفوف سرسوں کے

تیل میں جوش دے کر جلا لیں پھر اسے پیس کر اسی سرسوں کے تیل میں ملا کر زخم پر

پالش کریں، اس پر مکھی بھی نہیں بیٹھتی اور زخم بھی جلدی بہتر ہو جاتا ہے۔

اور اگر اس سے بھی زیادہ زخم ہوتا تو سفید شکر اور سندور ہم وزن سرسوں کے

تیل میں ملا کر پالش کرنے کا حکم فرماتے۔

ڈوہر کا روحانی علاج:

اور ڈوہر کیلئے فرماتے کہ:

مسجد میں جا کر چوکھٹ کے قریب بیٹھ کر مٹی اُس پر لگائے اور ساتھ ساتھ یہ پڑھے:

خدائے ما بزرگ است تو بزرگ مشو

پیغمبرانِ خدا سفر کردہ اند تو نیز برو

ہمارا مالک، بادشاہ، اللہ بزرگ و برتر ہے تو بڑا نہ ہو! اللہ تعالیٰ کے رسولوں (انبیاء

عظیم السلام) نے اس دایر فانی سے سفر کیا ہے تو بھی جا۔

یہ عمل تین بار کرے (یعنی ہر بار مٹی بھی ملے اور یہ مذکورہ کلام بھی پڑھے)۔

پھوڑے، زخم اور ہر قسم کے درد کیلئے:

ہرزخم، پھوڑے اور درد کے لئے فرماتے کہ:

اَمْ اَبْرُمُوا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُونَ

سات بار پڑھ کر دم کرے۔

پیٹ درد کے لئے:

نیز فرماتے کہ:

پیٹ کے درد کے لئے سورۃ لقمان تین بار پڑھ کر دم کرے۔

گم شدہ کو بلانے کا عمل:

گم شدہ کے لئے فرماتے کہ یہ کلام پڑھا جائے:

اے بارِ خدائے با امانت

پاکیزہ خدائے بے خیانت

من غائب ہو سپردم

تو باز رساں بمن سلامت

اَصْبَحْتَ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ

وَ اَمْسَيْتَ فِيْ جِوَارِ اللّٰهِ

اے میرے مالک! امانت والے!، اے میرے پاک و بلند رب! خیانت

سے پاک! (اے ہمیں واپس فرمادے) میں نے اپنے غائب کو تیرے حوالے کیا، تو

اسے با سلامت مجھ تک پہنچا دے، (اے غائب!) تو صبح کرے اللہ تعالیٰ کی امان میں

اور تو شام کرے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں۔

نیز اسی مسئلے کے لئے یہ (اشعار پڑھنے کا حکم) بھی فرماتے:

حق تعالیٰ کہ مالک الملک است

لَيْسَ فِي الْمَلِكِ غَيْرُهُ مَالِك

برساند بید گر مارا

إِنَّهُ قَادِرٌ عَلَىٰ ذَٰلِك

أَصْبَحْتَ فِي أَمَانِ اللَّهِ

وَأَمْسَيْتَ فِي جَوَارِ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ جو کہ مالک الملک ہے، اُسکے سوا مالکِ حقیقی کوئی نہیں، اگر اُسے ہم

تک واپس فرمادے تو وہ اس پر بے شک قادر ہے (اے غائب!) تو صبح کرے اللہ

تعالیٰ کی امان میں، اور تو شام کرے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں۔

اخلاقی تہذیب پر بہترین انداز سے راہنمائی:

ایک دن کا واقعہ ہے کہ:

ایک شخص ”صحت“ نامی خاتون کو جو کہ لنگر کا اندرونی کام کرتی تھی، بار بار

آوازیں دے رہا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطورِ تفہیم (راہنمائی) اُسے فرمایا:

”میاں! تمہیں اس طرح کہنا چاہیے کہ اے صحت! فلاں چیز مثلاً روٹی لادو

وغیرہ، جو بھی کام ہو (اُس کام کا ذکر کر کے خطاب کرو، کیونکہ پہلی صورت میں ہو سکتا ہے کہ کوئی

انجان آدمی غلط بات کر دے یا تہمت زدہ کر دے)۔

اپنے مشائخ سے عقیدت کا ایک انداز:

نیز روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملتان شہر کے کسی بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ کی ملاقات حضور قبلہء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید سے ہو گئی، اُس نے عرض کی:

”یہ آم حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچانے ہیں، کسی خادم کو حکم فرمائیں کہ یہ اُن تک پہنچا دے۔“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(ٹھیک ہے) دے دو (پہنچا دے جائیں گے) چنانچہ آپ نے (اُسے رخصت کرنے کے بعد) اپنی لنگی مبارک کو سر پر باندھ کر آموں کا ٹوکرا اپنے سر پر رکھا اور مہار شریف کی جانب روانہ ہو گئے۔

راستے میں آپ کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی جس کے پاس ایک گدھا تھا، اس نے وہ ٹوکرا آپ سے لے کر گدھے پر لاد لیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ اسی طرح منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے مہار شریف پہنچ گئے اور حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (اور اس مرید کا نذرانہ پیش کیا) حاصل کلام یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خودی و خود بینی سے بالکل مبرا تھے، اور اپنے مشائخ کی عقیدت و محبت آپ کے دل پر غالب تھی۔

چنانچہ حافظ خواجہ (غالباً شیرازی) فرماتے ہیں:

دلِ حافظ بچہ ارزد ہمیش رنگی کن

وا نگہش مست و خراب از سرِ بازار بیار

اے حافظ! تیری گدڑی کیا قیمت رکھتی ہے، اسے شراب (یعنی محبوب کی ذات میں فنایت) سے رنگین کرو، پھر اس سے مست و سرشار ہو کر سر بازار آؤ۔

مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان پر تونسہ شریف روانگی:

ایک مرتبہ یہ کاتب الحروف (خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خیر پور شریف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا، اُن دنوں موسم بہت سرد تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بوجہ کمال محبت و دوستی اس فقیر کو حکم فرمایا کہ: ”تم (تونسہ شریف) جاؤ اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند، ہدایت شعار، حضرت خواجہ گل محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”شرح چغمینی“ و ”پیست بابی“ وغیرہ کتب کی تعلیم دو۔“

اس وقت چونکہ یہ فقیر بے سروسامانی کے عالم میں تھا اور سفر کرنے کے قابل نہ تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے حیران ہوا کہ ایسا بوجھ جس کا اٹھانا فی الوقت میری طاقت میں نہیں ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسے ظہور میں آیا۔

(جوں ہی میرے دل میں یہ خیال آیا) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”خیر فکر مت کرو! ہم نے کسی خیال میں یہ بات کہہ دی تھی۔“

(چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد فی الفور روانگی نہ تھا بلکہ ارادہ تھا کہ جب کبھی موقع ملے آپ نے یہ کام کرنا ہے، حضور اعلیٰ، فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس چیز کو جانتے تھے، لیکن احتمال یہ بھی تھا کہ شاید ابھی جانے کا حکم فرما رہے ہوں، لہذا خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس احتمال کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ارادہ وہی تھا جو آپ نے سمجھا کہ جب موقع ملے چلے جائے گا، جیسا کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے فرمان سے ظاہر ہوتا

ہے، واللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اعلم بالصواب)۔

چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان صادر ہو چکا تھا، اس لئے میں نے (سارے احتمالات کو رد کرتے ہوئے) جانے کی ٹھان لی، انھی دنوں خان عبدالاحد خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ بڑے نیک اور باخدا انسان تھے کابل کے لئے (براہ راستہ تونسہ شریف) نواب شجاع الملک کے ساتھ جو کہ انگریزوں کی ہمراہی میں کابل جا رہے تھے روانہ ہوئے (لہذا میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہو گیا اور یوں) مجھے بھی اُن کی رفاقت مل گئی۔

اس طرح مجھے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری کا شرف ملا، نیز زیارت و صحبت بھی میسر آئی، اور صاحبزادہ از خلق آزادہ خواجہ گل محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر سکونت کا اتفاق ہوا، اسی دن سے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے اس فقیر پر بہت کرم نوازی ہوا کرتی ہے، (نیز) صاحبزادہ صاحب (خواجہ گل محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) نے بھی اس فقیر پر بہت مہربانی فرمائی اور ایک بڑی جائے نماز بھی عنایت کی۔

ہر جلوہ انہی کا جلوہ ہے:

نیز ایک رات میں حضرت محبت اللہ بالکمال، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ شریف کی شمالی تہجر (برآمدے) میں بحالت نیند حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا، درآں حالیکہ آپ نے مجھے اپنا پس خوردہ (بچا ہوا) مشروب عطا فرمایا جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی، پھر جب میں نے آپ کے چہرہء انور کا تصور کیا تو وہ صورت درحقیقت میرے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی تھی۔

پس معلوم ہوا کہ تمام اولیاء حقیقتاً ایک ہی ہیں (یعنی سب میں ایک ہی ذات کے فیوضات جلو گر ہیں) اگرچہ تمام کی ظاہری شکلیں مختلف اور جدا جدا ہیں (یعنی کسی میں کوئی صفت کسی میں کوئی صفت) اور میرے حضرت (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر یہ حدیث بہت صادق آتی تھی:

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَيِّتٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى

ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

جسے یہ پسند ہو کہ وہ کسی میت (اختیاری موت اور خودی و خود بینی و خود پسندی کی فحاشیت والے) کو زمین پر چلتا دیکھ لے اُسے چاہیے کہ وہ ابن ابی قحافہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔

اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ حدیث صادق آتی تھی۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ

(بے شک حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سائے سے شیطان بھاگتا ہے)۔

پس معلوم ہوا کہ:

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک ہی نور ہیں۔ (ہاں البتہ کسی میں اظہار زیادہ ہے کسی میں کم، بہر حال مراتب کی ترتیب ملحوظ خاطر رہے گی، جو کہ ایک حقیقت ظاہرہ ہے)۔ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ التَّبَعِ الْهُدَى سَلَامَتِي اس پر جو ہدایت کا منبع ہو۔

مجاز سے حقیقت کا ادراک:

نقل ہے کہ:

ایک روز کسی کہنے والے نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یہ شعر پڑھا:

وے گذشت از نظر مچشم سیاہی عجبے

اونگا ہے عجبے کر دمن آہے عجبے

گذشتہ روز میرے سامنے سے (ایک محبوب) کا گذر ہوا، جس کی (خوبصورت

آنکھوں) کی سیاہی عجب دلکش تھی، اُس نے نگاہِ عجیب کی میں نے آہِ عجیب۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس شعر کے سنتے ہی حالتِ وجد و ذوق طاری ہو گئی،

اسی وقت اچانک مولوی عبدالحکیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (تشریف لے آئے) جو کہ آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتہ داروں میں سے تھے اور بروز جمعہ و منگل آپ کی زیارت کے لئے

تشریف لایا کرتے تھے۔

انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور! کیا صورت پیش

آئی؟ فرمایا: ”حضرت خواجہء خواجگان، قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری آنکھوں

کے سامنے آگئے تھے۔“

کاتب الحروف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتا ہے کہ اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو

جاتی ہے کہ اسبابِ حُسن مثلاً ”چشم“ و ”رخسار“ و ”خط“ و ”لب“ و ”زلف“ وغیرہ کے

سننے سے ”اہل اللہ“ کا مقصد شیخ کے حسن ظاہری و باطنی اور اُن کے اخلاقِ حمیدہ اور

جمالِ باکمال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا

مشاہدہ کرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ حضرات جمال و جلالِ الہی کے مظہر ہوتے ہیں۔

نہ کہ اس سے وہ مقصد حاصل کرنا جو کہ ظاہر پرستوں کا ہے کہ مذکورہ ظاہری

اسباب کے ذکر سے ان کا مقصد صرف شہوت پرستی ہوتی ہے۔

بلکہ اصحابِ زمان (وہ اہل اللہ جن کی باطنی امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذمہ داری ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت خضر و حضرت الیاس و اقطاب و ابدال و اغیاث علیہم الرضوان) کا تو نفس ہی جب درمیان میں نہیں رہتا تو شہوتِ نفس کا تصور کہاں ہوگا۔

قناعت کی دولت:

نیز منقول ہے کہ:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابتدا ہی سے دنیاوی اسباب کی طرف توجہ و رغبت بالکل نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ کی عطا کے ساتھ راضی رہتے تھے، نیز آپ کے والد ماجد نے آپ کے ذمہ قرضہ بھی چھوڑا تھا، جو کچھ حاصل ہوتا تھا اُسے اپنے والد صاحب کے قرض خواہوں کو دے دیتے تھے، لہذا ہر شخص آپ سے شفقت و رحمت کے ساتھ پیش آتا تھا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز خود فرمایا کہ:

جس دن کہ میرا نکاح ہونا تھا میرے والدِ مکرم نے اپنے کسی شاگرد کے

خواب میں آکر ارشاد فرمایا کہ میرے صاحبزادے کے لئے تم کچھ نہیں کر رہے؟۔

اس شاگرد نے آکر مجھے ایک روپیہ یا کچھ زیادہ پیش کیا جس سے شادی کا

سامان تیار کیا گیا۔

ہر وظیفہ آخرت کے لئے:

(اسی طرح کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے) آپ کے ایک دوست نے آپ کی

خدمت میں عرض کی کہ فلاں آدمی ”قصیدہ بردہ“ شریف کا عامل ہے، جس کسی کو بھی

اس کے پڑھنے کی اجازت دے دے تو اُسے یومیہ ایک روپیہ فتوح ہو جاتا ہے، چونکہ

آپ کی معشیتنگ اور گذر بسر مشکل ہے، اس سے اگر آپ بھی اجازت لے لیں تو

رزق فراخ ہو جائے گا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی بات سن کر فرمایا کہ میں بھی اس سے اجازت طلب کروں گا لیکن اس (دنیاوی فائدے کے لئے نہیں) بلکہ اس لئے کہ مجھے مرشدِ کامل مل جائے۔

خواجہ حافظ محمد جمال اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت:

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے اسی ارادے سے اُس سے اجازت طلب کی، جب میں نے اس کے بتائے ہوئے طریقے سے ”قصیدہ بردہ“ شریف پڑھنا شروع کیا تو حضرت خواجہ خواجگان، خواجہ حافظ محمد جمال اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فقیر کی مسجد میں آنا جانا شروع فرما دیا اور یوں اصل مقصود حاصل ہو گیا۔

پھر حضرت محبت اللہ بالکمال، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت غوث الخلاق (شیخ الاسلام و المسلمین) حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرقد مبارک کے سامنے آپ کے روضہ مقدسہ میں ہوئی۔

آپ ہر کمال اور خوبی کے جامع تھے:

یہ بھی معلوم ہوا کہ:

چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقسومِ الہی سے نصیبہ وافرہ و حصہء متکاثرہ حاصل ہونا تھا، اسی لئے اگرچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت آپ کے مرشد قبلہ گاہ حضور حافظ جمال اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی لیکن پھر بھی آپ کو اپنے شیخ کے شیخ حضور قبلہء عالم

مہاوروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت صحبت میسر آئی اور ان سے بھی حصہ وافر پایا۔
یاد رہے کہ سلسلہء ارادت میں جتنے واسطے زیادہ ہوتے ہیں فیضان بھی اتنا
زیادہ ہوتا ہے، چنانچہ ہر خاص و عام اس بات کو جانتا ہے اور مشہور بھی ہے کہ جتنا
فیضانِ علم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تھا اُس دور میں کسی اور پر اتنا فیضان نہیں تھا اور نہ ہی کوئی
زمین پر چلنے والا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی یا برابر تھا اور اخلاقِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
والہ وسلم کا آپ کامل نمونہ تھے۔

كَانَتْ بِقَلْبِي أَهْوَاءٌ مُفْرَقَةٌ

فَاسْتَجْمَعْتُ إِذْ رَأَيْتُكَ الْعَيْنُ أَهْوَاءِي

میرے دل میں کئی قسم کی خواہشات موجزن تھیں، میں نے اپنی تمام
خواہشات کو یکجا مجتمع پایا جبکہ میری آنکھ نے تمہیں دیکھا۔

(یعنی میرے دل میں شیخِ کاملِ محبوب کے بارے میں کئی طرح کے تصورات تھے کہ
میں ایسے شیخ کو اپنا محبوب بناؤں گا جس میں شریعت و طریقت، حقیقت و محبت کے تمام تقاضے
پورے ہونگے تو جب سے اے محبوب آنکھ نے تمہیں دیکھا تو سب کے سب تصورات کو یکجا مجتمع پایا)

تابعایتِ دلِ ماملِ خوباں می بود

در بروئے ہمہ بستم چو برویت دیدم

ہمارے دل میں خوبصورت لوگوں کی بے پناہ محبت تھی، لیکن جب سے تمہیں

دیکھا تو تمہارے سوا سب پر ہم نے دروازہ بند کر دیا۔

بسیار خوباں دیدہ ام

لیکن تو چیزے دیگری

میری آنکھوں نے بہت حسینوں کو دیکھا لیکن اے محبوب! آپ سا کوئی نہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی

تمام شد ترجمہء کتاب لطیف المسمیٰ بہ ”سر دلبران“ من تصنیفات زبده

الاتقیاء، عمدۃ الاصفیاء، سلطان العلماء، قاطع نجدیت ورافضیت، فانی فی اللہ، باقی باللہ

حضرت خواجہء خواجگان، خواجہ عبید اللہ الملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہء اعظم، محبوب الالہ،

فخر العاشقین، امام الصالحین، رئیس الزاہدین، امیر المجدوبین، فائز بمقام فردیت،

المستثنیٰ بکمالہ فی السلسلۃ العالیۃ، الپشتیہ، النظامیہ، الجمالیہ، خواجہء خواجگان، حضرت

مولانا خواجہ خدا بخش صاحب الملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

از قلم:-

مستجیر بالنبی الاخیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فیہ خیر

کثیر ای استجارته بالمصطفی الامیر

محمد عبد الباقی عفی عنہ

خادم خانقاہ عبیدیہ، رحمانیہ و مسجد رحمانیہ

محلہ قدیر آباد ملتان شریف

فی التاریخ السعید ۲۶ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ شب چہار شنبہ اخیر

مصنف سے مترجم تک

شجرہء نسب

(۱) حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیاء،

فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا مولوی المفتی الحافظ

خواجہ عبید اللہ المملتانى لکھنؤى القادری نور اللہ مرقدہ

(۲) مظہر جمال الہی حضور شیخ العرب والعجم

مفتی محمد عبدالرحمن المملتانى ثم العربى رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت خواجہ مفتی اعظم ہند مولانا مولوی

مفتی محمد عبدالعلیم صاحب ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۴) حضور خواجہ مفتی مولانا محمد عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

(۵) حضور خواجہ الشیخ مفتی مولانا محمد عبدالشکور صاحب ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۶) حضرت بحر العلوم مولانا مفتی محمد عبدالمجید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

(۷) حضرت مولانا مفتی میاں محمد عبدالباقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اصل فارسی کتاب

سرّ دلبران

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذى خرق علينا الاسباب واطهر لنا باب الابواب وغلق
علينا ابواب الخلق وفتح لنا بابه بعد الغلق ونجانا عن التصنع والملق
ففرج كرباتنا وانقذنا عن الاضطراب والفلق واخرجنا عن غياهب
شهوات الفرج والحلق

شعر

اِذَا مَسَّنِيْ كَرْبٌ يُفَرِّجُ كُرْبَتِيْ

وَيَنْصُرُنِيْ رَبِّيْ وَيَرْحَمُ غُرْبَتِيْ

وَهُوَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ وَهُوَ يَهْدِيْنِ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ

وَيَسْقِيْنِ وَاِذَا مَرَضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَالَّذِيْ يُمِيتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ وَالَّذِيْ

اَطْمَعُ اَنْ يُغْفِرَ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ

واصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين الذى لولاه لما

خلقت الافلاك ولما سجد لادم الاملاك ولما ظهرت الربوبية

ولما برزت الحب والمحبوبة وعلى اله واصحابه من الانبياء

والمرسلين والصديقين والشهداء والصالحين نجوم الاسلام

ومصايح الظلام

فَاِنَّهُ شَمْسٌ فَضَلِيْ هُمْ كَوَاكِبُهَا

يُظْهِرُنْ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

اما بعد.

این چند اوراق است در بیان بعضی آنچه از روایت طیبہ۔۔۔ و نوافح جیدہ۔۔۔
 و لوا مع نیرہ۔۔۔ و جوامع منتخبہ۔۔۔ و فوائد منجبتہ۔۔۔ و بوارق مقتبہ۔۔۔ و شوارق ملتئمہ
 ۔۔۔ و فتوحات کرامت نثار۔۔۔ و فحاشات ہدایت آثار۔۔۔ و رشحات عرفان امطار
 ۔۔۔ و لمعات تنویر الابصار۔۔۔ کہ شمیم و دیدم و شنیدم و کشیدم از ان مظہر نور جمال
 الہی۔۔۔ و فخر نظام تجلیات کلیم اللہی۔۔۔ و مصدر تجلیات نامتناہی۔۔۔ و مجمع اخلاق
 مسکینی و شاہی۔۔۔ منبع فیوضات سبحانی۔۔۔ و مورد تفصیلات ربانی۔۔۔ معاذ و
 ماوائے ضعفاء۔۔۔ مربی الغرباء۔۔۔ اتقی الاقیاء۔۔۔ علم العلماء۔۔۔ فضل
 المفصلاء۔۔۔ و رئیس العارفین۔۔۔ سلطان الزاہدین۔۔۔ محبت المساکین۔۔۔ محبوب رب
 العالمین۔۔۔ مرغوب العارفین۔۔۔ مقصود العاشقین۔۔۔ مطلوب المتورعین۔۔۔ مراد
 المریدین۔۔۔ معدن حق الیقین۔۔۔ معشوق اللہ فی الارضین۔۔۔ شیخ الاسلام
 و المسلمین۔۔۔ غوث الخلائق۔۔۔ قطب الطرائق۔۔۔ قطاع العلائق۔۔۔ جماع
 الحقائق۔۔۔ رونق الوہائق۔۔۔ جامع العلوم و المعارف۔۔۔ قاطع البدع و المعازف
 ۔۔۔ نافع الوضیع و الشریف۔۔۔ ابوالفرح اللقوی و الضعیف۔۔۔ برہان الشریعتہ۔۔۔ شمس
 الطریقت۔۔۔ بحر المعرفت و الحقیقت۔۔۔ مسکین نواز۔۔۔ محبت طراز۔۔۔ فانی فی الحبوب
 ۔۔۔ باقی بالمطلوب۔۔۔ ملاذ و ملجائے ہر صاحب عجز و ناتوانی۔۔۔ بظاہر حاوی مدارج فقر۔۔۔
 و باطن جامع مراتب سلطانی۔۔۔ مؤسس اساس مسکنت۔۔۔ و تضعف برائے اظہار الطاف
 رحمانی۔۔۔ المتآدب بآداب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ قبلۃ المسترشدین۔۔۔ اعنی المساکین
 ۔۔۔ اباحسن الخرقانی الثانی۔۔۔ المولوی خدای بخش اہلسناتی نور اللہ مرقلہ و برد مضعجہ

مثنوی

واجب آمد چوں که آمد نام او
 شرح کردن رمزے از انعام او
 گرچه عاجز آمد این عقل از بیان
 عاجزانه جنبشے باید دران
 ان شئنا کُلُّهُ لَا يُدْرِكُ
 من بگویم وصف توتاره برند
 نور حقی و بحق جذاب جان
 پیش ازاں پس موت حسرت می برند
 خلق در ظلمات اند و ہم گمان
 گر نبودے خلق محبوب و کثیف
 در مدیحت داد معنی دادے
 غیر این منطق لبے نکشادے
 مدح و تعریف است تخریق حجاب
 فارغ ست از مدح و تعریف آفتاب
 کُلُّ شَيْءٍ قَالَهُ غَيْرُ الْمَفِيْقِ
 باز گویم شمه زان حالها
 لیک بہر حق صحبت سالها
 تازمین و آسماں خنداں شود
 عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود
 مدح توحیف است در زندانیاں
 مے کنم در مجمع روحانیاں
 مادح خورشید مادح خود است
 کہ دو چشمم روشن و نامرمد است
 ذم خورشید جہاں ذم خود است
 کہ دو چشمم کور و تاریک و بدست
 پس خوشاں باشد کہ سر دلبران
 گفته آید در حدیث دیگران
 در مضامین قصصها گوشدار
 پس تو اینجا مدح آں یارنگار

قال الله تعالى

وَكَلا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ

وقال سيد الطائفة ابو القاسم الجنيد البغدادي رضي الله عنه

حكايات المشائخ جند من جند الله عز وجل يعنى للقلوب ط

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ چاره نبود بر مقاش از چراغ

چونکہ شد از پیش دیدہ وصل یار نایبے یاد از اں ماں یادگار

چونکہ گل بگزشت و گلشن شد خراب بوئے گل را از کہ یا بیم از گلاب

چوں خدا اندر نیاید در عیاں نائب هتند این پیغمبرائ

نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب گرد و پنداری قبیح آید نہ خوب

دہ چراغ حاضر آئید در مکان ہر یکے باشد بصورت غیر آں

فرق نتواں کرد نور ہر یکے چوں بنورش روئے آری بیشکے

اطلب المعنى من الفرقان قل لا نفرق بين احد من رسل

عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ چنان بود کہ فعل ولا تفعل صریح نگفتے بلکہ غالباً در

ضمن قصص و اشعار و حکایات بیان فرمودے نہ در ضمن آیات و احادیث چہ اگر کسے از

سبب جہل انکار آرد کافر نشود و تا ہم خاص و عام را در و نصیب باشد فاما خص را پس حال

کافی ست چنانچہ صاحب مثنوی علیہ الرحمۃ فرمودہ۔ ع۔

پند فعلی خلق را جذب تر

و اوقات خویش را وقف طالبان کردے مناسب وقت و خلق بمردمان پند در ضمن

قصص و اشعار آوردے۔ و چوں فارغ شدے اور ادخواندے و در وقت گفتگوئے

مردمان خاموش نشستی و در انجمن بخلوت بودے گا ہے صاحب حاجت را فرمودہ بود کہ بنشین کہ بعد وظائف و اوراد خویش حاجت تو سعی کنم و دائم برائے طالبان حاضر بودے و گا ہے برائے تن خود جامہ مکلف ساخت و در خورش تکلف نمیکرد و گا ہے برائے نفس خود دوائی ساخت و جامہء پنبہ دارد و آتش در زمستان نے خواست و توحید حالی جز در ان حضرت ندیدم کہ بتضرر دیگرے متضرر میشد و در نفع دیگرے منتفع میشد گویا ہمہ عالم اجزائے اوست گویا کہ ہمہ احوال اولیا و صالحین در ان حضرت جمع بود دیدن آنحضرت مدعیان را از دعوی بازے آورد چہ آنحضرت آئینہ بود۔ در آئینہ ہر کس کہ مے بیند احوال خود مے داند پس از دعوی کاذب خود بازے ماند و وجود آنحضرت کرامت بود

لا اذکر منک الا الجمیل ولم ارمک الا التفضیل

حال او بود در عین نظر آنحضرت عالم در مرایائے بود در ضمن ثنائے آئینہ ہائے ثنائے مشہود مومو موجود مے خواند ہمہ عالم را آئینہء جمال حقیقی میدید۔

چنانچہ در ”توفیقیہ“ شریفیہ فرمودہ است ہر جا کہ بنظر چشم بیند گوید کہ ذات مقدس متجلی ست باین صورت پس ہرگز از ذات مقدس غافل نشود توفیقیہ حال آنحضرت است نہ کلام قال کہ محال باشد ہر کہ آنحضرت را دیدہ است میداند کہ توفیقیہ حال آنحضرت است نہ کہ قال کہ محال است آنحضرت را با سماع الحانات حاجت نبود چہ بے سماع الحانات در ذوق میبود و اگر مے شنود برائے موافقت یا ران و خوشی دوستداران مے شنود از دیدن سکرو و جدا و خلق در دیدن رسوم و عادات محجب بود آنچه در لغات است

کہ

من كل معنى لطيف امتلى قدحاً

وكل ناطقة في الكون تطربني

اور ابوداگر کسے برآ نحضرت از تندی و بد خوئی خویش غصہ میگرد پس اگر آن
غصہ از بے فہمی اوے بود کہ آنحضرت چه فرمود آنحضرت آن مقصود خود با محبوب خود
میگفتند و او بخود میگوید اورا چندان تلافی و انعام میگرد کہ کسی باد دستداران نکرده
باشد وے فرمود

نظم

ہر کہ مارا رنجہ دارد در آتش بسیار باد ہر کہ مارا دوست نبود ایزد اورا یار باد
ہر کہ اندر راہ من خارے نہد از دشمنی ہر گلے کز باغ عمر بشکفد بے خار باد
و بر مردمان انعام و احسان چندان میگرد کہ بسیار نا کسان منکر آنحضرت رضی اللہ
عنه میشدند چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعرابیاں را ابشر میگفتے و تبرک میدادے
و ایشان می گفتندے

اکثر علی من ابشر فاعطنی

ورد بشارت میگردندے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن بشارت دیگران
را می دادے چنانچہ در حدیث است کہ بعد آنکہ اعرابی رد بشارت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کرد پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو موسیٰ و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمود کہ
اشربا منه و افرغ علی وجوهکما و نحوہر کما یعنی مما اجتمع من
وضوئہ بعد ما مع فیہ

حاصل آنکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ متعلق بود باخلاق انبی صلی اللہ علیہ وسلم
و مسکنت و مسکنیان را دوست میداشت و میفرمود کہ روزی استاد من بر کتاب من

نوشت کہ این کتاب حق و ملک مسکین خدا بخش آن روز بسیار خوش شدم گویا بزبان حال

میفرمود

اللهم احینى مسکینا و امتى مسکینا و احشرنى فى زمرة المساکین
چندان تدریس علم کرد که عالم را از علم خود بهره داد و هیچ عالمی درین دیار نیست که
شاگرد او بنفسه یا بالوساطت نبوده باشد و چون طاقت تدریس از سبب ضعف بدنی
نمیداشت عند الفراغته عن حوائج الناس والا و راد با ملائ عبارت توفیقیه شریفه غالباً
شغل میداشت و از برائے ترغیب مردمان بین کلام علماء الشریعه و علمای حقیقه مردمان
را در مسودات توفیقیه داخل میکرد و میگفت که این را تصحیح بکنید و بمردمان ارسال آن
مسودات میکرد پس کلام توفیقیه بحسب سعی آنحضرت بعضی مردمان را موصل بمقصود
مے بود و بعضی را موجب دفع انکار بر اهل اللہ و بعضی محرومان در تفرقه ضلال باقی مے
ماندند بیضل به کثیرا و یهدی به کثیرا و در آخر عمر چون قوت گفتن نماند و علمائے
ظاہر و بسیار کسان از صحبت ایشان محروم ماندند عوام را که نزد آنحضرت مے آمدند ایشان
را میفرمودند ایشان قصه های عوام و افسانہا مے گفتند تا عوام و خواص از برکت صحبت
آنحضرت از افسانہا بوائے مقصود مے یافتند و در میان این افسانہا میفرمودند۔

عالم بخیا لے خوش و والہ بجنون

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ

و در آخر عمر چنان مستغرق میبودند که مردمان از سبب تصور فهم خویش خواب یا غشی

میدانستند و از سبب رضا و تسلیم چنان بودند که حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ

عنه فرمود۔

فی وصف رجال الحق الافات تنزل علیهم وهم قعود کالجبال
الرواسی تنزل الیهم وعلیهم وهم ينظرون الیها بعین الصبر والمواقفة
ترکوا الاجساد للبلایا وطاروا الی الحق عزوجل بقلوبهم فهم خیم
بلا رجال اقفاص بلا طیور

وإذا تصاعدت النفوس علی الهویء فالخلق یضرب فی حلید بارد
وہذا کرامت الخواص کما ذکرہ الشیخ محی الدین العربی ونقل عنہ الشیخ عبدالرحمن الجامی فی فتحات
الانس واز عادت آنحضرت بود کہ چون در کے ادنیٰ رشد و دوستی با اہل اللہ میدیدے اور اے گفتمے
کہ اگر کے از تو چیزے پرسد اور ابرانچہ داری آگاہ کن و در فرمودن اور اہرچہ کے رخصت
طلبیدے بخل نمیکردے و در خواندن اور ادقیود و پرہیز ہا نفرمودے۔ تا دشواری بر خوانندگان نشود چہ
واردست ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ وصاحب مجمع البحار در شرح آن
فرمودہ، ای لا یتعمق احد فی الدین بترک الرفق الا عجز عن عملہ کلہ او بعضہ
وہم واردست یسروا ولا تعسروا و سکنوا ولا تنفروا وے فرمودند

باطل است آنچه مدعی گوید خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
وے فرمودند کہ مثل من چوں حجر اسودست کہ مردمان اور اے بوسند و اوسیاہ
است روزے ریحان فقیر کہ سرو پا برہنہ میرفت و مردمان را بہ بیعت خودے خواند
و بخانہء کولیان و غیر ہا میرفت متہم گشت و کے مرید او بخدمت حضرت قبلہ صاحب رضی
اللہ عنہ بیعت کرد چوں اور ازیں حال اطلاع گشت مولوی صاحب مولوی علی مردان
جیوراکہ یکے از معتقدان او بود و از استادان کاتب الحروف و با مجذوبان و غیرہم اعتقاد
وافر داشت بخدمت حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ فرستاد کہ شما مرید مرا چرامرید خود کردید
آنحضرت رضی اللہ عنہ فرمود کہ من بیعت ہر کے را با ایمان و شریعت میکنم مرید شماے

کنید و پیر شہا ہستید من ہر کسے را کلمہ و درود خواندن میگویم کہ مرا پیر خود فرمود و نیز عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ بود کہ چون کسے از مریدان بخدمت آنحضرت برائے زیارت بعد ایام بسیار رسیدے بر خاستندے و تعظیم کردندے و تلافی بسیار کردندے۔ چنانچہ از رنج سفر و غیرہ فارغ گشتے و خوش شدے و چون این کاتب الحروف بخدمت رفتے و مشرف بزیاارت شدے میفرمودے مرحبا مرحبا (شعر)

آمدی و آمدنت بس خوش است
دیدن روئے تو عجب دلکش است

مہربانی کردے، و این کاتب الحروف چون متاہل نشدہ بود بخدمت آنحضرت در حضر و سفرے بودم و چون متاہل شدم در ہر سال دو بار بخدمت آنحضرت در خیر پور میرتم و اقل مدت اقامت یا کم یا زیادہ بخدمت میبودم و چون رخصت میفرمودند باز در ملتان مے آمدم و در آخر عمر آنحضرت دو ہفت ماہ سہ بار رفتم و باز آدم و غالباً این کاتب الحروف را ہر بار کہ بخدمت میرتم دوسہ روپیہ میدادند و مے گفتند کہ ایقدر کرایہ سواری تست و اگر ہیچ کتاب و کبیل خریدے قیمت از خود مے دادندے و چون این کاتب الحروف بخدمت آنحضرت مے رفت در مقام آنحضرت میبود و سیر در بازار و غیرہ نمیکردم و دیگر کار در خیر پور مرنے بود الا آنکہ آنحضرت بکارے امر فرمایند ہر وقت کہ مے گفتند میرتمے و اگر قرأت توفیقیہ میفرمودے قرأت توفیقیہ مے کردے و اگر بنوشتن کتابے امر فرمودے آن کتاب نوشتے و گاہے از آنحضرت سوال فراخی و رزق و غیرہ نکرده بودم الا آنچہ از خود از قصد خود دادندے مے گرفتے یکبار قبل از تاہل آنحضرت مرا میفرمودند کہ تو در اینجا نزد من باش من میگویم کہ

بلے وچوں دوسہ روز میگزشت باز رخصت مے خواستم رخصت میدادند و باز میفر
مودند، (شعر)

ارید وصاله ویرید هجر مے فاترک ما ارید لما یرید
ہجر مے کہ بود رضائے محبوب از وصل ہزار بار بہتر
چشم من پر آب شد و باز نیت رخصت رانح میگردم و عادت آنحضرت بود کہ
چوں در میان معتبران مے نشستند مردمان را بعلم و حسب و نسب من آگاہ میگردند
تا مردمان مرا عزیز داشتند مے و محاسن و اخلاق کہ میان آبا و اجداد من و ایشان بود یاد
میگردند و مرا فلوس مے دادند و چون برائے کس حاجت در کار ایشان بایست مے شد
میگفتند اگر چیزے باشد و ام بدہ من میدادم و میگفتم

مال عالم ملک تست و مالکان مملوک تو با وجودے بے نیازی و اقرضوا اللہ گفتہ
پس میگفتند کہ این چه میگوئید۔ یکبار من در حضور آنحضرت میبودم کہ مرا تپ سخت
عارض شد و بیہوش و بے طاقت شدہ افتادہ بودم کہ مہربانی و شفقت فرمودہ مردمان را کہ
عالم بودند و قرآن صحیح میخواندند جمع کردہ ختم قرآن کردند و ذبح شاة کردند و تعویذ برائے
تعلیق دادند و فرمودند کہ خداوند! این امانت ست نزد ما اورا بملتان بخیر و عافیت برسان
ہماں روز یادگیر روز عافیت رونما شد و فرمودہ بودند کہ ہرچہ طلب کند از خوراک و دوا
و غیرہ ہمہ باؤبد ہید و چون ماہ رمضان مبارک میبود این کاتب الحروف آنحضرت را ختم
قرآن مجید در تراویح میخوانیدم و چون مراد رطب خللے از مرض میبود و نیت
روزہ مستحکم نمیبود میفرمودند کہ بگو فردا روزہ نخواہم داشت و چوں این کاتب الحروف از
ابتداء بعلم حدیث محبت مے داشتم از آنحضرت پرسیدم کہ مرا ہوس یاد کردن حدیث

است کد ام کتاب یاد کنم و بخوانم قصہ کردند کہ حضرت مولوی صاحب مولوی فخر الدین محمد دہلوی رضی اللہ عنہ را کتاب ”مشارق الانوار“ یاد بود وہم فرمودند کہ حضرت مولوی صاحب مولوی فخر الدین محمد رضی اللہ عنہ کتاب ”مشارق الانوار“ بشب میخوانند و بجانب چراغ پشت میگردند از آن روز کہ از آنحضرت این حکایت شنیدم کتاب ”مشارق الانوار“ یاد کردن شروع کردم گاھے یاد میکردم و گاھے علی سبیل المنازل السبعة و گاھے سی پارہ بسی روزے خواندم و چون این کاتب الحروف در حجرہ در مواجہہ آنحضرت نشسته میبودم و آنحضرت برائے کارے مرا میخوانند کہ عبید اللہ! زودے آدم میفرمودند آہستہ آہستہ و تعلیم آداب میفرمودند۔

روزے این کاتب الحروف و میاں محمد بخش کنبوہ مرحوم کہ از خادمان آنحضرت بود با یکدیگر در سخن تیزی کردیم۔ و او مرا چیزے گفت و مرا غصہ آمد بخد مت حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ عرض کردم اورا طلب کردند و چناناں غصہ فرمودند کہ مرا شرم و حیا آمد چنانچہ توبہ کردم کہ برائے نفس خویش آنحضرت را بار دیگر بے ذوق نخواہم کرد و چنان یاد دارم کہ از آنروز حتی المقدور با کسے جنگ نہ کردم و در غضب و غصہ این فقیر کہ زائد الحد بود فرقی و تفاوتے پیدا مد و با این فقیر میفرمودند

سنگھتر امت ہو جن آسب میٹھی کے موں بیٹھ

ترش نیوساں ہی گٹھی کو لے کرنا ہی کیا

یعنی ہر وقت و مرا بخاموشی و عظ میفرمودند بحال خاموشی و مشت خود بستن در وقتے کہ مرا با ہیج کسے در ہیج کارے گفتگو کرد میبود روزے بعد از نماز فجر فرمودند کہ مولوی عبدالرحمن بھڈیرا کلان عالم بود ازین جہان سفر کرد و این رباعی فرمودند۔

علمی کہ بعالم بود آموختہ گیر
 علمے کہ بکیتی بوداند وختہ گیر
 آموختہ اندوختہ راسوختہ گیر
 ناگاہ چراغ اجل افروختہ گیر

وہم میفرمودند

فَرَّقَ فَوْقَ الدَّرْسِ وَحَصَلَ حَالاً
 ضَيَّعَتِ العُنُورَ وَ لَمْ تَنْلُ إِلَّا مَا لَا
 لَا يَنْفَعُكَ العُكْسُ وَلَا النُّقْضُ وَلَا
 اِفْعَنْلَلْ يَفْعَنْلِلْ اِفْعَنْلَا لَا

وہم میفرمودند

در طلب زن دایماً تو ہر دو دست
 کہ طلب در راہ نیکو رہبر است

و این بے ہیچ را بر تدریس علم فرائض چنانچہ مرا تعلیم فرمودہ بودند و بر تعلیم "خلاصۃ الحساب" و "شرح چھمینی" و "پیست بابی" و "رسالہائے اصطرلاب" و "کرہ" و بر ساختن آنہا و بر تعلیم "زیچ" و "شرح ہدایۃ الحکمۃ" و تحریر "اقلیدس" ترغیب مے فرمودند و وصیت مے فرمودند چہ این علمہا متروک شدہ اند و مردمان در تعلم و تعلیم آنہا کسل و کاہلی میکردند دیگر آنکہ آنحضرت را این علوم بدشواری حاصل شدہ بود میخواستند کہ دیگران را دشواری نشود و ہم عادت آنحضرت بود کہ مردمان کہ نزد آنحضرت مے آمدند و بر طریق ادب دوز انومے نشستند اوشان را مے گفتند کہ باسانی بنشیدد بدشواری منشییدد و یکروز سبب این معنی فرمودند کہ روزے من در جائے یکے بے پرواہ شخص در مجلس او نشستم بر دوز انوز انومے من درد میکرد اورا ہرگز التفات بمن نبود و من از ادب پادراز نمیکردم بسیار عاجز شدم از آنروز کہ این عاجزی کشیدم مردما نرا مہنگویم کہ بدشواری منشییدد و ہم میفرمودند

بیکار مہاش کچھ کیا کر
 خون دل عاشقان پیا کر

چنانچہ حضرت مولوی جامی در ”نفحات الانس“ از حضرت ابوسعید خرازی نقل کرده کہ روزے خرازی سوزہ میگرد و میکشاد گفتند این چیست گفت نفس را مشغول میکنم پیش از آنکہ او مرا مشغول کند وہم در نفحات ست از احمد بن منصور الحلاج کہ پسین شب پدر خود را گفتم مرا وصیت کن گفت نفس خود را در شغل افکن پیش از آنکہ ترا در شغلے افکند وہم در ”نفحات“ است کہ شیخ ابو منصور گاہ و کلاہ وقتے فارغ بود کہ یارانش بسفر شدہ بودند در حایطے شد از ان کسے و چاہ فرا کردن گرفت بآب رساند چون تمام شد دیگر میکند یکے ویرا گفت دیوانہ چرا میکنی گفت نفس خود را بمشغول مے افکنم پیش از آنکہ مرا در شغل افکند مشائخ چینین کردہ اند و شارح ”نفحات“ اینجا آورده کہ بدانکہ بصورت بیکار بودن مرار بآب نفس و ہوا را نیک نیست کہ طفل وار واقع شدہ اگر اورا مشغول نداری با مر مباح بشغل حرام افکند و توزیان زدہ گردی لیکن طالبان صادق را کہ قوت طلب کامل بود بسبب مشغل بصورت تعطیل جوارج ضرور یست و موجب فیروزی و کمالاں را مشغل صوری گاہے در غلبہ معنی جمع و وحدت کمال است چہ بآن از استہلاک رہیدہ مرتکب صور اعمال کہ سبب حصول از زیاد احوال بحال مے آیند و فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کلمینی یا حمیراء نظر برین دارد و گاہے بواسطہ کمال اجتہاد و احتیاط و بدگمانی بنفس با آنکہ دوراندا از ضلال چون ارباب نفس و ہوا در محافظت کوشیدہ اند و آن ایشاںرا سبب از زیاد احوال آمدہ و عبارت ابو منصور باین دو معنی مختلست وہم در ”نفحات“ است کہ از ابوالحسین صوفی پرسیدند کہ عبدالرحیم اصطخری چرا با سکہبانان بدشت میرود و قبا بند گفت یتخفف من ثقل علیہ تا از آنکہ در آنست سبکتر گردد وہم میفرمودند شعر:

کارها برخواستن خود خواستن کار خدا است

بندہ باشی و خدا گردی تو اے نادان چرا است

و موافق این معنی در ”نجات“ است کہ شیخ الاسلام گوید کہ ابو بکر و راق گفت کہ محمد

مسلم حصیر باف در مہمانی بود با یوسف خیاط ترمذی میزبان پخیزے مشغول بود محمد مسلم

گفت زود باشید کہ من کارے دارم وے زاہد بود و عابد و لش متعلق بود ہیچ کارے کہ

دارد یوسف گفت ترا جز آن کارے ہست کہ اللہ تعالیٰ پیش تو آورد و نیز تو بر آن نیت از

خانہ بیرون آمدہ کہ بخانہ باز شوی سہ سال است کہ بدان نیت بیرون نیامدہ ام کہ بخانہ

باز روم ابو بکر گوید کہ این سخن یوسف بہ از صد سال عبادت محمد مسلم و ہم میفرمودند۔

درین درگہ کہ گہ کہ آمد گہ کہ آمد گہ مشوایمن اگر ہستی ز قہر و لطف او آگہ

یعنی در درگاہ خدا تعالیٰ بر خویش و بر حسب و نسب و کار خویش و زاہد بودن و عالم

بودن و کریم بودن و شجاع بودن و غیرہ فضائل اعتماد نباید کرد کہ از تغیرات و تبدیلات او

ایمن نباید بود بلکہ خائف باید بود کہ اعتبار حسن خاتمہ است و ہم میفرمودند شعر

شاہ راہ عدم چہ ہموار است چشم پوشیدہ میرود ہر کس

چنانچہ در ”نجات“ است کہ عبد اللہ خفیف نقل از رویم بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کردہ کہ رویم بن احمد دست بر کف وے نہاد و گفت اے پسر! ہو بذل الروح فلا

تشتغل بترہات الصوفیة و ہم از شیخ عبد اللہ بلیانی در ”نجات“ آوردہ کہ وے گفتہ کہ

خدادان باشید و گرنہ خود دان نیز مباحثہ زیرا کہ اگر خود دان نباشید خدادان باشید پس

فرمود ازین نیکوتر گویم خدا باشید ورنہ خود مباحثہ کہ اگر خود نباشید خدا باشید و ہم

در ”نجات“ است کہ یکے از مریدان شیخ عبد اللہ مذکور در کوہ عزلت گرفتہ بود مار پیش

وے رسید خواست کہ بگیرد شیخ گفت چرا گرتی گفت تو گفته بودی کہ غیر خدا نیست گفت
ہر گاہ کہ حق را بلباس قہرینے بگریز تا وقتیکہ ویرا بشناسی دعا کرد شفا یافت چنانچہ
حضرت قبلہ در "توفیقیہ" نقل از خواجہ حافظ نوشتہ

در عشق بازی اے دل! جان بر بکوائے دیگر

کز کشتہ مے ستاند معشوق ماجنایت

کہ مراد از "کوائے دیگر" عدم است وہم میفرمودند

بسی صد سال انمعنی محقق شد بخاقانی

کہ یکدم با خدا بودن پہ از ملک سلیمانی

و معنی با خدا بودن پیش ازین در بیان قول شیخ عبداللہ بلیانی گزشتہ چنانچہ

آنحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میفرمودند شعر:

خویش را گم کن وصال اینست و بس خود مباح اصلاً کمال اینست و بس

و بیان با خدا بودن آنکہ این ملک باقی و آن ملک فانی ست وہم میفرمودند شعر:

چین بر جبین ز جنبش ہر خس نمیکند در یادلان چو آب گہر آرمیدہ اند

شعر:

پوش چہرہ مشور ہم از تفرج خلق کہ خواند خط تو بر چہرہ ان یکادومید

مراد ازین ہر دو بیت غصہ و خفگی بر خلق نا کردن است کہ خلق را چون خس بر آب

دریا باید دانست کہ موج ارادہ ازلی ایشان را مے بردو مے آورد مراد کہ خواند خط تو بر

چہرہ ان یکادومید بالغ بودن سالک و رسیدن او بدرجہ کمال است وہم بوقت سحر در سفر

از آنحضرت شنیدہ میشد بیت:

سحر بر خیز و ذکر بے ریا کن
 اگر گوئی کہ من درویشِ عالم
 و اگر گوئی کہ من ظلم رفت ست
 نفس مبادا کہ بگوید ترا
 وقت سحر وقت مناجات ہے
 خیز در اں دم کہ برکات ہے
 حسپ چہ خیزی کہ ابھی رات ہے
 مراد ازین ابیات تخصیض و تحریر بر قیام اللیل است و ذکر بے ریا کردن کہ عبارت از بخود بودنست و ہم میفرمودند شعر:

سعادت خواهی از عادت گذر کن
 وہم میفرمودند شعر:
 کہ ترک عادت است اصل سعادت

خلق نیکو سعادت ابدی ست
 مراد ازین بیتہا ترک عادات و رسوم انسانی است کہ اصل آنہا خود بینی ست و خود پسندی و خود نمائی وہم میفرمودند رباعی:

چوں رزق مقدر ست کم کوشی بہ
 چوں میگزرد عمر بخا موشی بہ
 چون گفتہ نویسند بخا موشی بہ
 چون بیم حساب ست نمد پوشی بہ

مراد ازین رباعی عبودیت و رضا و تسلیم ست وہم میفرمودند شعر:

مؤدب صورتے پشمینہ پوشے
 جہان گردے حلیمے برد بارے
 ملائک سیرتے خانہ بدوشے
 ز گلزار جہان قانع بخارے

این معما است و مراد از واشر است و مقصود ازین دو بیت ہم رضا و عبودیت ست

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمودہ "الْمُؤْمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيْتُونَ كَالْجَمَلِ

الأنف إن قيد انقاد وإن أبيض على صخرة استناخ“ واصل اینہمہ صحبت اولیاء است
چنانچہ در ”نجات“ است کہ خلیفہ بغداد رویم را گفت اے بے ادب رویم گفت من
بادب باشم و نیم روز با جنید صحبت داشته باشم وہم میفرمودند شعر:

نخواهد این چمن از سر و لاله خالی ماند یکے ہمے رود و دیگرے ہے آید

مراد از سر و پیرست کہ از قید آزادست و مراد از لاله عاشق است کہ بدایغ ہجر
بتلاست یعنی از طالبان و مطلوبان خالی نباشد چہ قوام و نظام عالم بدین دو فرقہ است
وہم روزے در وقتیکہ ذکر میفرمودند تعمیر پاخانہ کہ برائے روانگی حاجت مردمان مہمانان
و فقیران ساختہ بودند و عوام را ہم منع نمیکردند فرمودند شعر:

قاضیء شہر مستراحے ساخت توشہ عاقبت ہمینیش بس

و تبسم میفرمودند وہم میفرمودند شعر:

راز دل گرمیتوان با یار جانی ہم لگو یار یارے بود از یار یار اندیشہ کن

وہم میفرمودند کہ مراد از اشین درین مصراع مثنوی:

کل سر جاوز الاشین شاع

ہر دولب اند پس معلوم شد کہ راز را بعد از انکہ از دولب بیرون شد چارہ نیست از

مشہور بودن و فاش شدن بنا بر ان مولوی داؤد علیہ الرحمۃ در ”شیر و شکر“ نوشتہ کہ

در دل خود کافر است و یا جہود در خموشی رستہ است از ہر عنود

وہم میفرمودند:

اہلبے را صرفہ زر میکنی صرفہ گفتار کن ار میکنی

وہم میفرمودند:

کوہ بگنجد چو بگنجا نیش کاہ نسجد چو بسنجا نیش

یعنی نفس را چناناں ساخته اند کہ اگر چه بظاہر تنگی مینماید اما حال او چنانست کہ اگر
 فی المثل کوہ باشد ہم بگنجد چہ اہل اللہ را باعتبار ترک عادت و رسوم این مرتبہ حاصل شدہ
 و این را خرق عادت گویند و چند آنکہ از سالک سعی در خرق عادت شود از خدا تعالی فیض
 اضعاف او شود چنانچہ از حدیث:

”مَنْ تَقَرَّبَ إِلَىَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا
 تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً“

وازا آیہ

”إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُ أَمْرًا بِأَنْفُسِهِمْ“

معلوم میشود معنی حدیث و آیہ اینست کہ کسے کہ نزدیکی جوید از خدائے تعالی بقدر
 یک مشت حق تعالی نزدیک باو شود قدر ذراع و اگر بقدر ذراع نزدیک شود حق تعالی
 نزدیک شود باو قدر چار ذراع و کسیکہ رفتن با ہستگی بحق تعالی رود حق تعالی آید بسوئے
 اور وان و این حدیث از تشابہات ست و بدرستیکہ خدا تعالی دگر گوئی بقومے تا آنکہ
 خود دگر گوئی نمیکند آنچه بنفسہائے ایشان است چنانچہ مشہور است کہ میان عبدالحکیم
 رنگریز کہ گاہے پشت بقبلہ نکرده بود مسجدے را کہ از قبلہ منحرف بودہ بجامہ افشردن
 راست کردہ بود و علی ہذا القیاس وہم میفرمودند شعر:

چند ز انگشت تو در عقد پست مشت بہ بندار بودت میل زیست

مراد از ز انگشت در عقد پست بودن جماع ست و مراد از مشت بستن ترک جماع

ست و ترک اتباع شہوات چنانچہ حق تعالی فرمودہ:

”وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ“

یعنی باید کہ مقصود از جماع طلب فرزند باشد نہ اتباع شہوت و ہم میفرمودند شعر:

در دمنداز کوچہ دلدارے آئیم ما آہ کردار الشفا پیارے آئیم ما

عشق مارا عاقبت در کوئے لہو یقدر ساخت یار کمے خواهد و بسیارے آئیم ما

و ہم میفرمودند شعر:

بلبل در برگ گل خوش رنگ در منقار داشت و اندراں برگ ذوا خوش نالہائے زار داشت

گفتم اندر عین وصل این نالہ بفریاد چیست گفت مارا جلوہء معشوق در این کار داشت

و این ہر دو رباعی را حاصل آنست کہ ظہور مقتضی احتفا است لہذا آثار ہجر

بر و مترتب است و مراد از کم و بسیار آمدن خودی و بیخودی است و ہم میفرمودند کہ شعر:

جذبہ عشق و محبت از دو جانب مے شود یار میخواید ولم چوں یار میخواید ولم

درین مصرع یکجا ولم فاعل و یار مفعول میخواید است و دیگر جابر عکس و میفرمودند کہ

شعر:

عاشقان ہر چند مشتاق جمال دلبرانند دلبران ہر عاشقان چنداں از عاشق ترانند

و ہم میفرمودند شعر:

دلا چوں جلوہ بہ بنی شہید کن خود را کہ چنین موت گاہ گاہ مے آید

درین بیت لفظ جلوہ کہ بحکم است از آنحضرت بجائے مہملہ شنیدہ ام گویا طبیعت

میفرمودند یا بطریق استعارہ و ہم میفرمودند شعر:

در کوئے دست عطا گر چہ بھیڑ بھاڑ ہے تو بھی گھسرا گھسرا کے آنجا گھسرا چشم

و موافق این ابیات در ”نجات“ آورہ از ابو سعید خراز کہ وے گفتہ:

روزگارے اورا حستم خودرایاتم اکنوں خودراجویم اورایاتم

و چوں بیابی بر ہی و چوں بر ہی بیابی

کدام پیش بود، اوداند اوداند

چوں او پیدا شود تو نباشی چوں تو نباشی او پیدا شود

کدام پیش بود، اوداند اوداند

حضرت بایزید گوید:

من باونہ پیوستم، تا از خود نکستم و از خود نکستم، تا باونہ پیوستم

کدام پیش بود، اوداند اوداند

شیخ الاسلام پیر انصار ہروی گوید کہ علی سیاح گفت کہ ما وراء النہریان مے گویند
تازہی نیابی و عراقیان گویند تانیابی زہمی ہر دو یکیت خواہ سیو برسنگ آید خواہ سنگ
بر سیو لیکن من از عراقیانم کہ سبق از ونیکو تر است انتہی و مراد از ”حلوا“ ذوق است یعنی
ترا ذوقے دھند سیر مشو و ملولی مکن اے بدانکہ کشش او است پس در کشش او خود را بگزار
و محو آن کشش شو۔ و مراد از کوئے دوست عدم ست کہ تا عاشق بکوئے نیستی نرسد بوصل
نرسد و موافق این معنی بزرگے فرمودہ شعر:

اے زاہد مردم نما تا چند این وردودعا رو محو آن رخسار شو بگزار این اوراد را

و ہم میفرمودند شعر:

عطا از مفلسی دو ٹوک رہتے سمجھتے بوجھتے پہچانتے رہ

و ہم میفرمودند شعر

ای عطا خیز ازین شہر بزودی بگریز ورنہ لہ نہا ہمہ ریش تو بھٹک در جھٹکند

وہم میفرمودند شعر

آنچه بر ما میرود گر بر شتر رفتے زغم میزدندے کافران در جنت الماویٰ اعلم
 مراد از مفلسی عدم ذاتی است یعنی لحاظ عدمیت ذاتی خود را نسیان مکن و مراد از این
 شہر ہستی وہمی و خودی بے معنی است یعنی چون بخودی روے آری ہمہ رنجہا و مصیبتہا ترا
 روئے دہد و مراد از ما ہم خودی وہمی است یعنی غمہا مترتب بر خودی وہمی تو ہستند اگر این
 غمہا بر شتر رفتے پس شتر از غمہا چنان بار یک ولاغر شدے کہ در سوراخ سوزن داخل
 شدے پس جائے بہشت ملک کافران بودے چنانکہ در قرآن مجید است
 لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلْبِغُوا الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ
 و مناسب این معنی دیگر میفرمودند شعر:

شاہ راہ عدم چہ ہموار است چشم پوشیدہ میرود ہمہ کس
 وہم فرمودہ بودند کہ این دو بیت شورش دہندہ اند کہ حضرت قبلہء عالم اغیاروی
 میفرمودہ اند فرد:

نہ شہمنہ شب پرستم کہ حدیث خوب گویم چوں غلام آفتابم ہمہذا آفتاب گویم
 اگر بسوے من آئی ز دیدہ فرش کنم کہ بر بساط غریبان ہمیں سفیدویاہ
 و این گفتہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در ان وقت درین کاتب الحروف نیز
 مؤثر شدہ بود و مراد واللہ اعلم چنین معلوم میشود کہ مراد از خواب غفلت است و خودی
 چنانچہ حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ است شعر:

تا تو ہستی خدائے در خواب است چوں شوی نیست او شود بیدار
 و مراد از آفتاب ظہور وجود حقیقی است و خطاب اگر بسوے من آئی محبوب

و مرشد است یعنی من غریبم و مسافر از ملک ہستی و ہی و بموجود حقیقی آرمیدہ ام و از خود فارغ شدہ ام پس ہر کہ مہمان ما میشود اور اور دیدہ جائے کنیم از جہت علوقد را و چہ جز محبوب حقیقی در نظر ما ہیچ نماندہ پس بجز دیدہ جائے او نمیکنیم کہ بجز ہمیں سفید و سیاہ باقی نماندہ و ہمہ بساط بغارت رفتہ کہ:

إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا

و حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ فرمودہ

شَاخُ طَبَّاحِ الْمَلِكِ بَقِيَ الْعَقْلُ وَالنَّظْرُ أَجْرِي عَلَيْهِ مَا كَانَ

و ہم میفرمودند کہ شعر:

دون دی لگی لچھ تر جہا گہسی چوھی دانان ٹکے لگے بادشاہ دے سدودی سراں

و این معما چراغ است کہ سرب از چہار چیز است آتش دروغن و پنبہ و ظرف

و مراد ازین گفتن واللہ اعلم ہمیں باشد کہ فاعل حقیقی حق است و بظاہر نام فلان و فلان

ست چنانچہ در مثنوی شریف است کہ

مالک الملک اوست او خود مالک است غیر ذاتش کل شیء ہالک است

مالک الملک اوست ملک اور ادہید ماؤ من جملہ پیش او نہید

حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ در ”توفیقیہ“ فرمودہ کہ یعنی مگوید کہ مایان چنین کردیم

و چنین کنیم و بقدرت خود اتچنین کام مشکل حل کردیم ہر چہ میکند حق تعالیٰ میکند و ہم

میفرمودند:

لکڑیاں چین لے آؤ وہم کی صفت اور ہیج کہا

یہ مجرب چوب چینی ہے من کے درد کو

و مراد ازین بیت ترغیب طالبان است بر کسب حلال کہ اہل اللہ کردہ اند علی
الخصوص کسب ہیزم کردن و فروختن کہ موجب تکسر و ہضم نفس است و کاتب الحروف این
بیت را در فارسی ابیات ساختہ:

چوب چینی کس مکن اے دل	کوست مرض بدوبسا مشکل
وین مرض را حدوث از میں است	میں از اصل کبر در نفس است
چوب چینی دوائے او است عجیب	یقلع الاحتراق بالتجرب
چوب چینی بکن در استعمال	تا نگرود ز میں زشتت حال
چوب خبثے کز احتراق منی است	مینگردد و بزودی ای خوش زیست
چوب چینی کہ عافیت یابی	وز مضرات روئے برتابی

و ہم میفرمودند کہ شعر:

ماں جنیدی پترے و ٹھون وٹی
سج و سائی ہر کو پتر سو وستی پٹی
مراد ازین بیت سعی در فنا کردن ہستی موہوم است و دفع خودی و خود بینی و ہم
میفرمودند:

چل بلا چلے سنارتے او تھاں گہنے گہر بجن لاکھ
صورت آ پو آ پنی توں ہور پآ آ کھ
و مراد ازین بیت آنکہ ذات واحد بصورت مختلفہ بیناید و فی الحقیقہ یکے است و ہم
میفرمودند کہ:

این دل دیوانہ را گفتم کہ عاقل شونشد
آرے آرے طفل را میل سبق خوانی کجا است

این دل دیوانہ را تعلیم کن از راه ہوش
 کاندین مکتب خلاصی بے سبق خوانی کجا است
 سلطنت راعزتے در عالم فانی کجا است
 ماگدایانیم مارا عشق سلطانے کجا است

مراد از این ابیات آنست کہ نفس خود را بسیار گفتم کہ در راه صلاح کہ راہ نیستی
 و بخودی است در آئی اما قبول نکرد کہ او بچوں طفل لہو و لعب دنیا را کار دانست از کار حقیقی
 غافل پس بار دیگر خود را میفرماید کہ سلطنت ملک وجود در عالم فانی چون میسر نیست پس
 گدایا باید بود و ہر لحظہ احتیاج خود عرض بجناب حقیقی باید کرد کہ باقی باللہ بودن امر صعب
 ست پس ہر لحظہ خود را نیست باند کرد و موجود حقیقی حق را باند دانست و از سلطنت حقیقی دم
 نباند زد چہ انا الحق گفتن امر خطیر است چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار فرمودہ شعر:

شو باطن ربوبیت پرواز کن باطن عبودیت اقرار

و بعد از خوردن طعام میفرمودند کہ شعر:

شکر گفتن کے تو انم در خور نعمائے تو

شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو

بے یاد تو من قرار نتوانم کرد احسان ترا شمار نتوانم کرد

گر برتن من زبان شود ہر موی یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

و بعد طعام دعوت میفرمودند:

صاحب این طعام رایا رب از بلائے زماں امانش دہ

من ندانم کہ چیست مقصودش آنچه مقصود اوست آتش دہ

گویا از راہ تواضع دعا باشعار فارسی میفرمودند وہم در ابیات فارسی تعلیم ہمہ کس
ست وہم خوشی صاحب دعوت چنانچہ از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند منقول است کہ از
حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ پرسیدند کہ بر جنازہ شما کدام آیت قرآن مجید
خوانیم فرمودند کہ آیت قرآن خواندن کار بزرگست این بیت خوانند:

چہست ازین خوبتر در ہمہ آفاق کار دوست رسد نزد دوست یار نزدیک یار

پس حضرت ایشان فرمودند در پیش جنازہ ما این بیت خوانند:

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شہیأ اللہ از جمال روئے تو

و ہم میفرمودند:

اتوب الیک یا رحمن مما جنیت وقد تکاثرت الذنوب

فاما من ہوی لیلی وترکی زیارتہا فانی اتوب

یعنی اے بار خدایا! از میگردم از گناہان بسوئے تو فاما از آنچه مردم اورا گناہے
دانند کہ زیارت و دوستی محبوبان پس توبہ نمیکنم در حالیکہ ترک کنم زیارت ایشانرا وہم
میفرمودند کہ رباعی:

صد شکر کہ سنیم نیم معتزلی مانند سگ شیعہ ندارم و علی

بر غم روافض و خوارج ہر دم بو بکر و عمر گویم عثمان و علی

مراد ازین رباعی اینست کہ شکر حق تعالی است کہ حق تعالی در زمرہ اصحاب
سنت و جماعت ما را داخل کرد و در دل ما بغض و دشمنی ہیچکس از اہل بیت و اصحاب کرام
و بیچ مومن راہ نداده بخلاف فرقہ روافض و فرقہ خوارج و دیگر فرقہ ہا کہ بر آل و اصحاب
کرام و بر مجتہدین و صوفیہ و اہل اسلام رضی اللہ عنہم اجمعین طعنے کنند و از اسلام حقیقی

محروم اندچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمودہ ”المسلم من سلم المسلمون
من لسانہ ویدہ“ وہم میفرمودند کہ:

اے قوم! حج رفتہ کجائید کجائید محبوب درمنجا است بیائید بیائید

مراد ازین بیت آنست کہ ای آنانکہ حج ظاہر مائل و راغب ہستید و از حج باطن
کہ طلب حقیقت است محروم ہستید بیائید یعنی ازین پردہ جہل بیرون آئید و محبوب حقیقی
را کہ کعبہ ارباب تحقیق است دریا بید کہ با شما است ہر جا کہ باشید و از و غافل مہاشید
در ہر کار و در ہر عبادت روئے دل بجانب محبوب حقیقی آرید کہ حج ارباب تحقیق بجز ایں
معنی حاصل نیست چنانچہ بزرگے فرمودہ فرد:

جلوہ بر من مفروش اے ملک الحاج

کہ تو خانہ مے بنی و من خدائے خانہ مے بنم

و بزرگے دیگر فرمودہ: (مراد از حافظ شیرازی)

کعبہ بنگاہ خلیل آزر است دل گزر گاہ جلیل اکبر است

و بزرگے دیگر فرمودہ:

خر عیسے اگر بمکہ رود چون بیاید ہنور خر باشد

و بزرگے دیگر فرمودہ:

طاعت ہمہ فسق و کعبہ دیر است ترا

در کعبہ اگر دل سوئے ترا غیر است ترا

خوش باش کہ عاقبت بخیر است ترا

در دل بحق است و ساکن بتکدہ

و بزرگے دیگر فرمودہ:

در جفائے اہل دل جد مے کنند

جاہلان تعظیم مسجد مے کنند

آن مجاز است این حقیقت لے خراں نیست مسجد جز درون سروراں
 و در مثنوی است کہ بز رگے ابو یزید علیہ الرحمۃ را فرمودہ و ابو یزید بر آں عمل نمودہ نظم:

گفت طوفی کن بگردم هفت بار

وان نکوتر از طواف حج شمار

وان در مہا پیش من نہ اے جواد

وان کہ حج کردی و حاصل شد مراد

حاصل آنکہ توجہ فرض است کہ بے او حج فرض درست نمیشود و ہم چون از
 آنحضرت رضی اللہ عنہ طلب نصیحت کردم فرمودند نظم:

مرا پیر دانان مرشد شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ بر غیر بد ہیں مباح دگر آنکہ بر خویش خود ہیں مباح

این بیت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ است یعنی مرا شیخ من شیخ شہاب الدین سہروردی
 این دو نصیحت فرمودہ در آنحال کہ از چشم ایشان اشک جاری بود چہ اہل ذوق و محبت
 را ہر وقت گریہ وزاری می باشد یا آنکہ این نصیحت در مکانے بود کہ بر روئے آب
 بود و آن دو نصیحت اینست کہ بر غیر بیندہ نباشد دیگر آنکہ بر خویش خود ہیں نباشد
 و ہر نشانے این ہر دو معنی دوی است چون دوی از میان بر خیزد محبت الہی حاصل شود
 خود را دیدن و غیر را دیدن نبود ہمہ حق دیدن باشد پس صد و بدی از حق تعالی نباشد چہ
 از خدائے تعالی ہمہ نیکی است و اگر چہ در شرع و طریقت بد و نیک ثابت است بد بہ
 نسبت بدست نہ مطلقاً بد چنانچہ زنا و زوری بد است و تجسس عیب بد است و کبر خود بینی بد
 است و ہذا وہم میفرمودند کہ سہ شخص آن دیکے کور کہ اشیائے صغیرہ مے بیند و دوم کراست

کہ آواز ہائے باریک مے شنود است سوم برہنا است کہ فکر مے کند کہ مبادا جاہمائے
من دزد برد اول کسے است کہ از عیب ہائے خود کور است و عیب ہائے باریک از
مردمان مے بیند دوم کسے است کہ از مودت خود خبر ندارد و خبر ہائے شنود سوم کسے است
کہ جاہمائے پوشیدن بوقت مرگ متیقن ندارد و خوف مے کند کہ متاع و پارچہ ہائے
من دزد برد وہم میفرمودند کہ اینجانب از تزوج ملال مے بود ناگاہ دیدم کہ جاہمائے
سرخ برتن من است غمناک شدم چوں بیدار شدم بسیار خوش شدم کہ خواب بود نہ
بیداری روزے فرمودند کہ نیکی کردن بہ نیکی کنندہ چون فعل خراست و بدی کردن بہ
چون فعل سگ کار نیک مردان نیکی کردن است بابدان اگر مردی احسن الی من
اسا وہم میفرمودند کہ صیام ایام بیض و دہ روزہ در شعبان و شش در شوال بسیار خوبست
روزے بر طبع آنحضرت رضی اللہ عنہ گرمی طبع جوش کردہ بود فرمودند کہ یکروز نزد مولوی
صاحب مولوی نور اللہ مہمان بودم مولوی صاحب پرانہا تیار کنانیدہ بر آنہا روغن زرد
بہ رانداختہ با کٹورہ شیر آورد این جانب آن روغن زرد و شیر انداختہ بنوشید گرمی طبع
فرو نشست آنحضرت ہرچہ میفرمودند بطریق اشارہ بود اما کسے نفہمید باردیگر بتصریح
فرمودند تا تیار کردند روزے فرمودند کہ این مسکین قرآن مجید محشیٰ معہ قرآن القرآن
بحضرت قبلہ عالم ساکن مہار ان رضی اللہ عنہ بر دو ہدیہ آنحضرت کرد و در آنروز ہا کسے
صاحبزادہ از اولاد حضرت شیخ شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ عنہ نزدیک حضرت
موجود بود آن صاحبزادہ بغیر اجازت آنحضرت آن قرآن مجید گرفتہ برفت
آنحضرت فرمودند کاش کے از من اجازت گرفتے روزے فرمودند کہ شخصے قوۃ مردی
نداشت و ازیں سبب عزم طلاق زن خود کردہ بود نزد من آمدہ دوائی پرسید ناگہاں مولوی

امام الدین ابن مولوی صالح محمد دائرہ والا آمد و نسخہ مقوی عروق قضیب بیان کرد و آن
 انیست شکر ف یک تولہ بسیماب یک تولہ زرنخ زرد یک تولہ سنکھیا سفید نیم تولہ سنکھیا
 زرد نیم تولہ منجھل سرخ یک تولہ ہمہ ادویہ را یکجا کردہ اول تمامی ادویہ را بغیر سیماب سح
 کنند چون تمام بار یک شود بعدہ شیر زہوک بمقدار صدف داخل کنند پس سیماب
 را بندازد و چون خشک شود پس شیر دیگر اندازد ہم چنان در ہفت تولہ شیر زہوک پیست
 و چہار پاس سح کند و در سایہ خشک سازد تا کہ منجمد گردد و طلا کند ذکر را چنانچہ عروق
 زیریں ذکر کہ محاذی خصیہ اند فارغ باشند از طلا بمعہ حشفہ بآب گرم شستہ بجامہ لک مالش
 نمودہ طلا کند و برگ ہرنولی بند نماید دیگر روز بآب مذکور شستہ نیز طلا کند تا سہ روز و ہم از
 آنحضرت شنیدم کہ قولہ تعالیٰ 'ولا تقل لہما اف نہی از قول اف عبارت و از شتم
 و ضرب دلالت است و حصہ بنین را ثلثان در قرآن ثابت بطریق اشارہ است در لفظ
 للذکر مثل حظ الانثین چہ اقل امتزاج انثی و ذکر یک انثی و یک ذکر است
 و فرمودہ کہ للذکر مثل حظ الانثین چون ذکر را حصہ دو انثی دادیم و در اینجا آن حصہ
 ثلثان است پس معلوم شد کہ حصہ بنین ثلثان است این اشارہ است و اقتضائے
 آنست کہ چنانچہ شخصے را گوید کہ اعتقہ عنی بالف پس ملکیت آن گونندہ بطریق
 اشتراک ثابت باقتضا شد چہ اعتاق بے ملکیت صورت نمے بندد اے اشتہ فاعتقہ
 عنی روزے فرمودند معمول چنان بود کہ چون آنحضرت قبلہ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 بکدام طرف تشریف میفرمودند مرا نیز ہمراہ مے بردند روزے من در مسجد بودم
 و حضرت قبلہ بشف ملازمت مشرف شدم چون از مسجد بیرون آمدند من نیز بحضرت
 آدم و لباس من یک کلاہ و یک چادر و یک پاجامہ بود بطرفیکہ متوجہ شدند من نیز

ہمپا بودم پیشتر در راہ شخصے ملاقی شد بوی فرمودند کہ بردر وازہ خانہ این یعنی حضرت مولانا صاحب رفتہ باظہار آ کہ منتظر نباشید کہ تا کوٹ شجاع آباد میر ویم وچوں قدر مسافت قطع شد آنحضرت ٹکڑ ہائے حضرت خواجہ اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ با خود داشتند قدرے خود تناول فرمودند و چیزے مرا عطا فرمودند کہ خوردم و در ان روز در راہ مذکور کہ گرمی آفتاب شدت تمام بود برین فقیر گلیمے کہ از جامہ ہائے تبرکات شیخ خود حضرت قبلہ عالم ساکن مہاران رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت را حضرت مرشد خود حضرت مولانا محبت النبی مولوی فخر الدین محمد رضی اللہ عنہ رسیدہ بود مرتب ساختہ بودند و موجود بود مرحمت کردند کہ پارچہ ہائے گلیم مسطور حضرت خواجہ حافظ نور محمد رضی اللہ عنہ را در وقت حالت از حضرت مولوی صاحب رسیدہ بود و آنحضرت بر حضرت قبلہ من بخشیدہ بودند پس آنحضرت گلیم تیار کردہ بودند کہ بر من کرم و امداد ساختند کہ من روز تزوج بر تن خود پیچیدہ بودم پس آن روز کہ در راہ مذکور امداد فرمودند کہ از گرمی روز بر خود سایہ بان سازم تا من از حرارت روز محفوظ ماند من اورا پیچیدہ در کنار گرفتم چون بحضرت میاں صاحب مولوی علی محمد لاری رسیدیم او شان بر اتیاری ناں فرمودند آنحضرت در جواب فرمودند کہ ناچیزے خوردہ ایم پس ازان پیشتر روانہ شدیم بوقت عصر در کوٹ شجاع آباد داخل گردیدیم و سبب تشریف بری حضرت قبلہ در کوٹ محض بنا بر ملاقات شخصے سر بر آوردہ بود کہ در نزدیک کوٹ مذکور ساکن بود و ہنگام شب در مسجد یکہ کہ در کوٹ مذکور بود اتفاق مبیت افتاد مردمان حضرت قبلہ را غمض کردن آغاز کردند۔ شخصے را فرمودند کہ خدا بخش را غمض بکن آن شخص نزد بمن آمدہ بنشست و غمض کردن شروع کرد در اندام من درد پیدا میشد از جہت ادب تمام طاقت منع آن نما ندنا گہان شخصے آمد کہ آنحضرت قبلہ

برائے ملاقات اور برخواستند من نیز برائے متابعت حضرت قبلہ بر خاستم باز نختم روزے نقل فرمودند کہ روزے حضرت قبلہ عالم ساکن مہاران از قریہ ماڑی کہ پست کروہ از مہاران میشود و در راہ پاک پٹن شریف است باز گردیدند و مراد دل آمد کہ اگر اسپ برائے سواری بمن حوالہ فرمایند تیز و سبک کردن او از من چگونه خواهد شد مرا اسپے بدادند کہ تیز رفتار بود و خود بر اسپ سبک رو سوار شدند و در راہ شخصے مولوی الپاس نامی ملاقی شد کہ خوش باش بود آنحضرت عزم جائے او کردند و بدان طرف اسپ را بردند آن شخص از طریق خوش باشی گفت کہ راہ بدین طرف است آنحضرت فرمودند شکر:

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تن بیگانہ کا شنا باشد

و من گفتم کہ بر ہر کسے کہ کرم فرمایند طالع ہمون شخص است وہم فرمودند کہ حضرت نواب صاحب جیورحمتہ اللہ علیہ روزے نزد پادشاہ نشستہ بودند و عہدہ وزارت میداشتند و مردمان از خشک سالی و نہ باریدن باران شکایت میکردند حضرت نواب صاحب فرمود کہ فردا بارش باران خواهد شد مردمان تمامی متعجب ماندند کہ آنچنین امر غیب گفتن مناسب نبود چون فردا شد حضرت نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ علماء و فقرارادعویٰ کردہ طعام بسیار مکلف از جنس پلاؤقلیہ وغیرہ تیار کنانیدہ در صحرائے میرفتند کہ در نواحی آن آب موجود نبود چون ہمگی مردم از فقراء و علماء طعام بخوردند و آب طلب کردند حضرت نواب صاحب فرمود کہ آب از خدائے تعالیٰ طلب کدینا گاہ از غیب بارش باران رحمت الہی پیدا شد کہ زمینات و تمامی مردم سیراب شدند و ہم حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ فرمودند کہ روزے واعظی و عظ میگردند کہ ہر کہ بروز جمعہ فوت شود اورا چنین درجہ است و چنانا ثواب شخصے در گردن خود سبوتے پر کردہ از ریگ انداخت و در آب بسیار

و عمیق در آمد و غرق شدن گرفت میاں محمد یار کہ خادم آنحضرت بود متنبہ شد اور ابرون آورد وہم فرمودند کہ روزے حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ بخدمت قبلہء عالم ساکن مہارن رسیدند و غزلی تصنیف کردہ بودند کہ عزم شنوائیدن آنحضرت قبلہء عالم میداشتند و چون از مجلس خود آنحضرت عزم برخاست کردند این مصراع نوشتہ بحضور حضرت داشتند مصرع:

خدا را سوائے مشتاقان نگاہے

پس آنحضرت لنگی مبارک خود بر کمر بستہ آنچہ نواب صاحب نوشتہ بودند بمن دادند مرا معلوم شد کہ مرا اجازت است کہ بہمراہی آنحضرت روم پس ازاں بطور اشارت عرض کردم کہ اگر عزم ترخص باشد کفش مبارک برداشتہ راست نمایم اشارہ فرمودند کفش راست کردم برخاستہ بر مکان نواب صاحب رفتند یک نواب صاحب و یک ایں غلام و دیگر حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ و قوالان نواب صاحب غزلیا گفتند و مجلسے خوش شد بعد ازاں شخصے غیر رسانید کہ شخصے از امیران بخدمت آنحضرت قبلہ برائے زیارت آمدہ و منتظر نشستہ آنحضرت فرمودند کہ الحال وقت نیست تا کہ مجلس تمام شد وہم نقل فرمودند کہ حضرت قبلہء عالم بطرف قبلہ ام سہ نفر طالب العلم فرستادند کہ بایں دعا گو سپرد ایشان بکنند کہ در تعلیم ایشان قصور نہ نمایند ایں دعا گو کہ بر تمنعنی مطلع شد خیال کرد کہ مبادا حضرت قبلہ در مسجد من تصدیع کنند من خود بخدمت حضرت قبلہ مشرف شدہ تسلی واقعی بطالبان علم نمودم آنحضرت بجناب حضرت قبلہء عالم نوشتند کہ ما خدا بخش را حوالہء طالب علمان نمودیم چون آں مرقوم بخدمت حضرت قبلہء عالم رسید آنحضرت و حضار مجلس متعجب شدند کہ استاد را حوالہء شاگردان کردہ اند و بسیار خورسند گشتند و نیز فرمودند کہ

حضرت مخدوم شرف الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ عالم بودند و شغل علم حدیث بسیار سے ساختند چنانچہ بسیار ملایان بحضور ایشان سے آمدند و در طاہر چنان معلوم نیشد کہ ایشان میخوانند و شاگرد ہستند فی الحقیقہ حضرت مخدوم صاحب استاد بودند و فائدہ علم بملایان سے دادند و ہم فائدہ دنیا بایشان سے بخشیدند کہ بعضے پنج روپیہ در ماہہ میگریفتند و بعضے سے روپیہ و بعضے دو روپیہ در ماہہ مقرر میداشتند نقلست کہ روزے میاں صاحب میاں غلام رسول مجاور حضرت قبلہ عالم مہاران والا حضرت قبلہ ملاقات کرد و گفت کہ شمار اضعفہ بسیار است و حالانکہ دوائی نمیکند آنحضرت فرمود کہ اگر کسی مرانوشتہ بدہد کہ ترابا این دوا صحت خواهد شد آن دوا خواہم کرد و فرمودند کہ من قصد این دارم کہ گر سگی اندک شود نہ آنکہ بسیار شود و ہم فرمودند کہ روزے شخصے گفت کہ نزد من دوانیست مقوی کہ وزن یکروپیہ مقابل یکروپیہ میدہم اگر صلاح ذات شریف باشد بگیرند و بر خس گاہ برداشتہ در یک بتا سا بیندازند و بخورند قوت بسیار خواهد بخشید ناگہان شخصے بتا سہا باندا زہ پنج قصیرہ از بازار خریدہ نزد من آورد من آنجملہ دوا در بتا سہا انداختہ و کوفتہ ہمہ را یکبار بخورد و در دل کردم کہ کدام کس باشد کہ ہر روز حرج کند و اسباب تازہ مہیا سازد بعد از ان کسے پرسید کہ چیزے فائدہ دوا عائد شد یا نہ فرمودند کہ ہیج نے روزے این بے ہیج بحضور آنحضرت عرض کرد لعاب بہدانہ برائے سرفہ خشک کہ عارض است و تمام ماندگی لاحق است بگیرند ایں بیت مثنوی شریف فرمودند بیت:

اے تو افلاطون و جالینوس ما

اے دوائے نخوت و ناموس ما

کہ اشارہ بعشق الہی است و ہم فرمودند کہ من دوائے برائے اشتہا گاہے نکردم نہ

ہم برائے قوت باہ دوائی نہ کردم اگر کدام دوا از جائے بدست سے آمدہ دیگر رائے

دادم و بحضور آنحضرت میاں خواجہ المعروف بعبد اللہ بعرض رسانید کہ از حضور یاد میدارم
 کہ از زبان معجز بیان فرموده بودند کہ ہر گاہ خدا تعالیٰ کسے را دولت عطا فرماید آن شخص
 آنرا بر چند چیز صرف مینماید بنائے خوب و غذائے لذیذ و قوتہ باہ و نکاح زن دیگر و
 آنحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ میاں عبداللہ را در جواب فرمودند کہ مرا از نہمہ یک علت
 ست کہ بسیار دراز الہ میکنم اما زائل نمیشود و آن بنائے مکانات ست پس این بے ہیج
 عرض نمود کہ درین فیض از حد و فراست زیرا کہ بنائے مکانات حضور بنا بر کارگزاری
 مہمانانست یا فیض عام است چنانچہ مکانات خانقاہ ہائے مطہرہ و چاہان و مساجد و غیرہ
 و نیز در بنائے اسراف نمیفر مایند کہ حسن عمارت باشد یا تکالیف بے فائدہ و ہم فرمودند
 کہ خلیفہ کلان حضرت قبلہ عالم نارووالہ صاحب رضی اللہ عنہما تیاری بشادی فرزند خویش
 ساختند و اسباب مطلوبہء شادی ہرچہ بود جمع کردند ناگہان مردم بلوچان کہ بدزدی
 و غارت معروف بودند آمدہ ہمگی بغارت بردند و شخصے از ایشان در حجرہ حضرت موصوف
 بیامد و ہرچہ طرف نگاہ کرد چیزے نیافت و قبل ازین خادم آنحضرت لنگی ملبوسہ
 آنحضرت را در سبوعے خالی انداختہ سبورا سرتگون ساختہ بود چون دزد مذکور قصد تہی
 رفتن کرد آنحضرت اورا بخواندند و فرمودند کہ دریں سبونگی افتادہ گرفتہ بروہنچناں کرد
 و برفت بعدہ فرمودند کہ حق تعالیٰ کار ساز است اتفاقاً بامر الہی در میعاد مجوز شدہ شادی
 بسر انجام رسید و اسباب زیادہ از سابق میسر شد۔ روزے این کاتب الحروف و مخدوم
 صاحب مخدوم سید حامد جیور اور باغیچہ ظریف خان بشرف ترحیص ممتاز فرمودند و خود
 بطرف کسے داعی صاحب دعوت میرفتند از ملتان و این بے ہیج معروض نمود کہ رخصت
 بدنی باد و رخصت روحانی مباد فرمودند شعر:

قرب روحی بشما دارم و نقد بدنی
 پہچو در وقت نبی خواجہ اولیس قرنی
 وہم در خانقاہ مبارک حضرت قبلہ خود رضی اللہ عنہ ایں بے ہیچ را فرمودند کہ مرا تا کجا
 خواہی رسانید ایں فقیر گفت ہر آنچہ مرضی مبارک حضور باشد ایں مصراع فرمودند:
 نہ مثل زبیدہ است ہر بیوہ

کاتب الحروف میگوید کہ دریں مصراع امید کہ اشارہ باشد باین حدیث کہ
 علیکم بدین العجائز واللہ اعلم روزے فرمودند کہ چون در حضور حضرت مولوی
 صاحب محبت النبی مولوی فخر الدین محمد صاحب رضی اللہ عنہ کسے را کسے شخص تپانچہ
 بر روئے میزد خفگی ظاہر میگردند وہم فرمودند کہ ایں تعویذ اسم ذات باین طور اللہ
 اللہ
 اللہ

از خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کا کی رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ فرید الدین گنج
 شکر رضی اللہ عنہ رسید است وہم فرمودند کہ روزے حضرت قبلہء عالمیان حضرت شیخ
 خواجہ نور محمد رضی اللہ عنہ در ملتان آمدند و تمامی خلفا با حضرت بودند و باران اندک اندک
 نازل بود چون از ملتان روانگی فرمودند ایں فقیر دنبال آنحضرت برفت چون باغ شیر
 خان رسیدند اسپ سواری خود را ایستاند ہمہ مردم منتظر استادند کہ برائے چہ استانیدند پس
 ایں فقیر را رخصت فرمودند و دو روپیہ بطریق انعام مرحمت فرمودند و مرا انتظار برادر
 خود کہ مریض افتادہ بود وہم فرمودہ بودند کہ اینکہ در مردمان مشہورست و اکثر میگویند کہ
 ”امان ما حوالہ خدائے تعالیٰ“ خوب لفظ است و بنا بر آن ایں حدیث

وَأَنَا أَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللَّهُ بِهِ وَأَسْتَوْدِعُ اللَّهَ هَذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ لِي

عِنْدَهُ وَدِيْعَةٌ

بعده

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ

إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

فرمودند کہ وقت خواب خوانده شود وہم برین قصہ کہ در ”عوارف شریف“ است
میفرمودند کہ دو شخص در زمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ پسر و پدر بودند و با یکدیگر شبہ
بودند نزد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آمدند آنحضرت ازین سبب پرسیدند آن شخص کہ پدر بود
گفت کہ من مرد بازرگان بودم و تجارت میرفتم یکبار زن من حاملہ بود باین پسر و من چون
روانہ شدم گفتم کہ این حمل زن را حوالہء خدائے تعالیٰ کردم و بر فتم و چون از سفر باز آمدم
زن من مردہ بود پرسیدم کہ حمل او کجا است گفتند کہ زن تو حاملہ مردہ است چون
در گورستان رفتیم آواز کودک از قبر می آمد چنانچہ دیگران ہم شنیدند قبر را کندیدیم و از او
کودک زندہ بیرون آوردیم آواز آمد کہ حمل این زن حوالہء ما کردہ بودی اگر زن را
حوالہء ما میکردی بتو سلامت میرسانیدیم ایں ہمون پسر من است وہم میفرمودند کہ حال
من چون حال حجر اسود است کہ اورامے بوسند و اوسیاہ است کاتب الحروف میگوید کہ
امید است کہ این گفتہ چون گفتہء شیخ ابو مدین مغربی است کہ مے گفت حال من چون
حال حجر اسود است یعنی ہر چہ دارم از خود ندارم بلکہ این سیاہیء من از اعمال خلق است
وہم میفرمودند کہ حال من چون حال آن شخص است کہ از حق تعالیٰ بجز این سہ دعائے
خواست کہ یارب ابلیس را مرگ دہ یا دوزخ را فرو نشان یا جسم من چنان پھن و فراخ
کن کہ دوزخ را پر کند تا دیگر کسے عذاب دوزخ نہ چشد یعنی حال من آنست کہ میخواہم
کہ کس از عذابہا فارغ باشند و ہر چہ تکلیف و عذاب باشد بر من باشد وہم فرمودند کہ

شخصے طعن کر دبر شخصے کہ میخواند این مولود شریف کہ:

شدرخ یار بے حجاب صل علی محمد

پس من اورا گفتم کہ ہیچ فہمیدی این معنی را کہ طعن کردی پس مرا حضرت
 نارووالہ صاحب فرمودند کہ درین باب گفتگو کردن مناسب نیست و بنا برین چون
 مولوی احمد یار از فتح آباد آمدہ بود دیگر مولوی کہ غلام محمد نام داشت ظاہر اور باب
 وحدت وجود وغیرہ جنگ میداشتند و بر مکان خانقاہ حضرت قبلہء عالمیان شیخ خواجہ حافظ
 نور محمد رضی اللہ عنہ طریق جنگ وجدل شروع کردند این بے ہیچ نیز با ایشان گفتگو میکرد
 و مرا بطریق وعظ فرمودند کہ درین باب گفتگو کردن مناسب نیست لکم دینکم ولی
 دین و ہم بنا بر نیست کہ چون مولوی قاسم بمولوی عبدالرحمن بھڈیرا طریق سوال و
 جواب آغاز کرد در باب وحدت وجود و این بے ہیچ قصد تماشا شائے شنیدن سوال و جواب
 ایشان کرد، مرا منع فرمودند و ہم فرمودند کہ شخصے از مریدان شیخ المشائخ مولوی فخر الدین
 محمد دہلوی رضی اللہ عنہ کہ صاحب خوارق عادات بود و اسم او مولوی محمد صالح بود نزد حضرت
 قبلہ عالم حضرت شیخ خواجہ حافظ نور محمد رضی اللہ عنہ گفتگوئے از کرامات خود میکرد کہ من
 چنان کردم و من چنین کردم آنحضرت فرمود کہ تا ہنوز شادورین مقام باقی ماندید پس
 او بسیار شکرانہ کرد و بکناہ خود اعتراف نمود و ہم نقل فرمودند کہ شخصے از مریدان حضرت قبلہء
 عالمیان کہ بعد از ہشت پاس نان میخورد روزے شخصے برود داخل شد کہ چندین مدت
 نان نخورده بود نان خود باو داد او باز چوں شانزده پاس شد شخصے سائل آمد نان خود باو حوالہ
 کرد و خود ہیچ نخورد ہیچنان تا ہشت روز ہیچنان کرد کہ خود نان نخورده و قوتہ او بحال
 بود و او ہشتم روز بخدمت حضرت قبلہء عالمیان برائے زیارت مے آمد چون آمد

زودنان برائے او آورائیدند و فرمودند کہ چندین مدت گرسنہ ماندن گناہ است چہ موجب فخر و عجب نفس است وہم قاضی سلطان اعظم رحمہ اللہ کہ از خویشاوندان حضرت شیخ علی حیدر بود فرمودند کہ روزے کہ سنگہا تخریب قلعہ ملتان و غارت آن کردند حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ مع خویشاوندان بعد از تفرد و تجر د حال نزدیک خانقاہ مبارک حضرت قبلہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ عنہ در یک حویلی نزول فرمودند و عازم طرف بہاولپور بودند و نان ہمہ کسان از متعلقان آنحضرت قطب الدین خان قصوریہ مے فرستاد و میگفت کہ شما بطرف قصور یا لاہور بیائید و حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ امتناع میفرمودند کہ ما عازم بطرف بہاولپور ہستیم روزے عبد الصمد خان آدم خود فرستاد کہ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ در جائے او بروند چون آن آدم پیغام داد حضرت قبلہ امتناع فرمودند و جواب صاف فرمودند و او برفت بعدہ بیاران خود فرمودند کہ وقت تجر د و تفر د حال رفتن مناسب نیست و ایں بیت فرمودند:

گر گدا پیش رو لشکر اسلام بود کافر از بیم توقع برود تا دژ چین

و خود بیان فرمودند کہ کافر از بیم توقع یعنی سوال نہ از خوف صلاح وہم منقول است کہ در ایامیکہ حضرت قبلہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ عنہ بزیارت حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ علی التوالی آمد و رفت میداشتند یک نوبت حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ عزیمت روانگی از ملتان بتقریب زیارت حضرت قبلہ عالم مصمم مے داشتند کہ اتفاقاً در ان ایام یک افغان ملا کہ در عرف اخوند میگویند ساکن "اندر کوٹ" کہ کتاب "خلاصۃ الحساب" از حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ مے خواند روزے در خدمت حضرت بیان نمود کہ من در یک کتاب فتاوی مسئلہ عجیبہ دیدہ ام کہ شخصے فوت شد کہ برادر عینی خود و برادر زوجہ خود

گذاشت برادر عینی او محروم است و برادرزوجه او ہمہ متروکہ او میگیرد ناگہانے دران ایام روانگی حضرت قبلہ از ملتان روانگی میاں صاحب والا مناقب مولوی عبدالرزاق جیو کہ ساکن قلعہ میلسیان اند بصوب مہار شریف بوقوع آمد حضرت قبلہ و مولوی موصوف بزیاۃ قبلہء عالم مشرف شدہ بعد از چند روز مرخص شدند و از مہار شریف بطرف ملتان روانہ گردیدہ ہمزوہ در قریہ دنیل کہ قریب موضع چھومن کہ از اہتمام حاصل پورا است رسیدند و بر چہار پائی ہادر از شدند کہ ہموں وقت ملائے مسجد مذکور سلطان نامی آمدہ بطرف پائیں حضرت میاں صاحب میلسیان والا نشست و غمض اعضائے آنحضرت میگرد و بشوق تمام و بجنبش اعضا ہمین ابیات انواع خواندن گرفت کہ:

اے ماما ہوں چا چا تیرا تیکوں سڈے بابا میرا

سووی ہووے ڈاڈا تیرا

ایہ معما سنیو بھائی	کو سو ہرا کو جوائی
ایہ عجائب ہین سمجھ آئی	سکی نانی سکی بھر جائی
ایہ عجائب سن توں بھیا!	سکا ڈاڈا سکا بہنڑ ویا
سنیو لوگو! ایہ معما	اوہی سس تے نوہ سکی اماں
جیکوں ملا کرے بیان	وڈہی عاقل کھڑا پہچان

و طریق افتخار میداشت کہ ہمین ابیات بسا مشکل است چگونہ ایشان بیان خواہند کرد میاں صاحب میلسیان والا از استماع ہمیں ابیات متعجب و متفکر بودند کہ ہموں وقت از زبان معجز بیان حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ فرمودند آ رہے ہمیں ابیات عجیب اند لیکن صورت دیگر ہم بسیار عجیب است کہ شخصے وفات یافت و برادر عینی خود برادرزوجه خود گزاشت برادر عینی او محروم ست و تمام متروکہ او برادرزوجه او میگیرد ہمون ملا سلطان

نامی کہ ابیات مذکورہ میخواند بجز استماع صورت مذکورہ از زبان حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آہ سرد بر آورد ہر دو دست بران خود زودہ گفت ہے ہے ہمیں شخص ہمیں صورت ابیات بیان نمود حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ از ہمیں گفتن معلوم کردند کہ شاید ہمیں صورت ابیات در ضمن ہمیں صورت میراث راست گرد پس بادی التفاتے وتوجہ تمامے صورتہائے ابیات در ضمن ہمیں صورت میراث استنباط نمودند و بیانش آنکہ مثلاً بخشو و گامان کہ بخشو پدر گامان است ہر دو مثلاً از لاہور آمدند و عظمت و ولایت کہ عظمت بنت ولایت بود در ملتان بودند کہ بخشو بعظمت نکاح کرد و از عیسیٰ متولد شد و گامان بعظمت نکاح کرد و از موت تولد شد پس برادر عینی بخشو عمر نام وارث بخشو میشود و برادر زوجہ او کہ موسیٰ است وارث است زیرا کہ ابن الابن است و عیسیٰ موسیٰ را میگوید کہ تو خال من ہستی و من عم تو ہوں و میخواند ترا پدر من و او جدتست و ہمیں جد پدر زوج ولایت است و ہم داماد است اورا وہم اوزنج خواہر موسیٰ است کہ عظمت است ولایت مادر مادر عیسیٰ است و ہم زوجہ برادر علی او است کہ گامان است و عظمت کہ بنت ولایت است مادر زوج ولایت است و ولایت کہ مادر عظمت است ہم زوجہ ابن او است بخشو بن گامان۔

گامان بن بخشو

(نکاح) (نکاح)

ولایت مادر . عظمت

(ابن موسیٰ) (ابن عیسیٰ)

بہذہ الصورت وہم از زبان مبارک آنحضرت شنیدم کہ فرمودند کہ یک ہمسایہ

ما بود کہ در خانہ جنگ وجدال اواز برائے نماز بود چون بسیار ضعیف شد و طاقت اور انماندا اثر در مسجد میبود یک شب نماز عشاء تیار بود و او بسیار شائق جماعت بود و قوت نداشت و از سبب گرنگی میگفت ”بکھ دو بکھ“ ”نماز دو نماز“ بار بار می گفت من پیالہ در دست گرفته بخانہ ہمسائگان میرتم و میگفتم کہ کسے بہت پختہ کردہ باشد از خانہ یک ہمسایہ کہ بہت پختہ بودند از دشان گرفته اورا دادم و او خورد بعدہ نماز خواند کہ قوت در اعضائے او پیدا شد و این قصہ در زمانے کردہ بودند کہ قوت آنحضرت بسیار کم شدہ بود و طاقت خوردن نان نداشتند کہ گویا اشارہ میفرمودند بحال خود کہ کسے باشد کہ غور پرداخت کار ما کند و حال آنکہ اندک کس بود کہ بحال آنحضرت ملاحظہ کردہ خدمت بطریق احسن کند بلکہ ہر کس در کار و بار خود مست بود و ہم در سفر میفرمودند آنچه در ”صواعق محرقہ“ است کہ دو شخص بودند در سفر با یکدیگر جمع شدند و شروع در خوردن نزدیک بود کہ کتہ یکے را بیچ نان بود دیگرے را سہ نان ناگہان شخص مہمان رسید او نیز با ایشان بہم خورد چون از خوردن فارغ شد ہشت در دستار خوان گذاشت و رفت آن شخص کہ صاحب بیچ نان بود صاحب سہ نان را گفت سہ درم تو بگیر و بیچ درم من بگیرم او قبول نکرد و گفت کہ من بقاضی میروم والا نصف تو بگیر و نصف من بگیرم او گفت نزد قاضی برویم چون نزد قاضی رفتند قاضی گفت این شخص کہ صاحب سہ نان است یک درم بگیرد و صاحب بیچ نان ہفت درم بگیرد حساب ہمیں طور است و صورت فہم این مسئلہ چنان فرمودند کہ چون سہ شخص ہفت نان خوردند ہر یک از ایشان دو دو ٹکٹ نان و دو دو نان خوردند پس آں شخص کہ صاحب سہ نان بود از نانہائے خود باقی نگذاشت مگر یک ٹکٹ نان کہ آنرا مہمان خورد و صاحب بیچ نان باقی گذاشت برائے مہمان ہفت

ثلث نان کہ مجموع آن دونان ویک ثلث نان است پس ثمن ہفت ثلث نان ہفت درم
 است و ثمن یک ثلث نان یک درم است پس ہفت درم صاحب پنج نان را باشد و یک درم
 صاحب سہ نان را باشد وہم از آنحضرت شنیدم کہ میفرمودند کہ در زمانے کہ ما کتابہا
 خواندیم چنان مطالعہ میکردیم کہ چون سبق میخواندیم استاد ہر کس واہ واہ میکرد باز
 آنرا نمی دیدیم و بیشتر مطالعہ میکردیم و ہمچنین یاد دارم کہ فرمودند کہ روزے در راہ ملتان و
 خیر پور میر تقیم و مرادپ و اسہال بود در راہ یکجا رسیدیم کہ در انجا یک سید صاحب بود کہ
 پیشتر از من در ملتان میخواند و در راہ بر سردیوار نشستہ و گفت مرا کہ چہاہے نوشی گفتم بلے
 چہاہے نوشم چہاہے آوردن نوشیدم تپ و اسہال من دفع شد نقلت کہ روزے آنحضرت در
 مجلس ما مردمان نشستہ بودند کہ یک شخص آمد خود را سید میگفت آنحضرت تعظیم و تکریم او
 کرد بنشست بے ادبانه طور زانوئے خود بر زانوئے آنحضرت کرد بطور متکبران و از ڈبی
 ناسوار بیرون کردہ در بنی دادن گرفت چنان طور کہ ناسوار در ہمہ مجلس بہوارفت
 و آنحضرت بسیار آزار مند شدند و سرفہے آمد اما طاقت دم بر آوردن نبود وہمہ اہل
 مجلس از ادب آنحضرت اورا ہیچ نگفتند کہ مبادا کہ آنحضرت خفہ خاطر شوند چنان حوصلہ
 و حلم آنحضرت بود کہ آزار کسے نمیخواستند و خود تحمل میکردند روزے در خیر پور بودم بر مکان
 آنحضرت و آنحضرت اندرون خانہ بودند مراد دل آمد کہ امر روز در ملتان بخانہ خودے
 بودم سینویان میخوردم ہمون وقت از اندرون آواز دادند کہ عبید اللہ! چون بر دروازہ
 رسیدم طبق سینویان مراد دادند کہ بخور بخور دم، نقلت مشہور کہ بطرف غربی خیر پور در قریہ
 بھو ہریا ببا نری مردمان چاہ کندیدند چون چاہ فرا آب رسید آب او تلخ بود آنحضرت
 را گرفتہ رفتند آنحضرت فرمودند بعد جستجو کہ چاہ در پنجابکاوند بچھاں کردند آب خوب برآمد

وہم مشہور است کہ چون دریائے گھارا نزد دور پور رسید زمین ہاں و درختہا منہدم
 میساخت آنحضرت را بر لب دریا بردند فاتحہ فرمودند یادعائے دیگر خواندند و در انجا کہ
 چہار پائی آنحضرت نہادہ بودند باز از انجا پیشتر دریا نیامد و چون ایں فقیر کاتب الحروف
 اول بار از احمد پور بخیر پور برائے زیارت آنحضرت رفتہ بودم بوقت مغرب یا قدرے
 بعد ازان باشد کہ داخل مکان آنحضرت خود یک چہار پائی آوردند کہ ریسمان ہائے
 آن کہنہ و ریختہ بود باز دیگر چہار پائی آوردند آن نیز مانند اول شاید کہ ہمون وقت
 موجود ہوں چار پائیہا باشد باز اندرون رفتند نان آوردند بکسے نان خورش شلغم خشک
 پختہ بود یا سبز، خشک یا دیگر چیز تا کہ ہمہ کار ہا خود کردند دیگر کسے از خدام و دیگر متعلقان
 کسے موجود نبود دوران وقت ہم ضعف بسیار بود کہ آواز ہائے بیطاعتی ازان حضرت مے
 اختیار صادر میشد حکیم خدا بخش رحمہ اللہ نقل کردہ کہ روزے نان معہ ماہی پختہ از خانہ او
 بکضور آمد اہل خانہ آنحضرت و خود آن قبلہ یکجا تناول فرمودند مائی صاحبہ فرمودہ کہ دوغ
 و مصالح در ماہی خوبست فرمودند از گفتہ شما مارا ہم لذت دوغ و مصالح آمد بیشک خوب
 است و ہم حکیم مرحوم نقل کردہ کہ کشف بسیار امور بر ذات آنحضرت حاصل بود لیکن
 بسیار احتیاط مے فرمودند کہ ظاہر نشود و بر زبان نھے آوردند در جہان ہچو عوام زندگانی
 میکردند روزے در ملتان در زمان حکم اہل اسلام بمولوی صاحب مولوی غلام محمد کہ خواہر
 زادہ ایشان بود سبق مے گفتند و مولوی موصوف در خیالے نشستہ بودند دست مولوی
 موصوف گرفتہ فرمودند کہ دل را از معاملہ لنگی فارغ کن کہ آن ہم خواہد شد الحال شجہ
 سبق کن از گفتار خویش آنحضرت متحیر شدند کہ لفظ غیر معمول از زبان ملک
 سرزد شد و مولوی موصوف از گفتار حضرت متعجب گردید و قصہ لنگی اینست کہ

موصوف نسبت دامادے حضرت قبلہ شیخ خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ عنہ میداشت
 و شخصے دولنگی حضرت ایشان آورده بود نزد حافظ فلان امانت داشتند وقتیکہ مولوی
 موصوف بخدمت حضرت قبلہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ حاضر آید بحافظ موصوف
 فرمودند کہ یک لنگی بمولوی غلام محمد و یک لنگی بفلان وہ حافظ موصوف یک لنگی بمولوی
 موصوف داد وقتے کہ بخانہ آوردند معلوم نمودند کہ لنگی دوم عمدہ بود و ریشم دار مولوی
 موصوف تعجب نمودند کہ من نسبت حضرت مے داشتم و از حضور دادن لنگی مطلق بطرفین
 حکم شدہ بود حافظ موصوف لنگی بما کم قیمت چرا داد کہ بدیگرے عمدہ خواہند داد بحضور عرض
 خواہم نمود وقت سبق خواندن مولوی موصوف در ہمین خیال بود مولوی موصوف را تعجب
 آمد کہ ہرچہ در دل مے شمرم ایشان خبر دادند وہم حکیم خدا بخش فرمودہ کہ معلوم چنان
 میشود کہ آنحضرت گاہے دروغ بر زبان مبارک نہ راندہ بودند چنانچہ روزے بعد از
 نماز مغرب بندہ خدا بخش مشرف بحضور بود کہ حافظ دائم شیرینی یک آنہ حساب
 آنحضرت موجب فرمودہ آنحضرت از بازار آورده عرض نمودہ کہ آورده ام برخاستہ
 فرمودند کہ این شیرینی ملک تو کردم دو مرتبہ فرمودند حافظ مذکور متعجب ماند فرمودند لفظ
 قبول کردم نمیگوئید حافظ موصوف گفت قبول کردم گوشہ لنگی فراز کردہ فرمودند تو بمادہ بد
 ادب اندرون رفتند بندہ بگوش خود مے شنید کہ حضرت میفرمودند کہ مارا حافظ دائم دادہ
 معلوم نمودم یا اغلب کہ شنیدہ بودم کہ مائی صاحبہ میفرمودند کہ نمیخورم تو بے فائدہ مال خرچ
 میکنی ازین قصہ دو لفظ معلوم شد یکے آنکہ آنحضرت عالم بودند باینکہ از اندرون ہمیں
 لفظ واہند گفت دوم آنکہ کذب نخواہم گفت حیلہء شرعی بحافظ دائم نمودند در تملیک
 شیرینی۔

وہم حکیم خدا بخش مرحوم نقل فرمودہ کہ بندہ خدا بخش نماز شام بذات مبارک حضرت میخواند امام گاہے دو رکعت و گاہے یک رکعت ادا میکرد کہ حضرت قبلہ از نماز بیرون سے آمدند و آن زمانے بود کہ استغراق بخدے تمام بود کہ قرآن نماز دیگرے میکرد۔ کہ مردمان میدانستند کہ از طاقت و ہوش و حواس بیرون اندامام ہم متابعت سے نمود و از نماز بیرون سے آمد بمراتب ہمیں طور شد و از ضعف لفظ آہ آہ بر زبان سے آوردند از طرف راست مولوی عبدالغفار مرحوم استادہ بود و از طرف چپ بندہ خدا بخش و امام مولوی محمد عثمان درین اثنا مولوی عبدالغفار مرحوم را یاد آمد کہ ڈوہر زیرین آنحضرت پاک نیست بیرون کردند و پارچہ پاک انداختند آنگاہ نماز گزار دند و انستم کہ درین امر حکمت بود۔ وہم حکیم خدا بخش نقل کرد کہ بندہ خدا بخش بحضور مشرف بود آنحضرت فرمودند کہ در تمام عمر کے بازی نکرده ام و مارا وقوف بازی یعنی لہو و لعب نے آمد حتی کہ در طفلی ڈیٹی ڈنڈہ چوبیس و گردگان ہم لعب نہ کرده ام و مارا وقوف این ہم نے آمد انستم کہ ذات مبارک آنحضرت از لہو و لعب معرا بود، وہم حکیم خدا بخش نقل کرده کہ روزے بندہ خدا بخش بحضور مشرف بود از زبان مبارک فرمودند کہ روزے در مسجد نماز شام گزارنیدہ بودم بجماعت بعد از فراغ فرض لفظ شروع سنن یا نوافل فرمودند بندہ را یاد نیست فرمودند کہ شروع نمودہ بودم پس پشت من میاں بہاؤ الدین والد مولوی عبدالحکیم بسر خود نماز شروع نمود مارا ادب آمد کہ مرد سفید ریش پس پشت من نماز میخواند نماز شروع کردہ از انجا گزاشتہ جائے دیگر نماز شروع کردم میاں موصوف و حضرت چون از نماز بیرون آمدند میاں موصوف دعائے خیر کرد کہ ریش سفید مارا دیدہ پشت در نماز بسوئے ما کردی حق تعالی جزائے خیر و خوبیء دارین ترا نصیب فرماید باین

چنین سعادت وہم حافظ فلان کہ یکے از پیر برادران حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ بود نقل
میکرد از آنحضرت کہ آنحضرت میفرمود کہ یک شخص از ہمسایگان ما بود کہ بازن خود
فریب کرد از و مبالغہ مہر بخشانید و چند فقراء را در خانہ خود نان خورانید و ایشانرا گواہ مہر
بخشانیدن بفریب کردہ و روز دیگر زن خود را طلاق دادا و صبر کردہ در خانہ ما بنشست مگر
آن شخص با مرالہی دو روز دیگر در خانہ مع فرزندان خود کہ خانہ را آتش از غیب در رسید
بسوخت آن شخص مع مال و متاع و فرزندان ہلاک شد۔

نقلست کہ روزے آنحضرت نشستہ بودند کہ جماعتی مردمان خیر پور با یکدیگر
مخاصمہ کردہ نزد آنحضرت بیامند و آنحضرت بجلدی تمام دست در کیسہ انداختہ تسبیح خود
بیرون کردہ طور و رد خوانی آغاز نمودند و آن جماعت را با اشارہ دست منع فرمودند تا معلوم
کنند کہ آنحضرت حالاً در ورود مشغول اند و آن مردمان معلوم کردہ بزودی بیرون رفتند
کہ اکنون در ورود اند و قتی دیگر خواہیم آمد، القصہ باز نیامند چون آن جماعت بیرون
رفتند آنحضرت بکھار مجلس تبسم نمودہ فرمودند اگر اینچنین نمائش ایشانرا نمی نمودم نزاع
ایشان دراز کشیدے، وہم معلوم باد کہ چون در روز کسے دوستدارے آمد و خواہش
او با آنحضرت شنوانیدن قصہ یا ابیات میبودے شنیدند کہ اکثر سماع آنحضرت بجز در روز
مشہور نہ شدہ و گاہے خواہش نکرده بودند کہ قوالے آید و ما را چیزے شنواند الا در سفر کہ
در شب ہمے شنودند اما یک شبے در خیر پور بودم و آنحضرت در خانہ بودند بعد عشاء کہ
کسے شخص بیرون در مقام بیرونی ابیات با سرود گفتن آغاز کرد آنحضرت اندرون بے
پیراہن بیرون آمدند کھنگی تمام ہمہ مجلس گریختند وہم چوں این کاتب الحروف توفیقیہ
شریفہ را ہندی منظوم نوشت و بحضور شنوانیدن گرفت فرمودند کہ دشوار کردی و چون این

فقیرا برائے بیعت کردن مردمان رخصت فرمودند گفتند کہ تا شاہستید مرا چہ مقدار است کہ بیعت کنم یا کسے راوردے از اوراد بگویم فرمودند شعر:

باطلست آنچه مدعی گوید خفته را خفته کے کند بیدار

حاصل آنکہ در ہدایت شرط نیست کہ ہادی بظاہر ولی کامل بود و از گناہاں پاک باشد بلکہ کسے کہ ہادی علی الاطلاق حق را دانست و خود را گناہگار دانست و از خودی و خود بینی احترام نمود و بتابعت ولی کامل را در سلسلہ پیران داخل کند برائے خیر خواہی و کالتہ از پیر خود را گناہے نہ باشد و آخر ہدایت حاصل نخواہد گردید چنانچہ خفته خفته را لکد زند بے ارادہ و اختیار او از خواب غفلت بیدار شود و لکد زندہ ہنوز از خواب بیرون نئے آید وہم نقلست کہ چوں روزے آنحضرت در خانہ خود آمدند از اہل خانہ خود پرسیدند کہ چیزے خوردنی ہست مائی صاحبہ علیہا الرحمۃ فرمودہ کہ برنجہائے پختہ زیر صحنک افتادہ است آنحضرت چونکہ تناول کردند فرمودند کہ پارچہ گوشت گداختہ خوردم در برنجہا کہ گاہے مثل آن خوردہ ام مائی صاحبہ علیہا الرحمۃ فرمود شاید کہ خمیر خوردہ باشد فرمودند کہ مرا خبر نیست۔

وہم این فقیر بسیار دیدہ کہ در زمان ڈھیلہ کری آنحضرت ڈھیلہائے پختہ خرید کردہ میخوردند کہ سنت حضرت بابا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بود کہ آنحضرت را با پیران خود بسیار محبت بود وہم منقول است کہ چون بر عرس حضرت قبلہ خود رضی اللہ عنہ در ملتان رسیدند روزے حضرت غلام مصطفیٰ خان کہ پیر برادر این فقیر و ماذون بہ بیعت از آنحضرت بود با آن حضرت کمال دوستی میداشت از خانہ خود چیزے از شیر و بادام و نارجیل و میوہا و شیرینی ہا پختہ کردہ یک کاسہ کلان با کوشش تمام آورد و بحضور داد

آنحضرت وغیرہ حاضران مجلس ازان کاسہ مذکور چنانکہ عادت آنحضرت بود خوردند بعدہ مائی صاحبہ اہلخانہ حضرت قبلہ آنحضرت حضرت حافظ صاحب محمد جمال جیورضی اللہ عنہ از ایشان برسانید کہ نان بیاسید فرمودند کہ ما قدرے از برنجہائے پختہ کہ روغن دران اندک بود خورده ایم وہم نقلست کہ روزے آنحضرت کے جا مہمان بودند صاحب دعوت بشب از خوشی واستعجال تمام در کٹورہ شیر انداخت کہ دران هضض خشک چسپیدہ بود وبخیال اونیامد و دران بتاسہا انداختہ حل کردہ آورد با آنحضرت داد آنحضرت نیمہ یا قدرے کم یا زیادہ ازان بنوشیدند بعدہ بمولوی صاحب عبدالغفار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ از آنحضرت مجاز بہ بیعت بودند دادند چون مولوی صاحب بادہن آورد و اندکے بازبان چسپید از دہن بیرون کردند واخ اخ میگردند حاصل این قصہ آنکہ استغراق در مشاہدہ چنان بود کہ لا یذم ذواک کہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منقول است ودیگر اخلاق حسنہ ہمہ از آنحضرت ظاہر بود چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ فرمودہ شعر:

این مدعیان در طلبش بے خبر اند
کان را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

وہم فرمودہ شعر:

یکے باز را دیدہ بردوختہ
دگر دیدہ ہا بازو پر سوختہ

من لم یذق لم یدر یعنی کسیکہ نخسیدہ ندانست وہم منقول است کہ روزے اہل خانہ آنحضرت تکی کر پاس برائے فروختن آنحضرت را دادند آنحضرت در مسجد مدرسہ خود آمدہ جامہ بر فقراء حسب الحاجۃ تقسیم کردہ دادند و چون اہلخانہ قیمت کر پاس طلب کردند فرمودند کہ کسیکہ خریدہ است قیمت خواهد داد چون چند روپیہ از کے جافتوح رسید با اہلخانہ دادند وہم آنحضرت میفرمودند کہ مرا یک روز نماز عصر فراموش شدہ بود کہ

از خانہ بمسجد آدم از مسجد بخانہ پس نماز فراموش شد پس قضا کردم وہم روزے فرمودند
کے را کہ بتاسہا آورد کہ مراہیزم میباید و تو بتاسہا آوردی بتاسہا کہ از کسے کہ خریدہ
آوردی باز دہ و فلوس از و برائے ہیزم بیار دو نیز روزے فرمودند کہ کسیکہ نزد ما بیاسید کہ
آن قدر بیار د کہ خود ہم خورد و ما ہم بخوریم وہم منقول است از آنحضرت کہ چون بعد
غارت شدن ملتان پچیلہ واہن رسیدند و چند مدت آنجا اقامت فرمودند بعدہ کسے حاکم
یا متعلق سرکار خان صاحب محمد صادق خان مرحوم در سرکار خبر کرد و آن وقت زمین این
رو آب کنارہ در زیر حکم ایشان بود پس از سرکار محمد صادق خان مرحوم پروانہ برائے تعیین
روزینہ و برات صادر شد کہ حضرت قبلہ و متعلقان آنحضرت دہند۔ چون از آنحضرت
اخراجات پرسیدند برابر ہر شخص از زنان و مردان یک یک پاء آرد صبح و یک یک پاء
آرد شام شمرده ہرچہ جمع شد فرمودند بطریق قناعت و بیچ ملاحظہ نام و ناموس خود و
عالیجاہے سرکار نکردند ہچوں طالبان دنیا و اہل ننگ و ناموس و اہل سرکارشش آنہ روزینہ
بنائے علیہ معین نمودند و اگر کسے اہل طمع و طلب دنیا و اہل ننگ و ناموس بودے آخر اندک
درجہ بقدر سہ یا چار روپیہ روزینہ خرچ خود معین کنانیدے پس آنچہ حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ عنہ فرمودہ در ملفوظات خود در مجالس وعظ و تذکیر کہ اگر یک صحابی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شما آید شما اورا مجنون مے پنداشتید و او بگفتے شمارا کہ ایشان
یک لحظہ ایمان بخدائے تعالیٰ نیاوردہ اید بر آنحضرت و اہل خانہ صادق مے آید۔

وہم منقول است کہ چون تاریخ اول عرس حضرت قبلہ حافظ صاحب محبت اللہ
بالکمال حضرت خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ عنہ آمد حضرت قبلتہ المریدین رئیس
المتوکلین خواجہ سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر عرس مبارک آمدند و بحضور ایشان سماع بالات

شروع شد حضرت قبلہ این فقیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برائے علت آلات سماع نیامند
حضرت خواجہ سلیمان رضی اللہ عنہ فرمودند کہ من بعد امروز گاہے برین عرس نخواہم آمد
پس ایشان بعد ازان برہیج عرس آنحضرت نیامند حسب الاقرار و بعد ازان بتائیدی
غلام حسن علیہ الرحمۃ و غیرہم من الخلفاء آخر کہ معتاد بآلات بودند رسم آلات من بعد
در ہر سال قدرے مے بود و آنحضرت بعد غارت ملتان تا وفات اہلخانہ خود گاہے
بر عرس نیامند و چوں بعد وفات ایشان مے آمد بقدر یکپاس در مجلس سماع نشستہ بودند
و شب اصلا سرود بر خانقاہ مبارک معلوم ست کہ نشیدہ بودند و ہم منقول است کہ چون
برادر آنحضرت حضرت مولوی قادر بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعتہ وفات یافتند
و بر جنازہ ایشان مردمان حاضر شدند آنحضرت منتظر بودند سبب انتظار پرسیدند فرمودند
کہ برادرم بیاید مردان گفتند کہ این جنازہ مولوی صاحب پس ازان نماز جنازہ خواندند
و نیز چون در ملتان مے آمدند یا کسے دیگر جائے میسر رسیدند کہ این کد ام مکان ست و نیز
امر متعلق بخیر پور در ملتان مے پرسیدند و بر عکس آن و مردمان میگفتند کہ این فلان جا
است حاصل آنکہ استغراق در مراقبہ چنان بود کہ امور مرئیہ بچشم نیز از چشم غائب
میشد۔ و ہم منقول است کہ چون حضرت مولوی صاحب والا مناقب مولوی عبدالرحمن
بھڈیرا بسبب شکایت شاکیان سرکاری و بعض رعایائے خان صاحب محمد صادق خان
مرحوم جس نمودند و جمیع علماء و فضلاء آن طرف و دیگر علماء و ملایان و مشائخ از ہر طرف
برائے گفتگو در سرکار برائے خلاص کنانیدن مولوی موصوف جمع آمدند و در احمد پور و
موضع کچہری شروع گفتگو کردند ہر کسے مشورہ و مشاورت در سوال و جواب سرکار میکردند
آنحضرت ترک مشاورت کردہ در حضور حضرت خان صاحب مرحوم این ابیات

خواندن گرفتند۔

باہن لول آنہمہ رسم وفاداری چه بود بعد از ان۔ بیوجہ چندین جفاکاری چه بود
 آشتی بگواشتی تیغ جفا برداشتی آن عنہ۔ تہا کجا شدوا این ستمگاری چه بود
 حالیا این مردم ہشت بخوں آہستہ اند جان من واگو کہ چندین مردم آزادی چه بود
 چون این ابیات از زبان درافشان خود فرمودند خان صاحب مرحوم فرمود کہ
 بگوارید مولوی موصوف را بعد از ان خوانچہ خاص طعام خود با آنحضرت رضی اللہ عنہ
 فرستاد وہمہ کس از خادمان و متعلقان آنحضرت را طمع بود در آن طعام خاص طمع بود آخر
 آنحضرت آنہمہ طعام بمولوی صاحب مولوی غوث بخش رحمۃ اللہ علیہ کہ مرید حضرت
 قبلہ عالم رضی اللہ عنہ بود و در سرکار بسیار معتبر بود فرستاد ہمہ متعلقان و خادمان طامعان
 نو مید و محروم ماندند و این فعل وہمہ افعال آنحضرت خالی از حکمت نبود کمترین حکمت
 درین آنکہ تقرر ابا لذت نفس چه تعلق وہم معلوم است کہ کسے نزد آنحضرت رضی اللہ
 عنہ سگ راز و چنانکہ آواز سگ بے اختیار از زدن مے آمد آنحضرت نیز لرزیدند و خفہ
 خاطر شدند۔

وہم منقولست کہ چون مریدان در تعمیر روضہ حضرت قبلہ حافظ صاحب رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سعی نمودند و میاں عبداللہ تاجر مرحوم را درین باب تعمیر معتبر کردند بسیار مال خرچ
 کردند و ہرگز تمامیت روضہ مبارکہ کہ بفکر نئے آمد مائی صاحبہ المل خانہ حضرت قبلہ حافظ
 صاحب رضی اللہ عنہ و معتبر درین امر حضرت قبلہ راضی اللہ عنہ کردند حضرت ایشان
 فرمودند کہ من درین امر دخل آنوقت خواہم کرد کہ ہرچہ کنم کسے بر من اعتراض نکند آخر
 آنحضرت در اندک مدت تعمیر روضہ مبارکہ کردند اما اولاً قبر بلند را کندیدند و قبر را بر یک

بالشت تھلہ بنا کر دندو برابر قبر مبارک از روضہء مبارک رخنہ نہادند کہ باران و باد و روشنی آفتاب از آن رخنہ افتد و موجب نزول رحمت گردد وہم آنحضرت فرمودند کہ بسیار می باشد کہ من بر کسے عزم خفگی میکنم ناگاہ از من تبسم صادر میگردد وہم نزد آنحضرت روزے کسے شخصے را میخواند کہ نام او خدا بخش بود آنحضرت میفرمودند کہ جیو بار بار او چنین میگفت و آنحضرت نیز جیو گفت حاصل آنکہ اجابت دعوت فرض ست و آنحضرت را این خیال نبود کہ من مولوی و بزرگتر مردمان ہستم مرا کسے بنام فقط نخواہد خواند وہم آنحضرت میفرمودند کہ اشیائے خود را از ہمہ کس محافظت باید کرد وہمہ کس را قبل از ضائع شدن چیز دزد باید فہمید و گمان بد باید کرد کہ این گمان بد کردن گناہ نیست و میفرمودند شعر:

نگہدار آ نشوخ در کیسہ در کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

وہم میفرمودند کہ وقتیکہ کمال صحت و قوۃ باشد اعتماد بر صحت و قوت نباید کرد و موت را نزدیک باید دانست و چون ضعف کمال باشد و مریض قریب الموت باشد احتمال حیات باید داشت وہم برائے نار و میفرمودند کہ نیم چہارک گوشت بز کہ خالی از پیہ و سرخ باشد و دورتی را سیماب در آن آمیختہ گولیہا ساختہ یکے بعد از دیگرے فرو برند باین طور کہ بدنمان نچسپد کہ دندان را سیماب مضراست ہم چنین سہ روز کنند و برائے روشنی چشم میفرمودند کہ یک صد گل چہبہ و یکصد گل کنجد و یکصد فلفل کہ بسپیدی مائل باشد و یکتولہ پھلہ پھلکڑ بیک نیم پا آب لیمون کھل کنند تا کہ لائق جوب بستن گردد جوب بندند بقدر فلفل ثلث یک حب قبل از نیمروز با آب در صدف سائیدہ بمیل در چشم افکند اما بروئے آب بعد از دو ساعت اندازند وہم از آنحضرت برائے روشنی چشم میفرمودند کہ چون در چشم سرمہ افکند بگوید

لا اله الا الله نور العينين محمد رسول الله سيد الكونين
 و بر میل دم کرده در چشم افگند و برائے چشم خود ہر شب سرمہ و مغذ تشمیرج برابر
 سائیدہ نزد آنحضرت میبود کہ پنجمے فگندند و برائے اندک جراحت بول کردن بر آن
 و بعد ازان خاک شور بران افگندن میفرمودند و برائے زیادہ ازان پارچہ بقتہ آلودہ
 کردہ چسپانیدن میفرمودند و برائے زیادہ ازان مے فرمودند کہ فلفل گرد در روغن سرشف
 جوشانیدہ سوختہ سائیدہ در همان روغن بر آں جراحت طلا کنند کہ مگس ہم نے نشیند و
 بجلدی بہ شود و برائے زیادہ ازان قند سفید و سندور مساوی الوزن آمیختہ باروغن سرشف
 طلا کردن میفرمودند و برائے دھدہ میفرمودند کہ در مسجد رفتہ بآستانہ نشستہ خاک آن
 دھدہ مس کند و بخواند خدائے ما بزرگ ست تو بزرگ مشو پیغمبران خدا از جہان سفر کردہ
 اند تو نیز برو خاک را مال دسہ بار این چنین کند و ہم میفرمودند کہ بر ہر در و دہل آ یہ ام
 ابر مو امرافانا مبرمون ہفت بار دم کند و سورہ لقمان سہ بار برائے درد شکم دم کردن
 میفرمودند و برائے گم شدہ میفرمودند کہ بخواند شعر:

پاکیزہ خدائے بے خیانت

اے بار خدائے با امانت

تو باز رسان بمن سلامت

من غائب خود بتو سپردم

اصبحت فی امان اللہ و امسیت فی جوار اللہ

و نیز میفرمودند شعر:

لیس فی الملک غیرہ مالک

حق تعالیٰ کہ مالک الملک است

انہ قادر علیٰ ذالک

برساند بیدگر ما را

اصبحت فی امان اللہ و امسیت فی جوار اللہ

روزے کے شخص صحت را کہ مزدوری اندرون در لنگرے کرد میخواند بار بار
آنحضرت آن شخص را بطریق تفہیم فرمودند کہ صحت را میخوانی کہ در گوش او بسخنے بگوئی تو
بگوای صحت فلاں کار بکن یعنی نان بیار یا مانند آن کے دیگر کار۔

وہم منقولست کہ روزے آنحضرت در بازار ملتان بکے شخص کہ از مریدان
حضرت قبلہ عالم مہاروی رضی اللہ عنہ ملاقی شد آن شخص گفت کہ نغز کہا انداگر کے شخص
خادم شما باشد بجناب حضرت قبلہ عالم مہاروی رساند آنحضرت فرمودند بدہ و لنگی مبارک
خود بر سر خود بستند و از و آوند نغزک گرفته بر سر نہادند و روانہ بطرف آنحضرت شدند
و در راہ بکے خربان ملاقی شدند آن خربان آوند نغز کہا بر پشت خرنہادہ وہم چنان منزل
بمنزل رفتہ بخدمت حضرت قبلہ عالم مہاروی رضی اللہ عنہ رسانیدند و زیارت و صحبت
حاصل نمودند حاصل این قصہ آنکہ از خودی و خود بینی آنحضرت بیرون بودند و محبت
پیران در دل آنحضرت غالب بود چنانچہ حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ فرمودند شعر:

دلچ حافظ بچہ ارزد ہمیش رنگین کن
و انگہش مست و خراب از سر بازار پیدا

ایں فقیر کاتب الحروف روزے بحضور قبلہ در خیر پور در زمستان سخت نشستہ بودم کہ
آنحضرت از سبب کمال محبت و دوستی بحضرت زبدۃ العارفین الکاملین حضرت خواجہ
سلیمان رضی اللہ عنہ ایں فقیر را فرمودند کہ تو برو گل محمد کہ پسر را شد آنحضرت بود شرح
چشمینی و پست بابی و فلان فلان کتاب تعلیم کن فقیر در ہموں وقت از سبب بے سامانی
و نامستعد بودن متحیر شدم کہ ایں چنین تکلیف مالا یطاق چگونہ از آنحضرت بظہور آمد
فرمودند کہ خیر ما از سبب خیالے گفتہ بودیم بسبب ہموں گفتہ آنحضرت اتفاق روانگی
فقیر بصحابت خان صاحب عبدالاحد خان رحمہ اللہ کہ مردے شاعرا با خدا بود در ایام

رفتن شجاع الملک با انگریزان بطرف کابل بحضرت خواجہ صاحب حاصل گردید
 زیارت وصحبت آنحضرت میسر گردید و بر ڈیرہ صاحبزادہ از خلق آزادہ گل محمد اتفاق
 سکونت افتاد از ان روز بسیار از آنحضرت کرم بسیار برین فقیر بود صاحبزادہ صاحب
 بسیار مہربانی فرمودند و مصلی کلان فقیر را کشیدہ بودند و نیز شبے زیارت آنحضرت خواجہ
 صاحب تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در تہر شمالی حضرت قبلہ خواجہ حافظ صاحب رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ در منام مشرف شدم و مرا آنحضرت باقیماندہ از مشروب خود داد مراد رہمون
 خواب وقت خوش شد باز چون تفحص کردم خود ہمون صورت حضرت قبلہ من بود رضی اللہ
 عنہ پس معلوم شد کہ ہمہ اہل اللہ یکے اند بحسب الحقیقۃ اگرچہ در صورت جدا جدا اند کہ
 بحضرت قبلہ من صادق مے آید من اراد ان ینظر الی میت یمشی علی وجہ
 الارض فلینظر الی ابن ابی قحافۃ و بر حضرت خواجہ صاحب صادق مے آید ان
 الشیطن یفر من ظل عمر پس ہمہ اصحاب بلکہ ہمہ پیغمبران یک نور اند و السلام
 علی من اتبع الهدی.

وہم منقولست کہ روزے کسے گوئندہ بحضور حضرت قبلہ من میگفت شعر:

وے گزشت از نظرم چشم سیاہی عجبے اونگا ہے عجبے کرد من آ ہے عجبے

و آنحضرت در حالت و وقت خوش بودند ناگاہ مولوی صاحب مولوی عبدالحکیم رحمۃ

اللہ علیہ کہ از خویشان آنحضرت بودند و ہر جمعہ و ہر سہ شنبہ زیارت حضرت قبلہ ام مے

آمدند فرمودند کہ چہ بود آنحضرت جواب فرمود کہ مرا حضرت قبلہ عالم مہاران والارضی

اللہ عنہ در نظر مے آمدند کاتب الحروف میگوید کہ ازین معلوم شد کہ اہل اللہ مقصود

در شنیدن اسباب حسن از چشم و خد و خط و خال و لب و زلف و غیرہا حسن ظاہری و باطنی

پیر و اخلاق حمیدہ اش و جمال با کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و پیغمبران می باشد کہ
مظاہر جمال و جلال الہی اندنہ آنچہ ظاہر پرستان را ہمت از اسباب شہوت پرستے بلکہ
اہل زمانہ را نفس خود نیز در میان نمی باشد پس کجا شہوت نفس در میان آید وہم منقول
است کہ چون آنحضرت را توجہ با سباب دنیاوی از ابتدا نبود و بدادہ خدا تعالی راضی
بودند و والد ایشان نیز قرض بر سر ایشان گذاشتہ بود و آنچہ موجود می شد بوام خواہان والد خود
میدادند و بخانہ ایشان میرسانیدند ہر کس را برایشان شفقت و مرحمت سے آمد چنانچہ خود
میرمودند کہ روز یکہ نکاح ایشان بود و والد ایشان بخواب کسے شاگرد خود را فرمودہ کہ
برائے فرزند من چیزے نمی دہی آن شاگرد چیزے داد و یکروپیہ یا زیادہ کہ بآن
اسباب شادی تیار شد کسے دوستدار حضرت ایشان را گفت کہ فلان شخص عامل قصیدہ بردہ
است کسے را کہ رخصت قصیدہ منید ہد اور ایک روپیہ روزینہ فتوح میشود شمارا ہم عسرت
معیشت و تنگی رزق است باید کہ ازان شخص رخصت قصیدہ بگیرد تا رزق فراخ میشود
آنحضرت آن شخص را فرمود کہ من رخصت قصیدہ مذکور خواہم گرفت اما برائے این
مقصود کہ من بارادہ پیرے کامل مشرف شوم پس فرمودند کہ من رخصت قصیدہ شریفہ
گرفتم بآن نیت پس چون حسب الرخصت خواندن شروع کردم حضرت خواجہء خواجگان
خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ عنہ در مسجد این فقیر آمدن گرفتند و مقصود حاصل شد و بیعت
آنحضرت بحضرت قبلہ خود رضی اللہ عنہما در روضہ غوث الخلاق حضرت بہاؤ الدین ملتانی
رضی اللہ عنہ مواجہہ مرقد مبارک ایشانست وہم باید دانست کہ چونکہ حضرت قبلہ مرا رضی
اللہ عنہ نصیب و افرو حظ متکاثر از مقسوم الہی بود اگرچہ بیعت ایشان بحضرت قبلہ خود بود
اما صحبت بسیار بہ پیر پیر خود حضرت قبلہء عالم رضی اللہ عنہ و حظ و افراز ایشان نیز بود کہ

در سلسلہ ارادت چندانکہ وسایط پیشتر فیض وافر تر چنانچہ معلوم و مشہور خاص و عام است کہ آنچہ فیوض علم بر آنحضرت بود احدے درین باب مساہم آنحضرت نبود یمشی علی وجہ الارض و اخلاق محمدی بالکمال و التمام در آنحضرت یافتہ شد شعر:

كَانَتْ بِقَلْبِي أَهْوَاءٌ مُفْرَقَةٌ

فَأَسْتَجْمَعَتْ إِذْ رَأَيْتُكَ الْعَيْنُ أَهْوَاءِي

تا بغایت دل ما مائل خواباں می بود

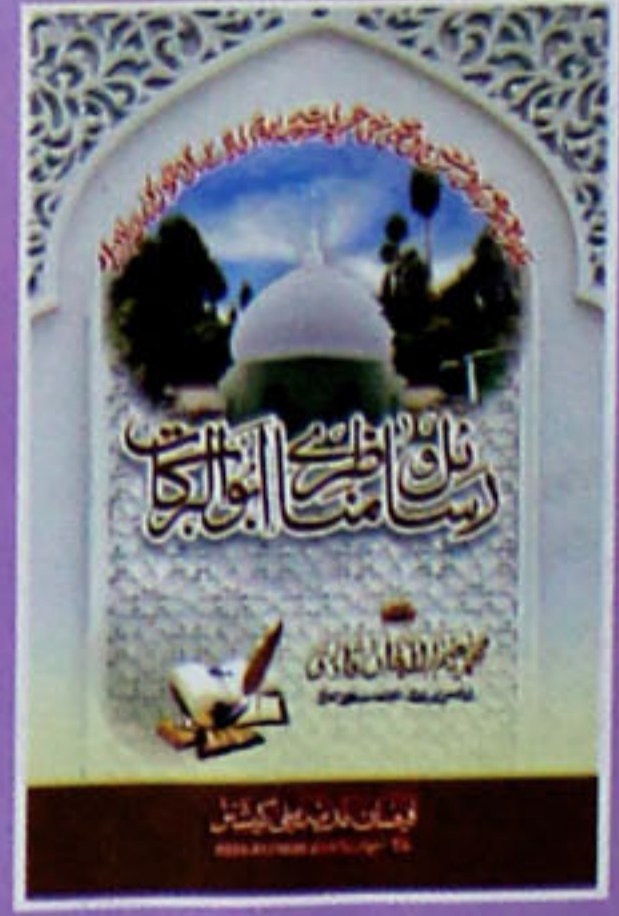
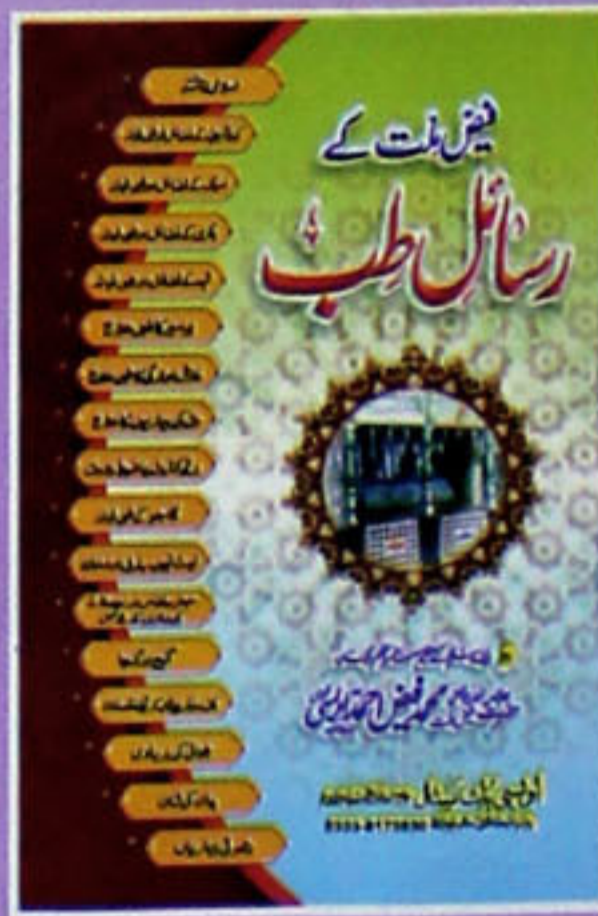
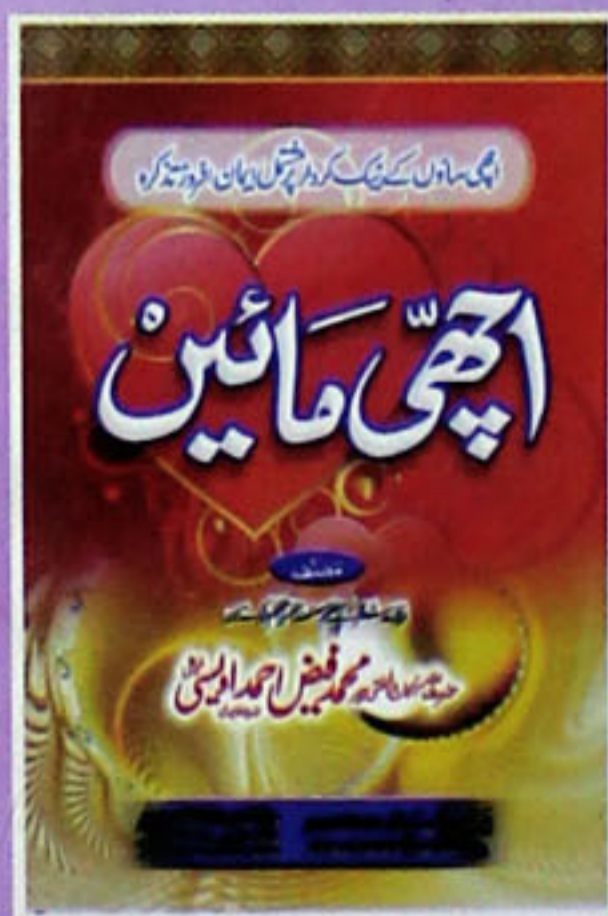
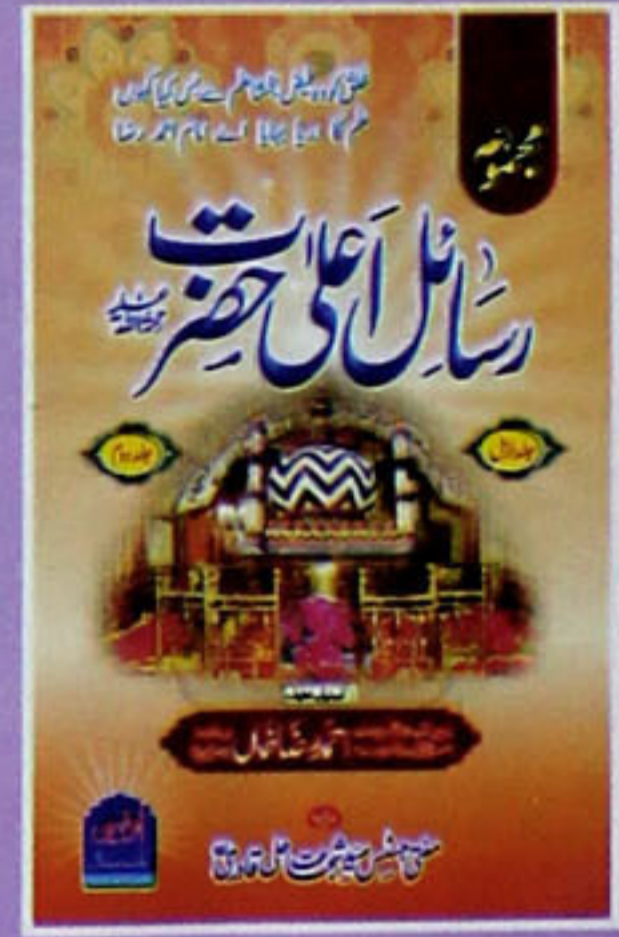
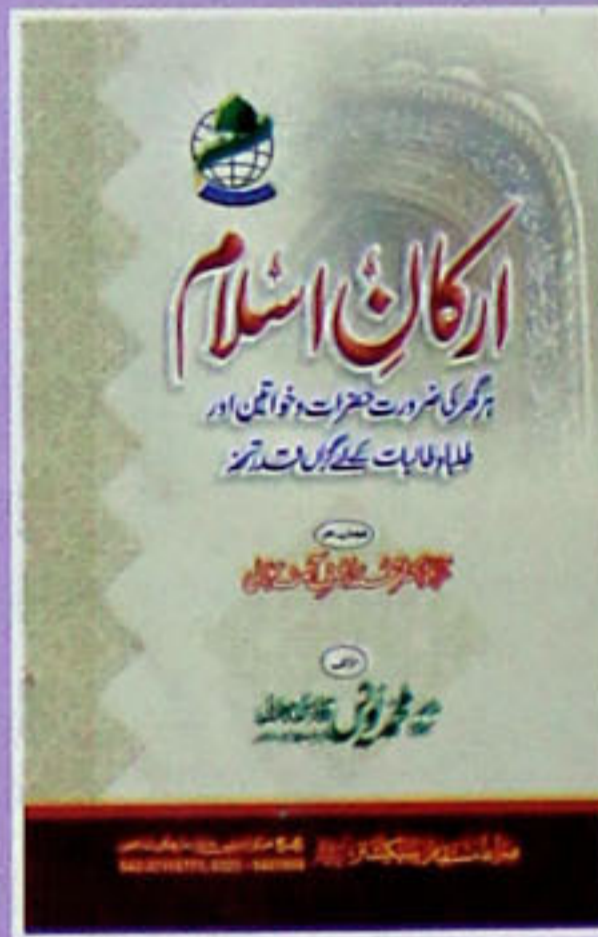
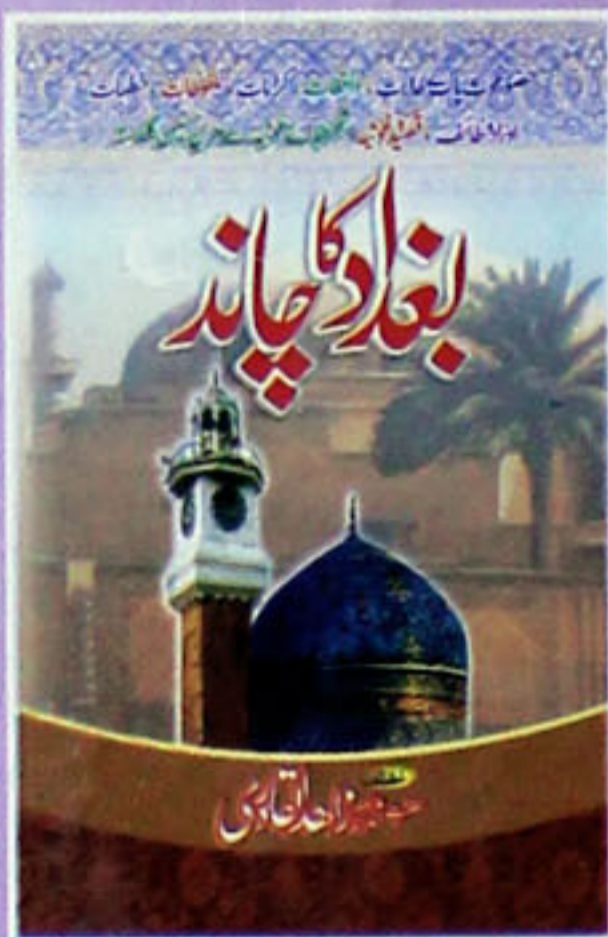
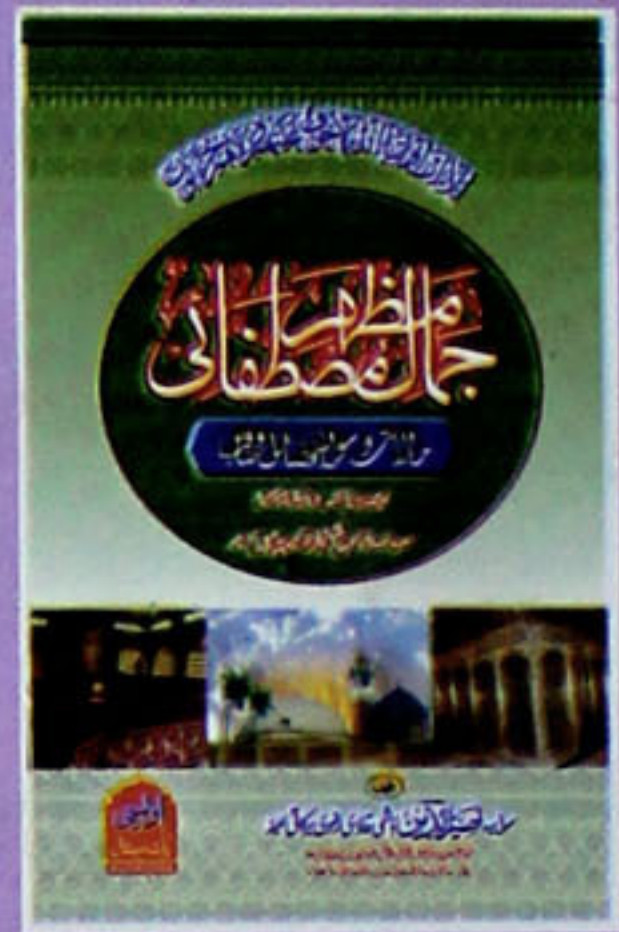
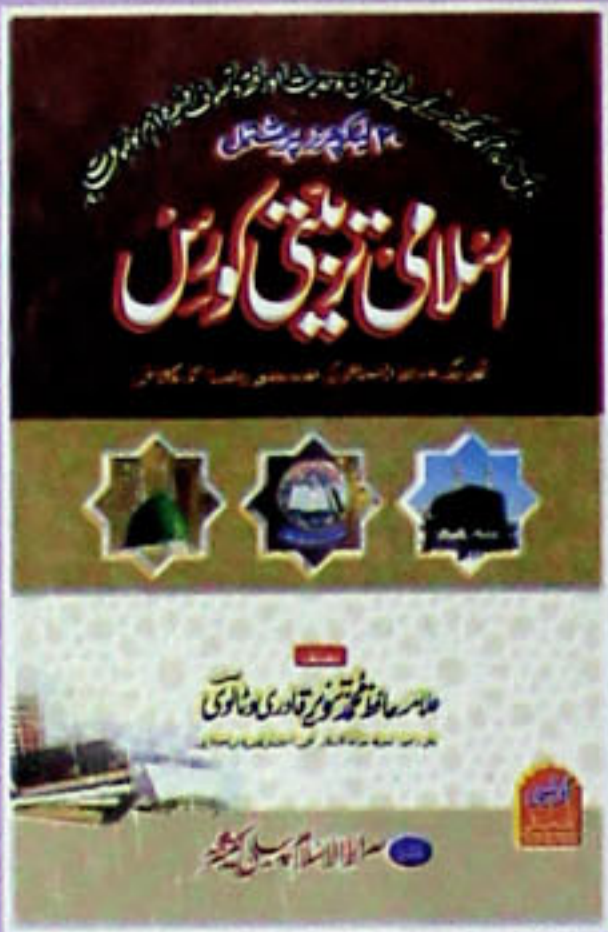
در بروئے ہمہ بستم چو برویت دیدم

بسیار خواباں دیدہ ام اما تو چیز دیگری

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى

تمام شد ملفوظ حضرت مولانا محبت المساکین مولوی خدا بخش ملتانی رضی اللہ

عنه لکھی بہ ”سر دلبران“۔



اولسی بک سیٹل جامع مسجد رضائے مجتبیٰ رضی اللہ عنہم

پینلزنگالوئی گوجرانوالہ 0333-8173630